

# اچھا لکھا ہے



انجم انصار











”مکڑیوں؟“

”آپ کی طبیعت خوب ہے نا؟“

”آپ سے مطلب؟“

”وقت بڑا گوارا ہے۔“

”صاف صاف بتائیے یہاں کیوں لوں کر رہے ہیں آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ اور اگر کوئی ایسی ہی غلطی ہوئی ہے تو جان لیجئے میں اس لڑکی سے نہیں ہوں جو ایک ہزارے فریڈ کے لکھنویوں۔ مجھے نفرت ہے اس لڑکیوں سے جو میری ہے مجھے اس لڑکیوں سے۔ امید ہے کہ آپ اپنی تلاش کی کوئی لڑکی ڈھونڈ لیں گے اور اس لڑکی کو ہرگز نہیں کریں گے اس طرز پر؟“

”نہیں! مجھے تمہارے سوا کوئی اور چاہی نہیں لگتا تو کیا کروں؟ جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں میرا دل میرے دلوں میں نہیں رہتا۔“

”آپ نے مجھے کہیں دیکھا یا نہیں تو کہیں آتی جاتی بھی نہیں ہوں بلکہ آپ کوئی زبردست غلطی ہو گئی ہے آپ کو۔ اس شرمیلے بڑا دل لڑکیوں کا نام لیکن ہوگا۔ چون کریں آپ کہیں اور نہ لائی کریں۔ تو نہ کوئی ایسے ڈانٹا کہ میں کوئی ضرور ہوئے گا میری نظر میں رہنے لگے وہ کوئی کے ہوتے ہیں۔ اور آپ کی وفات کو کوئی نہ ہوگی تو فون کریں گے۔ یہ کہہ کر اس نے ریسیور کو ڈال دیا۔“

”مگر چھ گھنٹوں بعد ہی لکھی فون کی گھنٹی دوں دار دنگ رہی تھی اس نے مجھے سے ریسر دے رکھا تھا۔“

”جہاں دروغ خواب جو گیا ہے۔ یاں کوں جو چال پاراؤں کر رہے ہو۔ مسز آپ اگر تم نے یہاں فون کرنے کی جرات کی تو بارگاہِ طبیعت صاف کروادیں گی۔“

”اور سہرا کا قصہ۔ کتنی خوشی کریں گے تو اس نے فون کی دنگ نہیں کیا۔“ فہر ہوا۔

”اور وہ نہ بولتی؟ آپ۔۔۔ میں بھی نہ جانے کون لنگا ہے۔“

”آواز سے بغیر شروع ہو گئیں۔ میں تاہم لکھی نہیں بولا تھا اور تم نے بے مہارستان۔ اخبار والوں کے ساتھ کوئی ایسا سوچ کرنا ہے۔“ وہ شرم کر رہا تھا۔

”میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے نہ ہوائی یا پھر رات گھبراہٹ کی کھاس مجھ سے رشتہ نہیں ہوتی ہے۔“

”جب تمہاری طبیعت ٹھیک ہوتی ہے تب کون سا تمہارے دلوں سے بھول بیٹھتے ہیں۔ لنگا ہے ہر وقت لنگا ہے چاہے کتنی بھی باتوں ہو۔“ وہ ہار دیا بڑے والی ہنس کر رہا تھا۔

”اوکے کون توں کتاں ہر وقت؟“ اس نے پوچھا کر پوچھا۔

”بواصل بات توں بھول جی کیا ہوتی ہے کہا ہے رات کا لکھنا آپ سب لوگ ہمارے ساتھ کھا لیں۔“

”گنگا جی تھان کو نہ بھرت صرف تمہاری وجہ سے ہے کہ کسی کھانے کو تم ہمارے ساتھ نہ کھو۔“

”مکڑی تو طبیعت خراب ہے بخدا رہا ہے مجھے۔“

”دعوت ہوئے میں چھٹیں کھٹے نہ رہا ہوا نا۔“ بڑا روت رہا ہے۔

”آپ اکی سے بات کریں تو ضرور بچا لیں گی۔“

”بچہ تو ہم خود کھانا دیا، میں اس وقت جلدی نہیں ہوں مگر بار ہے کہیں ہم کس ضرور رہی ہوں انتھار کر دیا گا۔“

”مگر کہیں کوئی کھانا اور اس نے ریسیور کو ڈال دیا۔“

”یہاں کھانا؟“ جسے ایک منہ ہوا کہ جس نے ٹانگہ جگ سوت پتا ہوا ہے؟ دو سوچ سوچ کر تھک کر بکر کوئی سہرا لکھیں آئے۔

”نہیں! اسیر تو کوئی فون نہیں آیا۔“ ایسی باتیں کیا کرنا کہ اس سے پوچھ رہی تھیں۔

”کیا آپ کا کوئی فون ڈنقا؟“ وہ لکھنے کی نظروں سے پوچھ رہی تھی۔

”ہاں امیدہ آئی ہے کیا تھا کہ وہ ٹھیک ٹھیک کی لڑکیاں ٹیوشن کے لیے میرے پاس بھیجیں گی۔ پہلے تو میں نے سوچ کر دیا تھا کہ بعد میں ہائی کمر کی سیسلٹ سے ٹانگوں کی فون آئے۔“

”فون تو آیا تھا مگر اس سیسلٹ میں نہیں لکھیں۔“

”اچھا تو کیا اب ٹیوشن کی لڑکیاں بھی آ رہیں؟“ ایسی ہی پوچھ رہی تھیں۔

”اگر۔۔۔ یہ بات نہیں ہے۔ کسی صاحب کا قادی دی، فون میں جاسٹ نہیں لگا سکا اس لیے وہ فون پر لٹا لگا جا رہے تھے۔“

”نہیں! نہ سکر لڑکی۔“

”اچھا! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں! کسی لنگا کرنا تھا؟“ اس نے پوچھا۔



اور اس نے ٹیلی فون پر زنگ کیا۔

”کیس کا قانون؟“ اوی کرے میں، اہل اس کو میں اور تے رسیدہ کر لیں پر دیکھو دیکھو جس۔

”سنانی نے کل رات کی دعوت کی ہے۔“

”کتنے سارے ملان ہو گئے اپنے بھائی کے گھر گئے ہوئے۔“ وہ سرشاری ہو گئی۔

”مگر بھئی تو طبیعت غریب ہے میں نہیں جاؤں گی۔“

”ابھی اتنی دعوت شہا جاتے ہوئے تیار کی جا رہا ہے مگر میں کو کچھ اور ڈی ملی جاؤ گی۔“

”اوی یہ آپ کہہ رہی ہیں؟ کیا کچھ بتا سکتی ہے؟“ وہ مستہلہ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

”تلاش ہے مگر خدا خواستہ کیا کہنتہ کہیں ہے کہ وہ کھڑی کیے لیے اپنے اسوں کے گھر بھی نہ جا سکے۔“

”وہاں جا کر کچھ اور بت ہوئی ہے۔“ سنی کی بے سرو پا باتیں نیکہ بھائی کی کن تو تھیں انھوں نے برداشت نہیں

ہو تھی۔

”کیجیات سنی کہ کرتہ وہاں جاؤ نہیں جا سکتی۔ تمہارے آپ کو میرے سیکے والوں سے بیٹھ کر رہی

ہے۔ سیکے جانا پڑے آپ کی عادتیں میں نہیں دور آتی ہیں۔“

”آپ بھی بائی کو سنا سناں تار پڑتے ساتھ۔“

”وہ جواب نہیں کہیں نہیں کیا، انھار سے چائیں کے نہیں آپ تم بھی انکار کر دیا ہے۔“

”بچہ۔“ تارا بھری ہونے لگی بائی کو کہی، ہے کہ وہ دیکھ لی اقرار کارن وہ خود تو اور بھرتی۔“ اس نے

بھانگنا۔

”کوئی نہ جانے آپ مجھے کسی کی پروا نہیں رہی ہے۔ اس میں ضرور جاؤں گی میری بھائی بلائے میں ہر صبح

کردوں کیا کیا نہیں ہو سکتا۔“ وہ صبر سے اس کے کمرے سے نکل گئی۔

اور پوچھا اس کو کہ اس نے اپنا سر بھی پر دھو دیا کی کے بننے سے وہ بیکار گھر جانے لگی۔

ان کی علم ہوئی اسے چند جگہں بھی نہ نہ جانے کیجیات تھی کہ وہ گھر جانے کو ہانگی بھی دل نہیں چاہتا

تھا۔ جب بھی وہی اور کو آئی ماسی لیے اس سے دل نہ کر اس کے صاف صبح کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ دن اس کا ایک دوڑان سا گینا تھا یہاں ایک چھوٹی سی چکی پر وہ انھوں کا مٹھروں کے گرد باندھے

اور خودی مٹھروں پر کئے کچھ سچ رہی تھی۔

اس کی نظر میں انھار چلوں سے نہ لہے درختوں پر نہیں گرا نہ تو کچھ یوں تھا کہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی وہ

کچھ نہ چھو رہی ہو۔

شیادہ۔۔۔ تلاؤں میں کچھ عاتش کر رہی تھی۔

”کیجیات۔۔۔“ اس کے دل سے اسے کارا۔

آواز کی درگشت پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ ہر طرف سانے کا لڑائی تھا۔

”کیجیات۔۔۔“

یہ بھی ان کی ملاوٹ صدا کی جہاں سے اپنی جانب کیجیات تھی۔

وہ دم ادا اس سے باہر کی جانب لپکی۔

”کیجیات۔۔۔“

اس کے تہہ میں کیجیات پر گریں۔ اس نے دیکھا کہ اس کے پاس اس کا ہاتھ تھا۔

”اسے دیکھو۔“ اس کا ہاتھ بھری اوی کی ہر کی کی شہر اس کے پاس جا پہنچی۔ ہرے فوٹی اور سرشاری سے اس

کا سانس تک پھول رہا تھا۔

”کیجیات کیجیات؟“ ”میں اتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔“

”کوئی بھی نہیں انکار تو میں تمہارا کر رہی تھی۔ جیسے تمہاری آواز میں میں بھاگی چلی آئی۔“ اب وہ اس

کے مقابلہ میں بھی بیٹھ چکی تھی۔

”آج کبھی کی سیر کر لی ہے؟“ ”چھو چلائے ہوئے اس نے پوچھا۔

”جہاں تم نے جاؤ گئے ہیں وہاں کی۔“ اس نے سکر کر کہا۔

”کیجیات۔“ اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

”ہاں اوی گھر گیا تھا۔“ اس نے اقرار دیا تھا اس کے ہاتھوں میں وہ بچہ جسے اس نے تمام کر چکا تھا۔

”میں تو نہ کہیں اسے پارے پڑاؤں کا چلو کی میرے ساتھ؟“

”ہاں چلوں گی۔“

”جب اس کا چہرہ خوشی سے دھنکے گا تب میں جاتا ہوں وہ دیکھت بھی گا رہا تھا۔

اس کی کمرنگ آواز اس کے کانوں میں ڈیرے کھینچتی ہوئی اس کے دل تک پہنچتی تھی۔

”وہ بچہ اور اس کے سبک خواب مگر کاٹھنرا۔“ وہا۔

پانی پر غریبی ہوئی تھی چلتی چلتی چلی جا رہی تھی۔

اور پھر۔۔۔ پھر وہ بچہ۔۔۔ ایک کار، ہے پر رک گئے۔

”بھوک گئی ہے۔“ بھوکا کی؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں۔“

”آؤ۔۔۔“ کیجیات آؤ اس نے اسے سہارا دے کر لیٹا دیا جیسے وہ کافی کی گڑیا ہو۔

اپنی چھانک سے جوں بھال کر کے رہا۔ جسے وہ ایک سانس میں لی گئی۔

”تم کیسی لڑکی ہو جیسے بھی تک رہی ہوگی؟“

”تم نے لی لڑکیاں سیر کر لی تھیں۔“

”تم کچھ سے عجیب کرتے ہو۔“ اس نے پوچھا۔

”ہاں بھہ۔“

”جب اس کے بچے سے سو سرت کا جالا سا بکلی کیا۔

”اب ہم کہاں جا رہی ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”گھر۔“ اس نے بہت ہوا۔

جب اسے لگا کہ اس کا بچہ انھوں میں ڈالنا ضرور ہے اور وہ اس کا بازو تھامے اس کے سبک سنگ ہے۔

کچھ وہاں کو چھوٹے ہوئے کر رہی تھی۔ تو کچھ سنا رہی تھی گھٹاٹے ہوئے۔

ابھی وہ اس قرن کے گھر کے پاس کچھ دانی کی تھی کہ اسے یوں لگا کہ کسی نے اس کے ہونے سے مشت



”لیکن اگر کچھ میرا ہے، بسلسلہٴ سلطانی کے لئے مجھے مدد ملنے کے قابل ہے۔“





"اُنکی جان آپ اتنے خاموش کیوں بیٹھے ہیں؟" صابرہ نے پوچھا۔

"نہو! ایک سال گزر گیا، کچھ ہونے لگتا ہے کہ ہر سول بیت گئے۔ وقت نکلا، آہستہ گزر رہا ہے۔" نورہ کی کٹھن میں بول رہی تھیں۔

"اُنی ہے کئی سے لابل رتی اُمس! آپ کو دلایں آہستہ آہستہ گزر رہے۔ آپ تو وہاں بہت جلدی کر

گزر جاتے۔ ابھی یہ سول تو نور آقا فانی اور اب تمہیں دن چھوڑ کر بھر آ رہے ہیں۔"

"میں نہت کر رہی ہوں تمہارے سر کی جگہ پر۔" صابرہ نے ہنس بولتے ہوئے زبانیہت کیا۔

"اُنی کیوں نہیں آتی؟" صابرہ نے پوچھا۔

"میں نے اس کے لیے کئی کئی بار کوشش کی ہے۔" صابرہ نے جواب دیا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"صابرہ! تمہیں اسی سے بات کرنے کی تیز ہوئی ہے۔ خوب بڑھ چڑھ رہی ہے۔" صابرہ نے کہا۔

"ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

گونجتی ہے۔ صابرہ نے کہا۔

"آج کل وہاں جانا ابھی تو میرے دل میں زندہ ہیں۔ ان کی آواز میرے کان میں

















گین کا قاتل اچھا لگا ہو۔

”اچھا بھوپو! اپنے ہوں میں پھر آؤں گا۔“

”اگرے میں تمہارے لیے برائی کا کاروبار ہی ہوں اور کھا کر جاتا۔“

”مجھ پر مجرمت کسی پاس وقت تو تھی کہ میں ضروری کام سے جاتا ہے۔ تو وہ اچھا کھڑے ہوئے۔“

”اسی کسرت میں انہیں چارے سے لینا ہے؟“

”انہیں..... اور بہرہ کی بات ہم نہ دے گا۔“

بہار

زخموں کے جل کو بڑا سا کھنکھرت کر کے پھرے سر کی طرف ایک کھٹے ہاتھ کی چیرے کا نشان کیا اور چربی کی کھد اور پٹی کھد کر..... بڑھ چکی ہڈی کا سامان کھجور تھا۔

”جوئی کوئی کچھ نہیں کہیں.....“ ہاتھ کے ٹکڑے لے کر چھا۔

”میں انکل صاحب.....“ مٹی سے سسکا کر کہا۔ یوں بھی وہ انکل کاٹش کی پانچوں پر مکمل طور پر تھا اور اس کے بچ بچ بھی تھا حاصل ہو رہے تھے کہ اس پر دوسرے دن انھی گورو پر پڑا تھا اور اب پندرہ دن میں صرف ایک دلوہ پڑا تھا اور جو کھراٹوں کی عظمت سے..... انہوں نے وی کی پر ایک ایسی موادی کادی تھی جس میں سیر ہو سکتی شادی کا وہ ایک بڑا کھانا تھا۔

”اب کچھ کھائے۔“ چنگ کسٹرو۔ بطور خاص آپ کے لیے بڑا کھانا کیا ہے اور اس کے اوپر کی سارنی ڈر بیک جگہ پر انکاٹا ہے۔ جھلکی کے کون کی طرح کرشم کی خوب سے بے سارے گل لانے میرے ذریعہ ذہن کی خیر برائی ہے۔ کھینچتے تو کیا خوب صورت پھولوں کا چال بنایا ہے جبکہ سری ڈرنا تک بھی رہی ہے۔“

”ہاں سارے پھول اس تم جیسے گدے رہے ہیں انہی سے شرت ہے کہ۔“

”تو کھینچتے تو کھانے لگے ہیں جیسا کہ وہ ہے پورا لال آپ کا کٹم کر رہا ہوگا۔“

”تم سے گورو..... بہت مٹی ہے۔“ مٹوں میں صاف ہو گا۔“

گھنٹا بانی بانی پر پھر پوچھ رہی تھی اور وہی بوجھ کی گھنٹی کی کیفیت اور سے میرے ہجر اور ہی تھی۔ دونوں کٹش کی افان کے ساتھ کسٹرو کٹش میں صراف تھیں۔

”فہرڈے کا شام کو.....“ انکی آنسو پوچھتے ہوئے گھر سے آئیں تو انہوں نے پہلی بات یہ کہی۔

”بھرا کٹم سے آپ کا؟“ گھنٹے کی طرف دودھ و لٹروں سے کھینچے ہوئے کان سے پوچھا۔

”اس کے لیے بھی کسٹرو پر کر رکھو۔ وہ میٹھا شوق سے کھاتا ہے۔“

”فرخ میں دو پاؤں اور کھے ہوئے ہیں۔ ایک آپ فہرڈ بھائی کو کھاتے کھاتے کا کمر دوسرا ہوا اور سری میں باقی کے لیے بے ہوش کی کوشش ہے گا۔“

”کیوں تم کی کٹش پادری ہو؟ تم خودی کھلاؤ گا اور ایک آدھ چھ اور غلا میرا بھتیجا ہے وہ آخر.....“ اسی نے کہا۔

”اس وقت میں تو نہیں سننے پادری ہوں جس کی کٹش کی تھی وہ ہے۔“ ہاں برائی آپ ہی پکا ہے کا بھوہ نہیں آتی ہاں..... اور برائی کے لہیرہ کو کھاتا نہیں ہیں۔“

لاؤں میں آ کر بیٹھ رہا تھا اور اسی عظام شکم ہی کھا تھا کہ دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ جیسے کھانا قصدا

تو کوئی اتنی دیر سے پڑھا بھی نہیں ہے۔ وہ ہونٹ دیا کر رہی۔

”اچھا کھانا کھا رہا تھا۔“ کربم کر دیا۔“ اسی پاؤں پٹنے ہوئے ہو گئیں۔ فہرڈ بھائی کو کھینچتے ہی برائی لگنے کی تیار کی شروع کر دیتی تھی۔

”میں فہرڈ بھائی! ایجنڈہ..... آج کچھ سنا رہی ہوں۔“

”زور لے جاتا ہے کہ ایک دن سب کچھ کافی ادا کر کے ان کے خواب ان کے لوہے پر جھکا گئے۔“

”فہرڈ بھائی! خلی سارے ہول میں رہتے رہتے پلے پلے جا رہی ہوں۔“ بھی باجی نہ کھا۔

”جب فہرڈ نے پوچھنا لگا کہ طرح طرح کی“ اسے دیکھنا سے طبیعت بھی نرم کر دی ہے۔ آواز میں ہم

کھراٹے کے اور پھر وہ کھنکھرتے رہے گا کافی آنکھوں سے گھٹن کو دیکھا۔

”اگر آواز لے کر کوئی..... اس کی یاد دہانی سے بھی یوں یاد ہو جائیں گے۔“ گھنٹے نے کھڑا۔

”جب فہرڈ نے آنکھیں بند کر کے کچھ نہیں سمجھتے تھے اور دونوں ہاتھ جوڑ کر گھنٹوں کے درمیان لٹکاے اور گانے گئے۔“

مجھے دیکھ کر جب تم یوں غلطی آجیں برائی ہو

ابھی کتنی..... ابھی کتنی.....

فہرڈ کا خاصا طویل تھا گھنٹے نے سسکا لے لوں سے بھی باقی کو اشارہ کیا اور وہ دونوں دیے پاؤں اٹھ سکے۔

اور جب کا فہرڈ کے انہوں نے ادا حاصل کرنے کے لیے آتی آنکھیں کھولیں تو اسی جان پاؤں پٹنے کے بجائے ٹھکڑے پٹے کھینچے کھد بھی اور ان کی آواز کے دوسری بڑی بڑی جہاز میں۔

”لو لو مجھے تو ہاں نہیں چلا آتا ہے میرے پٹے کی اتنی اچھی آواز ہے۔ اب کے سلا شریف میں لہجہ تم ہی پڑھنا۔“

”چھوڑو پھر اچھے کھانے کا آج ہے گا۔“ انا نہ ہی میری کوئی آواز بھی ہے۔“ وہ غنت سے کہہ رہے تھے۔

”کچھ بے غرضتوں تک ایک اور دشمنی کو پٹنے کی چاٹ۔“ گھنٹے فرے میں لے کر آئی اور فہرڈ کے سامنے دھک دی۔

فہرڈے گلاس خد ایک کھانے کی کھنکھرتی بڑی ایک ماس میں گلاس خانی کر کے وہیں بڑے میں رکھ دیا۔

”اودہ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا آپ کو تو چاہتے دینی چاہے میں نے خوام خوام تک ایک دے دیا۔“ وہ شرارت سے مٹی۔

”اس پاؤں کی تکرر پڑ رہی ہے کس سے ملی جاتی پائے؟“ مٹی بڑا سناٹا مالتے ہوئے ہو گئیں۔

”میں تو فہرڈ بھائی کی وجہ سے کھڑی ہوں۔ گھنٹا کو ہاں گئے کا خاص خیال رکھنا ہے اب اتنا غصا لکھ ایک انہوں نے لایا تھا۔“ کرے مٹا کر ان کی آواز دینے کے خوف کو اوی پڑی تو ہونے کے کی تاں۔“

”اسے کیا ہو جائے گا کیا کٹش ہوئی آواز میں نہیں جھانکی ہے؟“ ان کی آنکھوں میں آہ تھا بولے پل پادری میں۔

”اوجھ آپ انہوں نے ہاں اگر فہرڈ بھائی کی آواز غرق ہو جائے گی تو مجھ پر بہت ہی برا کیا کریں گے۔ بہت ہی برا۔“ گھنٹا کی آنکھوں میں شرارت تھی مگر حسب عادت پٹنے کے بجائے چپ سے ہو گئے توں جیسے انہیں

یاد نہ چاہتا تھا۔ ہاں گھر سے گھر سے ہنس لے کر آواز بدستور آ رہی تھی۔

"کیا... آواز نہیں آ رہی... کیوں..."

ننگ لگتا تھا کہ کسی کو سنا پ سو گئے تھے۔

"اگر کوئی بیٹا نہیں چاہتا تو میں کتنی خوش رہ کر رہی ہوں۔ اتنا کا وقت نہیں ہے میرے پاس کہ کوئی فریاد بھی سنوں! آواز نہ آ رہا۔"

"بلیز! کتنی فون بند نہیں کر کے! زور نہ پھیلے بلکہ میں کہا۔"

"میں... اس کی آواز سن کر نہیں کہہ سکتی تھی۔"

"کیوں! کیا میری رائے سنی نہیں گئی؟ زور نہ پڑے بلکہ سے بلکہ میں کہہ رہا تھا۔"

"میں نے کہا تھا! ان اگر تمہاری موت نہ ہو گئی کی ہوتی تو یہاں فون نہ کرے۔" (اس کے لیے کجا جلال بدستور تھا)

"تمہارے ساتھ اپنے آپ کو روکڑی کا بھی نہیں سمجھتا۔"

"میرا فون کر کے کا مطلب..."

"تمہارے ساتھ سے نہیں آؤں گا مگر اپنی بھی قسم کرو۔"

"میں اپنی کتنی قسم کروں یا تم کوں اس سے نہیں کیا لاکھ... اور میرا جب میرا قسم سے کوئی واسطہ ہی نہیں تو ان باتوں کا مطلب؟ لکھ کر مجھے برکھ کر کے... تو ہے میری قسم۔"

"یہ تم نہیں سمجھو گی! میں لبا بھل کر نہیں کہہ سکتا۔ بہت سی باتیں میری موت کرنے والے ہی کہتے ہیں۔"

"بہت قریب تو دل دوزخ کی گھر سے جتنا ہے اور خود ہی چار سات لگتی ہے۔ یہ کیوں کہیں لے جانے کی نیاں تو پتلی نہیں دے گا۔ اس کی یاد دہانی بھی ہے! اپنے ساتھ ہمارے لیے چاروں پر گھر میں یہ یاد رکھ ہو گی نہیں سنا"

یہ وہی ہے بلکہ میں جانا۔

"اسن! اوسے... ہاں بیٹوں کی اولی بات پر قائم رہنا۔ مجھے تمہاری شکل انظر نہیں آتی چاہئے"

اگر راستہ... اور اس کا جواب سے بغیر اس نے رہ بیو کر لیا پے پڑ گیا۔

اور پھر... وہ اپنی اس نظر نہ آیا۔

"خوش قسم چاہا! کس نہ دل میں دل میں خوش ہوئی۔ فریال سے بھی اس کا رابطہ ہمارے اس کا بھی رسم کیا تھا۔ وہ تو جانتی تھی کہ میرا بھی قسم ہو جائے گا اگر ایک ہی جگہ کی کا رشتہ ملے ہو گیا! اس قدر بھی کی نہیں ہوئی تھی صرف بات کیا ہوئی کی اور شاید ایک سال بعد صبح تھی۔"

مجھے کے سرال سے نہ پڑا کر کے مٹائی کے آئے تھے جسے عزیز و اقارب میں پاتا چاہتا تھا۔ دم کے دن تو کسی کو پتا نہیں کیا تھا اب مٹائی کیجی کر سب کو دکھانے کی یاد پاری تھی۔

مگر میں سب یہ بہت خوش تھا۔ ایسے سفر فریال کی طرف بکھال بھی اس کے دل سے اور خوش ہو گیا تھا اور اس کے اس مٹائی نے کہ وہ خوش تھی۔"

"میں سمجھ رہی تھی کہ میں اپنی بات کیا کوئی ناشوی کی مٹائی تک نہ مٹاؤ گی! غنا اور دور کی بات ہے۔"

"اسے... وہ اس نے پڑی۔"

"مجھ کی ہاں کے سرال مٹے کیسے ہیں؟" فریال نے پوچھا۔

"سہلی جان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں! مجھے ہی چاہیے۔"

"میری کب تک ہوگی؟"

"ایک سال تو گن جائے گا۔ لہذا میں ہر سال نہ زبردستی دیتی ہوں۔ میں جب دعا کی سنا نہ چھینوں ہوں کہ آئیں گے تو شاید ہوگی۔"

"ایک سال تو چاہیے نہیں گئے گا! میں تو یہ کہہ کر زور دے۔"

"ہاں! جاتے ہیں! ایک سال کا عرصہ گزارا ہوں میں تو زور دے۔"

"نہ کا کھر ہے کرتے ہیں! اپنی سنا کتنی کم کر دی! میں تو چار پر بھی کڑا رہی بات پر بھی کتنی کی جلی جھرت گئی۔" فریال نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میری باتوں پر بھی ڈالو کوئی دوسری بات کرو۔ اسے عرصے بعد تم سے مل رہی ہوں۔ کچھ تمہاری شادی میں بہت یاد آئی تھی۔ جب اسکل میں تم غمزدہ کا کچھ کہا کرتی تھی! وہ بدو ہے چار کی نیکی سمجھا کرتی تھی"

"اس کی لڑائی نے غنا کو اس سے بدو کا کچھ رکھا نہیں تھا۔"

"ہاں! کتنی لڑائیوں سے بڑی ہوتی ہیں۔ میں کو کھانا! مشکل ہے! اپنے خاص طور پر بھی کتنی کی یاد نہ بھی"

۱۶۰ کے نہیں ہوتے۔"

"تم کچھ کہہ رہی ہو... جب ہی تو میں سب سے پہلے مٹائی کے زور دے۔" پاس آئی ہوں۔"

"یہ زمانہ تو چلی جاتے ہیں! زور دے! کام کھڑے میں شادی میں اپنے ساتھ میری کوئی لے آؤں۔ شاید کی تو میری میں ہی کو پتا بھی نہیں لے گا کہ کون کہاں سے آیا ہے؟" فریال شادی سے پوچھ رہی تھی۔

"میرے خیال سے نہیں کہ کچھ تمہارا یہ جلد ہو گا کہ دل کے دوستوں کو بھی بلانوں! کھانا کے سرال کرتے ہیں۔"

"نہ کہ۔"

"اوسے زور جواب نظری میں آئے۔ اس نے تو اپنا یہ سوسو بھی کر دیا ہے۔ بہت غمزدہ سا تھا ہے"

اور اس کی وجہ سے میری دکان پر بھی بال آ گیا۔ یہ دلیل میں کوئی کر کے ٹھک جاتے ہیں مگر وہ نہیں

۱۷۰ ایک ایک کر کے اسے اپنے ساتھ دست چھوڑ دے ہیں۔"

"اجابا! میں کوئی ہوں۔ ابھی اپنے کلمے میں بھی مٹائی پڑی ہے۔" اس نے اس کی بات اٹھائی یہ

نہی سے سنتے ہوئے تھا۔

☆ ☆ ☆

مٹی ہانی کی طبعیت اس باغی ٹھیک تھی۔ رشتہ ملے ہوئے کے بعد ایک بار بھی انہیں درود نہیں پڑا تھا۔

انہوں کی چنگل اور سب کے رشتہ دار بھی تھی۔

اس نے جھپکی بھی نہ کی شریلی شروع کر دی تھی! اور بھی اپنی اپنے جھپکا سامان مٹکاتے ہوئے ٹیک کر کے دی کی مٹی دھا کر رہی تھی۔

اشی شروع سے ہی اپنا کام وقت سے پہلے کر کے کی تھا! جسے اس لیے دوزخ کھنڈ نہیں ملے گا جیسا اور

اپنی دوست کے صاحب سے کچھ نہ کہہ کر دے کر لے گئے۔

ایک دوپہر چنڈ کو ذرا کے بعد دوسرا کھینے میں آس کر کھانے کی کے ساتھ چلی آئی۔ ابھی اس

زپ سے پچھلے کر میں دھا کر رہی تھا کہ ایک ماٹھے سے نظر پڑی۔

زور دیا کیا اور اس میں ایسا تھا جیسے بڑی ہوتی گھر سے ہوئے بال اور کوئی کھوئی ہوئی آگ لگی۔

کتا بلیں اس کی پیچھے رہ گئیں۔ کالڈز گھر کا کلاس اس کے ہاتھ میں تھا۔

زور کی طرح جیسے ہی گناہ پڑا وہ خفیہ سا زور ڈرنا دیکھنے سے باہر نکل گیا۔ جیسے اس کے وہاں چھپنے سے لگے گا کوئی نقصان ہو رہا ہو۔

☆☆☆

پانچویں کی رات تھی اور وہ مختار اس سے بھاگ رہی تھی، اچھی وہ اس سے گرا رہا تھا۔

اس دن ایک کزن آکر ہوا۔ اس سے اس کے پاس آ کر بیٹھی وہ اس کو ہارٹ اسے لینے کی تھی۔ اور جب وہ اسے

ساتھ سے آ کر کچھ کہا تو ہارٹ اس کو کھانے سے پہلے زور ڈرنا دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں

پیسے تھے وہ اس کے لئے اس کو ہارٹ دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کے سر پر ہوتی آئے تھے تو

نظر میں بھاگ کر وہ اس سے گرا گیا۔ جیسے وہ اسے چاہتا تھا۔

اور پھر اس کے دن اس سے گرا رہا تھا۔ اس نے اس کا کھانا کھا کر اس کو چاہا تھا۔ اس دن

اسی صبح سے ہی اس کے پاس تھیں۔ شام کو اس کے ساتھ وہ کھانا کھا رہا تھا۔

دو گھنٹہ میں ہی وہ گھر پر چلا گیا۔ اس کے گھر سے جب زور و لطف میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر حیرت ہو گیا۔

"خیریت تھیں؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"ہاں صاحب تم بیک ہے۔"

"گھر... تم یہاں...؟" اس کی آواز میں تھیں۔

"خیریت تھیں؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

اور اس کی جگہ پر بھی وہی جگہ تھی۔

اس دن ایک کزن آکر ہوا۔ اس سے اس کے پاس آ کر بیٹھی وہ اس کو ہارٹ اسے لینے کی تھی۔ اور جب وہ اسے

ساتھ سے آ کر کچھ کہا تو ہارٹ اس کو کھانے سے پہلے زور ڈرنا دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں

پیسے تھے وہ اس کے لئے اس کو ہارٹ دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کے سر پر ہوتی آئے تھے تو

نظر میں بھاگ کر وہ اس سے گرا گیا۔ جیسے وہ اسے چاہتا تھا۔

اور پھر اس کے دن اس سے گرا رہا تھا۔ اس نے اس کا کھانا کھا کر اس کو چاہا تھا۔ اس دن

اسی صبح سے ہی اس کے پاس تھیں۔ شام کو اس کے ساتھ وہ کھانا کھا رہا تھا۔

دو گھنٹہ میں ہی وہ گھر پر چلا گیا۔ اس کے گھر سے جب زور و لطف میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر حیرت ہو گیا۔

"خیریت تھیں؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"ہاں صاحب تم بیک ہے۔"

"گھر... تم یہاں...؟" اس کی آواز میں تھیں۔

"خیریت تھیں؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔

"تم کب تھیں گھر؟" اس کے گھر کے لیے اسے مانتا تھا۔







مجھے تو نہیں کرتی تھی۔ آپ کی کینٹین بھی ہوئی کیوں نہیں کر دیتا میں آپ پر ثواب میرے  
قیاس کیل سیٹ رہی ہیں۔ "اگر میں یہی نہیں کیا کرتا۔۔۔"

"مجھ رو بھی لے رہا ہے۔"

"ہاں۔۔۔" ٹیڑھا کچھ گھبرا کر اٹھا "فریال! انتہائی جبک آکر لے کر چلائی، بھائی جان! آپ اب اپنی اچھی  
مرتبہ چنے چنے اچھی آپ ہیں کیا۔۔۔ جو بے بھلائی کامل۔۔۔ سبھی بات کر دیا، جو تے کاؤر بات کرنے کی تیز تو  
دونوں میں ہونا تو لگتا ہے۔ ہر وقت گات کھانے کا کی تیز۔ میں تو کہہ کر دیتا ہوں۔۔۔ ج۔۔۔ جس سے بھی تک دل عا  
ہو رہا ہے خورشید رو لگے۔"

"بھائی جان!۔۔۔" اسی آپ گائے کہ ان کے کچھ میں پڑیں۔ شادی کرنے کے کروڑوں کس کرتے مر دینے کو کیا؟  
مری جان! آپ اور مکان کی کینٹین ہوں گی شادی۔۔۔ ہاں۔۔۔"

"یہ مجھے کس چاہئے۔۔۔ دونوں کی ساری زندگی میں یہ چاہتا ہوں کہ میں۔۔۔"

"بھائی جان! یہ ان کو ٹھیک رہا۔۔۔" کیسے کھم لہے میں تو کیسے بول کی شادی انہوں کی۔۔۔"

"میری بھئی! چھوٹی سی ہے کہ میں نے سوچا تو خیر کروا دیتا ہوں۔۔۔" سوچا تو خیر کروا دیتا ہوں۔۔۔

"کسی ایجنٹ سے یا کسی پائل سے اپنی شادی کروا دوں گی۔" فریال نے فرمایا وہ بے چین رہا۔

"ایسا ہی ہوں گا بھائی جان! اپنی ہی ہے یہی اچھی بہت۔ اللہ کی درجہ کی پائی کا ان اڑن چھوٹی کی ماں۔۔۔" ان کا  
مری جان! یہ کس کی بھی ہو۔ ایک ایک بار مری کتے کھلے کر بیٹھے۔ "مبارک! اپنی ماں سے چلا گئی۔"

"چلا جلدی کر دیاں آتی رہو ہوئی۔ تم وہی تک جانا چاہو۔۔۔ میرے ساتھ چلا جاتی تھی تمہاری کھال کے گھر  
باری۔"

"ای کی وقت تو میں کبھی نہیں جاسکتا آپ وقت تو میرے بیٹے کا ہے۔" سو رہا تھا۔

"تم کب نہیں جاسکتے۔۔۔ ہمارے ساتھ تم کو کھانا کھا کر اور دھوا جا اور کھانا کھائی ہو گی۔"

"ای کی جاسکتا میں نہیں جاسکتا چلا جاؤں گا کھانا کھا کر کھانا کھا کر کھانا کھا کر۔" سو رہا تھا۔

"ای کی میں مدد سے اپنا کھانا کھا کر اپنے بیٹے کے ساتھ خوراک کھا کر کھانا کھا کر کھانا کھا کر۔"

"اگر کار کر رہی ہو گی؟"

"خود بخود میں نہیں ہے تو اس کو نہیں کھا تھا ان اظہار کرنے کو۔"

"بے فربہ ہوں گا کہ جتنا میرے کو دیر ہو گی۔ ایک دم جلدی چلاؤں میں۔۔۔" فریال نے کہا۔

"ای کی!۔۔۔" مجھ کو یہ بات سمجھا کر کہی۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جاسکتا کہ میں نہیں جاسکتا۔ میں کسی  
قیمت نہیں جاسکتا کہ "میرے کو بھی کسی تو آ گیا تھا۔"

"اگر دے دیا ہے۔۔۔" اظہار میں گائے "معلوم تم کو تمہارے ادا۔۔۔ جب بائیں بری کے تھے جب  
ہمارے باوا ان کے کھانا کھا دے میرے کو اور میرا کھانا کھا دے کھانا کھا دے کھانا کھا دے۔ میں انہوں کو  
اپنا کھانا کھا دے گا۔"

"جب شادی کروں گا تب۔۔۔" فریال نے کہا۔ "میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"جب تک میری فریال چھوڑ کر شادی نہیں ہوتی۔" فریال نے کہا۔ "میرے گھر میں خوشی ہے کہ میں بائیں اس وقت تک  
میں شادی کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ میں نہیں۔"

"اگر بے لگتی تھی تو میں نے شادی نہیں کی ہو گی۔۔۔" فریال نے کہا۔ "میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"ای کی!۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

\*\*\*

"آج میری فریال کا کھانا کھا دے۔۔۔" فریال نے کہا۔ "میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

"میں تو میں بہت چھوٹا ہوں اور میرے وال اپنا چاہتے ہیں۔"

پہلے سے کہتے تھے۔

☆☆☆

جسٹس: اگر جیسے کے لیے وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن باقی کا جب سے درشتہ ملے ہوا تھا وہ ہے

نبی کے ہاتھ سے گلاں ٹوٹا اور نفس پڑ گیا۔

اپنی نے یہاں اختیار نہیں کیا اور یہ وہ نفس و میں۔

تعمین نے کسی خطہ برعکس کا اور پٹا اور ڈھلایا اور نہیں دیا۔

ای پڑاؤں سے آنکی کھیر کو دعی سمجھ نہ سکیں اور وہ جنس دیں۔

نہ کو آپس میں جھگڑتا سکرنا تاکہ کراہی کی آنکھوں میں بھی سولی بھر جائے۔ بے رزقی ہونٹ جاگ پڑے۔

اس دن غمین نے اپنے اہل کا جوڑ لایا۔ آج کسی سبکی سے سیکھا تھا۔ یہ اس کی اپنی کوشش تھی۔

بالوں کو ایسا کھسوٹ کھسوٹ کر بنایا تھا کہ تمام چٹکیوں سے لگ رہی تھیں اور ہر طرف سے بال اٹھ اٹھ رہے تھے۔

ان کے منہ پر آ رہے تھے۔ نفلین کے چہرے پر ایک عجیب غریب ہنسی نظر آ رہی تھی۔ اور وہ جابجا مانتے رہے تھے۔

۱۰۷ ہے پر اتھ بھیر دی بھی۔

بھی اس کا جوڑا اور اس کی شکل دیکھ کر غلغلا کر رہے تھے۔

اس کی خط کتابتیں سے اسی میں کہیں کہیں لکھیا ہوا ہے۔

”خواہ گوارہ اس روی میں لایا آجہا“

”اےم چاہتی ہو میں روٹی روٹوں؟“ انہی نے کہا۔

”موتے لڑنے کیلئے لڑائی نہیں لڑی۔“

۱۲۔ "سینا! کچھ تو چاہی ہوں..... وہ بات کر کے دے دے۔"

ہاں آپ..... میں اپنی عمر بھر پڑی ہوں آپ کے چامنی ہیں۔ اپنے بچے اروس کے چور چور کا ہیں۔

جہاں ..... میں نے اپنی حویلی میں رہنے کے لیے ایک مکان

اور سی ایچ ایم ای سرگودھا یونیورسٹی کے پروفیسر نے کہا کہ

”ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو چھوڑ دے۔“

جس نے اپنے لیے ایک نیا ہیرو بنا لیا ہے۔

[illegible]

کتاب: *تاریخ اسلام* - جلد اول - صفحہ ۱۰۰

”اس جی برائے ۱۹۷۱ء، دھمکوں کے ساتھ مٹاؤ۔ مجھ کو سرکلنگ کر دی گئی۔“

[illegible]

مکمل طور پر صحت مند بن جائے گا۔ (۱) اس کے چھلویں میں بھی جس حراج پر گئے گلی تھی۔

اگرچہ یہ سب باتیں اس کے لیے کہیں نہ کہیں سنا جاسکتی ہیں مگر اس کے لیے کہیں نہ کہیں سنا جاسکتی ہیں۔

تعلیم نے اُسے دے سورا تھا۔ ”تو کھلی ہوئی کمر دہر ہو تو تار“ اس نے سرگوشیاں بچھ کر کہیں۔

[illegible]

اور چہ سناؤ تھا۔

ایک شرابی نے چٹائی پر لی کہا "یہ دھماکا بھائی کے لیے ہے۔ آؤ حادو بخش گئے اور بائی آؤ منوں ہیں۔"  
"بچے بچے کھل کر لیں بھرا بہ دوست کو یوں گے۔" شکار نے انہیں ایسا اور دو گھنٹہ بھر لیے۔  
"یہ آپ نے جو کیا کرنا؟" لڑکی ہاتھ پر مصغی ہو کر پانی کر رہی تھی۔

"اگر اس میں آپ کو کچھ کھانے تو تیار کر دیا تو کچھ پانی مانیں۔" شکار جس کہ ہوا "دھماکا  
حادثہ اس کے دوست کی دیکھیں گے تو کون کرے گا؟"

اور فرخ ان کے اس شراب پیلے اور دو چاہت ہو کر غصیت کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔

"آپ سیپ کو پورا دینا چاہتے ہیں؟" اس کے دل کی آواز کو یہ جملہ سنانا دے رہا تھا۔

"نہیں اور یہ چھوٹا چھوٹا شکار نے اس سے دو بار دیکھا اس کے پورے خالی کر دیا اور اس کو لانا آپ نے اپنا  
حصان غرور کر لیا تھا۔ دھماکا تو کچھ تو کچھ خراب لیا تھا۔" لکھے پائے سے بھونکنے لگا آپ کہ۔ چاہیے  
... اور اس کو فراموش کر دیتے۔"

"آپ کو کیا چاہتا ہوں؟" اس کے کب دھیرے دھیرے مل رہے تھے۔ دوسری لڑکیاں آن  
لڑائی میں دوسرا گھاس لاکر جیتا کو ابھی بکلی نہیں۔

"خوب تیرے شربت میں نہیں کھینچے ہو گئے ہمارا سون کے ساتھ دو محفلان بھی لاد دیا تھا؟ حقیقہ کو  
بہت ہی بچہ بچہ لگے گا۔ کچھ کچھ چاند تو کچھ کچھ بھی آئیں گے۔"

"شکار اس کی کمر سے لٹا اور اس کا سر کا پیر نہی بچھنے میں جڑیں جڑیں تھا۔

"شکار بار بار اس کا سر کا پیر دیکھنے لگا رہا ہے۔"

"نیک ہے نہ پتہ نہ کچھ نہ کچھ تو ہو رہا ہے؟" شکار نے دھیرے سے کہا۔

اس لڑکیاں بچھنے سے نیک آگے دے رہی تھیں۔ چند سال پہلے اس کا بھائی تھا۔ کچھ "کزنز اور سہیلیاں بھی ذاتی  
رہی تھیں۔ کچھ کی یاد دہانی کے لیے ایک دو باتیں دے رہی تھیں۔

مگر فرخ ایک جانب چپ چاپ ہو کر کھڑی تھی جیسے اسے حال سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔

اور پھر غصے سے کیا کھینچ لیا۔ اور اس کو کہہ رہا ہے کچھ پانی بھی تھا۔

اس کی آنکھوں میں جو شکار کا سراپا اچالے کے کر رہا تھا۔ جو ہندی سے ان سے نہ وہاں پہل بدل کر اس کے  
پہلے پہل پر جھڑک رہا تھا۔

"یہ رشتہ کیا کھائی شکار۔" اس کا ہوا سامنے ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

اس کا بڑا بھائی کا بڑا بھائی اور۔۔۔ اس کا بھائی سب سے کتنا سنا لگا رہا تھا۔

اس نے شہت سے سوچا۔

کبھی نہ ٹھنڈے والا حصار بن چاکیں

وہ ہماری ذات میں رہنے کا فیصلہ تو کرے

فرخ خود بھی نے خود غصہ سے کھڑی تھی کچھ شکار نے اس پر صرف ایک بات ہی ہوئی تھی۔

اس کے کسی دوست نے اس کی جانب اشارہ نہ کیا تھا۔ ہر لڑکی اس کے پاس نہیں دیکھے جہاں رہا ہے۔

تب اس نے دوست کو بھی سے گھڑک دیا تھا۔ غصہ دیکھتے ہی اس کی ناک پر پھونکا رہا تھا۔

مگر چند گھنٹے میں اس کے لیے کچھ اور شواہد اس کی کھینچ کر دی گئی۔

اس کا مطلب ہے کہ فرخ نے جو کچھ نہیں تھا اس نے دل میں سوچا تو مگر کس کا تھا؟

"سب کو کھینچنے والے بار کون رہا؟" شکار اس نے کچھ ہی کمال دیا اور غور سے جھانکی مگر  
دیکھنے لگا نہ تھا۔ کچھ سوچ رہی تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہیں بھائی؟" اس نے غصے سے سر کے پیچھے ہونے پر چہرہ۔

"نہیں کچھ سوچوں کا زمانہ کم ہوتا ہے اور غلوں کا زیادہ۔ اس لیے جب خوشیاں ملیں تو اس وقت کو گنوا جائیں  
چاہئے۔ کہ پانچ سال بدلتے ہیں۔" اس نے کہنا۔

"کیا خوشیوں کا بھرت ہے؟" اس نے غصے سے کہا۔ "میرے گھروں کو وہ یہ چھوٹا۔"

"بھرت تو خوشی ہے۔ اس کی روشنی پر جو کچھ کی رہی ہم بھی گھر سے خوشی کے سنگ ہو رہے ہیں۔ کچھ نہ کر دیتے  
ہے اور گھر کے سر اور ہوتا ہے وہاں چھوٹا ہوتا ہے۔"

"کیا ہر شے ہوتی ہے؟" سوال اس کا درمدم دم ہو چکا تھا۔

"نہیں اس کا خلق خود ہے۔"

"اور وہ کب ہو کر دل ہو رہا ہے؟" شکار نے پوچھا۔

"وہ کب مقدم کے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔" شکار نے جواب دیا۔

"سچا کیا ابھی ہوتا ہے؟" شکار نے اس کی طرف دیکھی تھی۔

اور کب بھائی؟ "نہیں سوچو۔ دھیرے دھیرے جڑے جڑے ہو رہی تھیں۔

اور غلوں نے نہ جانے کیوں ایک (میں ان کے سر پر) اور اس کے کپڑوں پر ایک مسکن ہی بکھڑی تھی۔

☆ ☆ ☆

گلوں اور لڑکی شادی میں کئی فرق سب سے بڑا ہے کہ غرور میں دھماکا بہت ہوتا ہے جبکہ گلوں میں اس کا  
باقول تو کچھ کام آیا ہوتا ہے۔

شہر میں شادی ہو کر قریبی رشتے داروں کو بھی کارڈ بھیجا جاتا ہے تب وہ آ کر شرکت کرتے ہیں۔ مگر کسی کے کارڈ  
میں کب نہ جائے کسی کا ہوا کھانا بھولی جائے تو وہ نہیں دے رہا ہے اور شادی کے شہر میں کبھی چلے ہیں۔

گلوں میں شادی ہو کر قریبی رشتے داروں کو بھی کارڈ بھیجا جاتا ہے تب وہ آ کر شرکت کرتے ہیں۔

کچھ کو بھی جیتے ہیں اور اس قدر قرب میں ذاتی طور سے حصہ لینا چاہتے ہیں۔ دوسرے کی خوشی کو بھی اپنی خوشی  
سمجھتے ہیں۔

گلوں میں شادی رشتہ کے لیے کی شادی تھا اور شکار بھی اس شادی میں بھرپور شرکت کر رہا تھا۔ یہ ہندی  
دھنوں کی ہر دم میں وہ جیتے جیتے تھا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانے پکوانے کے لئے۔ آواز بھی اچھی کی اور

مرات میں جب دوست ملکر لڑا کرتے ہوئے چھوٹے گلوں کے آگے تو سب سے آگے شکار بھی تھا۔

مذہب کھانے کا نہ تھا اور ان کے دوست اور بڑا کھانے۔۔۔ وہ منہ پر پانچوں دھماکا نہ تھا۔

دو اپنا سا حلیہ سرب بہت سارے پاروں کی وجہ سے دھماکا دھماکا نہ تھا۔ ماری دو ہاتھ تو شکار کے  
چہرے پر تھی۔

نگاہ کے بعد فیصلہ کی سہیلیاں ایک گلاس میں دودھ بانام کا شربت لے کر آئیں۔ گلاس کے اوپر کارچ پی

۱۰۔ جب کسی کو بے ہوش پرانی چڑے (اور کبھی ماں میں پیدا ہے) اور فرخ کو اپنی وگ وگ سے بھرا ہوا  
 گودا پر آری نہیں من ..... من ..... من ..... ۱۱

☆☆☆

اگر یہ ضرور ہو چکا ہے تو یہی ممکن ہے کہ ان کے لیے یہ سب کچھ ہو جائے۔  
 اسی لیے ان کے لیے یہ سب کچھ ہو جائے۔

نہیں ہیں، آپ کا بھی لڑکی ہوں، خواہ وہ اس کے جڑیں اس میں کسی اشیا کے ساتھ بھرا ہوا نہیں ہوتا ہے۔  
 (یعنی چہرہ کا عارضہ نہیں ہو سکتا) کہ وہ اپنے بستر پر لیٹ کر، جس سے اس کا وہ جس کے جڑیں بھرا ہوا عارضہ نہ جانے کیا  
 ہو، نہ کہ بچہ نہ ہی سے فکری لڑکی ہوئی تھی۔ کچھ نہ کرواؤ، نہ لکھی۔ اس کے آن کی کو بائیس سے تین کا مثل بننا۔

”آپ! اوجھی سے قیاد و سادات بہت گئی اور میری آنکھوں میں خند کا گمان تک نہیں ہے۔“ اس نے چہرہ بدل کر لائی غول ادا کر دیا، پھر چوڑھٹ پر رکھ دیا۔ چاندنی کی دھڑکی گئی، جھٹک کرتا ہمارا ہر ہر جھٹک ادا تھا۔ اور اس کی بات برسوں صفائی ہوئی تھی۔ چاندنی کا رشتہ غنی خصل غریب ہوئی تھی۔ کیا وہ کی اس نے سوچا۔

۱۔ ایک ایسے شخص کو کہ جس نے کسی اور کو اپنے لیے جھوٹا شہادت دیا ہے۔  
 ۲۔ ایک ایسے شخص کو کہ جس نے کسی اور کو اپنے لیے جھوٹا شہادت دیا ہے۔  
 ۳۔ ایک ایسے شخص کو کہ جس نے کسی اور کو اپنے لیے جھوٹا شہادت دیا ہے۔  
 ۴۔ ایک ایسے شخص کو کہ جس نے کسی اور کو اپنے لیے جھوٹا شہادت دیا ہے۔

”نہیں! علمِ ختم ہے اور اگر بھی دور نہیں ہو سکتا۔“

11.15

”میرا خیال ہے تجھی بہت لڑتا ہوں۔“

”جیسے یقیناً کر لوں؟“

”ہاں، تم اپنے دل سے بوجھ لو کہ میں تمہیں کیسا لگتا ہوں؟“

کے بارے

“*Il*”

Figure 1

انہوں نے کہا کہ

ایسا لگا ہے.....!

”انڈیا پر غرور ہے مجھے آج میں چاہتی انکھوں سے کیوں بندھ کر رہا ہوں۔“ دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر دلاڑھن سے آنکھیں پٹکا کر اس نے کہا۔

آنسو اس کے رُخ حادوں پر میروں کی طرح پھسلنے لگے۔

نہایت کی بات یہ ہے کہ ایک ہی فلم لاپرواہی

۱۰۰ - ۱۰۱

دوڑ کیوں کر کر لیتے اور ان سے باتیں نہ بننے کا کبھی عادی ہی نہ بننا۔ فخریح کی مسلسل نظروں کی بیش اس نے محسوس کی تھی مگر اب اپنی بہن سے سر جھکے بغیر۔

”کلی جیسے؟“..... اس نے غور سے پکی کہا تھا۔

”خیر چرا؟“ ایسا اداں دیکھو۔ ”اس کی ماں نے اسے جس خاموشی سا ایک جگہ بیٹھا رکھا۔  
 کھانا شروع ہو چکا تھا، وہ سب برائی کھانا کھا رہے تھے۔ بڑے شہریوں کا رواج ابھی اس گاؤں میں نہیں  
 آیا تھا کہ عیادت کے ساتھ لڑکی کے دھننے اور بھی کھانا کھا لیں۔“

میزبانان مہمانوں کے پیچھے پیچھے ہٹ رہے تھے۔

”بہر حال ایسی اور لو.....“

”چرا مارم مانا ایی..... اییہ کوں“

[illegible]

شمار اس وقت حفظ سے خوب ذرا نگر رہا تھا۔

”بھئی دودھ کھا، انھیں کھاتے دوا لئی لیکن اس کے ساتھ کھاتے ہیں۔“

”اسے تو کل سے جھوٹ لگ رہی ہے۔ یہ کیا صوفی ہے، بیٹھ کر انا کی شکلیں اچھے لگے؟“ خطبہ کے دوسرے سو اسی منٹ لے گیا۔

”کیا حرج ہے اگرچہ لے، میں بھی اب دوستوں سے ساتھ لڑاؤں کا محوٹ جاتا ہے اب آؤ اپنی کاکھانہ اس کے لیے کھولیں رہا۔ اب جو بھائی کھانا کئی دنوں کا کھا رہے گا۔ جو روکے ہوئے گا۔“ شعلہ کے چلنے چلتیوں کے چوٹیوں پر سے اڑھٹو کھا کھاٹ ہوئے خیر ہوا۔

”کہا تو عجیب نظر کا کر رہی تھی اس کی سہیلی نے اسے وہاں پروانے میں کھڑا دیکھا تو چونکے سے کہا۔

نب و دو ہاں سے نکلی اور اس جانب چلی آئی جہاں شجاع اور ان کی بہن فرحت بیٹھی ہوئی تھیں۔

”قلم ہی اچھا ہے کہ وہاں لٹرائی لڑا لڑا“ روان سے پوچھتے ہیں۔

”تو خود را بشمار، بگو که چند ساله است که در این راه هستی؟“

”میں جھٹکا لائی کئی مجلسیں ہوں گا۔ میں جس ایک شخص کو جھٹکا لے گا۔ وہ ہے۔ ہاں مجھے اسے نوشون شیار بھائی  
جس نے اس کا کئی جھوٹا نام لیا اور وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کے بغیر نہیں سکتے۔“ فرحت اپنی کسی کار کو  
حقائق کی دھند اور فرار کو ہے۔ مگر ایک مفاسد ایسے آسانی سے دھس دیتی تھی۔ اسے لاپرواہی سے فرحت اے  
تاریخ ہو کر اسے خراب کیا۔ جھٹکا بھائی جھٹکا دے نوشون ہے۔

لیکن درخصیت جوئی تو اس کی آنکھوں میں ڈھیر آنسو تھے۔ (پچ نہیں اب شجاع کو تب (بھولوں گی)

”اے وہی سے نہ راہ جو اس کی نکلے اور وہی ہے“ کسی نے کہا۔  
 ”جہلی اس لیے وہی ہے کہ میری شادی کیوں نہیں ہو رہی؟“ دھلا کا کوئی راستہ نکلا تو سب ہی غصے سے جھنجھٹیں اٹھانے کا قصد کر رہے تھے۔

اور فرم کھایا لگا ہے اس کے کوڑے میں پر خوشیوں کے ساراں کا کوئی جھبٹنا نہ کیا ہو۔







یہی بات کے خواستہ کر کے کہی ہو سکتی ہے۔ اور جو اس طرح کہتا ہے وہ اپنے آپ کو بے اختیار کر دیتا ہے۔

مصر کا سکہ طے پڑا ہی تھا۔





”نہیں! آپ کو یقین دار اور اصول گیر سے مدد حاصل نہیں ہے۔“  
 ”جس سے میری آنکھوں میں چراغیں جھلکیں ہیں۔“  
 ”فراموش گاہوں میں میری کچھ بھی نہیں ہے۔“  
 ”مستور کردہ اس کو نصاب میں؟“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور زبردستی اختیار نہیں دیا۔  
 ☆ ☆ ☆

”کلی کی رانگہ کا بھانسیا کے گھنڈوں کے ساتھ کلنگوں کے سامنے پرچی۔ دونوں گیلی، جت پر بیٹھے دیکھ  
 دوسرے سے بات کر رہے تھے اور گرد کے احوال سے باخبر مائل تھے۔“

”پتہ نہیں کہ شہر میں یہ طاقت کبھی سے آجاتی ہے کہ بڑوں کو بھی بھادو بھاری ہے۔ تمہیں کے تفریبات پانی کے  
 دیکھنا کی طرف بہہ چکے تھے۔“

”یہ میں جان گیا ہوں کہ بہت سی آگ کی بھی ایک طرف نہیں ہوتی۔ دوسرے کے بھی شہر پر ہے جیسی کہ تم نے  
 جانچ لی۔ ہلاک و کش تو میں بھی ہو گیا تھا۔“ زبرد نے اپنے بہت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت سی باکی فرار میں دل نہیں کر رہا ہے جانی ہے کچھ پر ہے کچھ فریادیں کر رہی ہیں۔“  
 ”کچھ میں خود اور قدر کیسے کرتا۔“

”تم تو بہت کوٹھاناؤ زبرد نے نہیں کر رہا۔“  
 ”بہت شائد جا رہا ہے جس پر چڑھ جائے اسے اپنا امیر کر لیتے ہیں۔ گاتے ہے تم نے مجھ پر کوئی چادر کر دیا  
 ہے۔“ ”دو دھن دی۔“

”اپنا بہت بڑا چادر اور ہول میں بیٹھنا اور کھانا۔“ ”زبرد بھی مسکراتے ہوئے بولا۔“  
 ”یہ سوچنا یہ، ذرا دل سے پہلے بھی اٹا اٹھا چکا ہوں گا۔“ ”حالا کہ بااثر اور عقائد پر آج بھی ہوں۔“ اس نے

”آپ نے ہاتھ پائی میں ڈال دیے۔“  
 ”اس کی خواہش تو یہی ہے کہ وہ۔“ ”بہت تو یہاں بہت کی روشنی ہو گئی ہے۔“ ”مجھے تو ایک بار دے رہے ہیں کہ یہ  
 تیک میں ملکر سب کچھ ہوا ہوں۔“ ”شاید بہت اچھا لگتا ہو کہ اس کے ساتھ جو خوبصورت ہو جائے۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“  
 ”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“

”تھیں اب کچھ نہیں۔“ ”تھیں اب کچھ نہیں۔“







”ایکایک میں جس شخص کو کرے عزیز ہوا اچھا چاہتا ہوں اور یہ جو تین کرے ہیں ان کو دیر سے کمزور کیا ہے۔ یہ تیرا چاہتا ہوں۔ ایک غریب تو آپ کا گھر کا کونسا ہے؟“

”کمرے بھی نہ پاؤں گے گا۔ یہ کلبہ چھوڑ کر بھی کیا کئے ہیں تمہاری کاشتکاری سے کیا فائدہ ہے؟“  
 ”میں اپنی ساری زمینیں چھوڑ دیا ہے۔ وہاں کوئی کاشتکاری نہیں کرتی۔“  
 ”تو کیا میں جا کر لڑائی کر دوں گا؟“  
 ”نہیں، کیونکہ شہر کو کوئی خرچ نہیں ہے۔ یہاں کوئی زمین فروخت نہ ہوتی۔“  
 ”تو کیا میں جا کر لڑائی کر دوں گا؟“

[illegible]

”یہ ایک مشکل ہے۔ میں تصور نہیں لا سکتی۔“  
 ”پھر فرط سے نہ بات لے کر کسی بہانے سے تار سے گھروا جائے۔“  
 ”اگر ایسا ہو سکتا ہے، مگر یہ اندیشہ اس کے گھر کا یہاں تک پہنچنے کے لیے نہیں ہیں۔“  
 ”کس طرح؟“  
 ”فحاش! یہاں سے اس کو کچھ جتنے سے روکنا تھا۔“  
 ”بہانے تو کھائے، مگر جیسے میرے پاس۔“ یہی شادی میں شامل ہونے کے۔ شادی تو عزیز و اقارب و دوست  
 واپس رہے، یہی کچھ چھوڑا گیا ہے۔“ عقلمند کوادی سے پوچھی۔  
 اور شادی میں کس کو روک دیا گیا۔

”اب اسکی ایک بات ہوگی جو میری کسی بھی دیکھ بھال سے ہوتے ہوئے نہیں۔“  
 ”اے میری سارا دل، اب میری شادی کے لیے لڑائی کو کھانا چاہتا ہے اور اب اس کو کھانے  
 کے لیے کھا لے گا میری شادی خواہ وہ اس کرتی ہے یا نہ“ ”اور میرے لیے ہے بچہ نہ لگا۔“  
 ”اے میرے دل، اس سے یہ نکل گیا کہ میں کیا بات کہہ رہی تھی۔“ ”اپنی بات کا مطلب سمجھ کر وہ بھی نکت  
 سے منکر ہے۔“

”اگرچہ؟“ چنے چڑوس میں ماسٹر صاحب کی بیٹی سہلی کی شادی ہونے والی ہے۔ فرحت اس شادی میں آئے گی۔

”میرے خیالی سے اس نرس صاحب کی اس لڑکھن سے رشتے وادری بھیجا ہے۔ وہ لوگ لازماً دروغ ہیں گے۔“

”نیک ہے، پیسے تم دو کہو، اگر چند آئی تو رشتہ دے دیا مگر۔“ سعادت نے کہا۔  
 ”نیک ای! اگر تم کا کام آئی تو رشتہ دے۔“ بچے کا مریک چند آئی کی چند سے مل کر وہ کئی خانہ بند تھا۔“

کہہ جاتا ہے مگر انہوں نے تو صرف ایک کارڈ بھیج کر احسان کیا ہے کہ آئی ہو تو اچھا ہے نہیں آئی ہو تو برا (پچھا ہے)۔

”اے سب مہمانی جان کی وجہ سے ہوا ہے، وہ چاہتی تھیں جیس کہ ہم کراچی میں ان کے گھر بنائیں۔“  
 ”یہ اہل انوکھوں کے شہر سے تھے۔ ایک خدا کا سٹے کا پورا اس نے مجھ سے باندھا ہوا ہے۔“

”آپ جنہیں جس کی بات نہیں ہوتی اس کا ساتھ مزید مل جائے گا“ شہباز نے سمجھا ہے وہ کہنے اور اگر چاہی تو وہ ہاتھ بچھڑھٹائے گی اس کی عادت تو ایسی ہے جس طرح فخر کو کوئی

سرسراہ والوں سے اللہ واسطے کا افسوس رہا ہے، کچھ عوامی ریاست کا میرے ساتھ تھا۔“

”خوش خور جواب دے: ہاں گی تو مار دے فکر کے بلاست ہو“ وہ غصے سے بولیں۔

ہوگی۔ میرے چھوٹے بھائی کو کہنا پڑتا ہے کہ میں تم کو سب سے زیادہ پسند کرتی ہوں۔

”ہاں! اچھے! اچھی طرح پتہ ہے کہ میرا بچہ تو جب ہی حقیقت شادی میں ایک گھرانہ قرار پائے گا۔“

”کونسا جوانہ ہو گیا ہے؟“ اس نے حیرت سے پوچھا۔

[illegible]

”الو یہ بھی کوئی بات جوں آئے دہ“  
 ”جھلا نہیں تو تو میرا مطلب تو نہیں سمجھا“

”مجھے سب سے زیادہ افسوس ہے کہ میں نے اس موقع کو گنوا دیا۔“

”تم کو کیا ہے؟“

”میری کمرہ خالی ہے، میں اپنی بیوی کے ساتھ رہتی ہوں۔“

”ابھی کیسے کر سکتا ہوں میں“ شہناز بے پرواہی سے پوچھا۔  
 ”کیوں، تجھے کون سی باتیں پتا چلی ہیں ابھی۔“ ہفتہ بھر کے تھکے اور پرکون سی ذرا سے داریاں ہیں۔ ۲

شادی میں اس لڑکی کو بھی نے اپنی بہو کی نظر سے تو نہیں دیکھا مگر سوچ رہی تھی اب کسی دن فرست گئے جا کر کچھ تو سنیں مگر انجی جی تو ہم بھی رسم کر لیں گے۔"

”تمہیں اہلی اچھی سمجھ کر نے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے میں ایک بڑا سا مکان تو بنالوں۔ یہ مکان تو چودا ہے، رہے چھ چودا۔“ شجاع نے ہنس سے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہیں؟“ ہمارے گھر میں ہے کئی کون..... میں اور تو..... ہمارے حساب سے تو خاصا کشادہ ہے۔ تین کمرے ہیں خوب بڑا سا کون ہے اور کیا جا رہے ہیں بڑا کون۔ ’لوگوں کے گھر ہیں۔“

پھر مے اور مے پر۔“

”جھکا رہے ہیں، روا“ عکسٹ بنے کو بوقت اور گھر سے نہیں نکلتیں۔  
 ”پھر کچر بات ہے آپ بھی کیا شادی میں کرنا چاہیں جہاں جہاں ہیں؟“ اس نے اس سے ملکر پوچھا کہ شاید ان کا فیصلہ نہیں ہو گیا ہو۔

”اہاں! مجھے کتنی جانا“ ان کا بچہ رونوک تھا۔

”شہناز!.....“ سائبر سے کوئی شجاع کی دادر سے رہا تھا۔

”اسمہ ای شائیں اگلی آیا.....“ وہ بے لگے کے کھڑا ہوا اور چلا گیا۔

اور عکسٹ جگم جگم دے رہے تھے۔ ان کے آنسوؤں کو اتار سے بہہ رہے تھے جیسے پہل پہل ہوں اور مگر آپ ایک آنسو بات کو یوں کر برباد کرنا کہ ان کی ہنسی ہوئی ہے۔ ان کے بھائی نے ان کا ہاتھ دیکھا۔ ان کو اس عزت و احترام سے نہیں دیکھا تھا کہ وہ نہیں۔

☆☆☆

”اے..... کیا سوچے جلی جہاں ہو.....“ کچھ تو تھمادی اس کریم پانی کی ہنسی“ عدیل نے فریال سے کہا“  
 جو کوئی کوئی ہی اس کے مطالعہ کر رہی تھی۔

”تھمنا تم بھائی اسی اور بہنو سے کیوں نہیں ملواتے ہو؟“

”تم نے بھی کہا ہی نہیں؟“ وہ بے پروائی سے بڑا۔

”اب تو کہہ ہی ہوئی تال بھٹکانا سے ملنا چاہئے۔“

”کیا نہیں پوچھ سکتا ہوں کہ اپنا خیال تھمنا سے مل میں ایک کیوں آیا؟“

”میں تھمنا ہی ہو رہی تھی ہوں اس لحاظ سے تھمنا کی بھی یہ ہو اور بھائی ہوں گی۔ کیا عرصہ تھا کہ کہ میں تھمنا سے ملنے سے دیکھوں اور کیا اگلی بات اور کہ جادواری دھنی ہو جائے۔“

”اے تھمنا میں؟“

”کیوں نہیں؟“

”میں تو سوچ رہا تھا کہ شادی کے بعد تم کیلئے کمر کا مسئلہ کر دی۔ آج کی لڑکیاں جو اچھے فٹنی سسٹم کو جہاں پسند کرتی ہیں۔“

”تم مجھے دل سے پسند ہے میں جہاں ہی ہوں اور بہنوں کے ساتھ رہنا چاہوں گی۔“

”تمہیکے بے طواروں کا بھی..... کیوں بھی کیا جلدی ہے۔“

”مجھے جلدی ہے بعد میں تھمنا سے ملنا چاہتا ہوں۔“ فریال نے بے پروائی سے کہا۔

”آج کل تو وہ خاندان میں کسی کی شادی میں شرکت کرنے کیلئے ڈانگی ہوئی ہیں۔ دیکھیں آج کیا تو ملے چوں گا۔“

”کب آ کر نہیں؟“ وہ سب شادی سے؟“ وہ بے پروائی سے پوچھ رہی تھی۔

”کہہ دو کہ تو بھی جی جی کر اور ایک آج بھی کے سرحدیہ بار بار کہہ کر اپنی کو بھول جاتی ہیں۔ وہاں ہمارے بہت سے رشتے دار ہیں۔“ اسی کو بھی جلی حیدر آج بھی بہت لگتا ہے اور جہاں بہنوں کو ہنسا جا کر بے حد حرا آتا ہے۔ ان سب کا کٹھن وہیں گزرا رہے کر اپنی شہر سے سب کو اگلی بے عدلی سے دور رہے ہیں۔

اور پھر راجہ مہدی کر گیا۔ عدیل کی اس اور تھمنا حیدر آج سے دیکھ ہی نہیں آتی تھی۔

”تھمنا! ان سے کہیں بھی کہنا“ ایک دن وہ انتہائی بے پروائی سے کہہ رہی تھی۔

”تھمنا! کہہ دینا جلی حیدر سے ساتھ۔ میں جہاں میں تھمنا کے ساتھ رہا تھا میں جہاں میں تھمنا کے ساتھ رہا تھا۔“

”اے! بھائی! وہ بات میں اس طرح اسے کہہ کر تھمنا کو کہیں میں آتے دیکھ کر میرے کٹے والے کیا رہیں گے؟“ وہ بے پروائی سے کہہ رہے تھے اور وہ تھمنا کو کہہ کر تھمنا کی ہنسی ہے۔ کیوں کہ اسے ساتھ دیکھ کر میں کہیں آ رہی ہے۔“ تھمنا! میں تھمنا کے ساتھ رہا تھا۔

”میں اس سب جانتی ہوں“ فریال نے ہنسی کی۔

”تم جو نے کہنے کے لئے تھمنا سے یہی ہوئی ہے کہ تھمنا کی کہیں میں جلی حیدر..... اچھا ہے پہلے ہی سے اسے اپنے گھر میں لانے کے لئے تھمنا کی کہہ لیں۔“

”مجھے وہ اور ان کے کہیں سے کوئی دیکھنا نہیں ہے۔“

”میرے کہنے سے تھمنا جادواری سے تھمنا کے لاکہ خراب ہیں۔ یہ بھائی تو کہیں ہو سکتی ہے۔“ اب اے! اور تھمنا جادواری۔

”مجھے کتنے ہے کہ تھمنا دماغ خراب ہو گیا ہے“ وہ جلی حیدر کی تھی۔

”میرا کہ تھمنا جلی حیدر سے کہہ کر؟“ اب وہ اسے جادواری جلی حیدر تھا۔

”میں نہیں جانتی جہاں.....“ اسے اس کے کھت سے ہونے لگی۔

”بھائی! کہہ دینا جلی حیدر سے ساتھ میرے گھر سا کہا جادواری سے ملے دوس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”میں اسے کہہ دینا جادواری سے ملے دوس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“

”اب اگر میں حیدر آج سے کہیں اس کو اس کا جلی حیدر سے کہیں اس کو اس کا ہمدون مل کر لکھا کریں گے۔“



”جب اللہ کو حضور کا دیکھوں گا اس طرح جانا عجیب سا لگتا ہے۔“ وہ اس بھرے گئے شہر سے اٹھ کر نکلا۔  
 ”عجب کیوں کر انہوں نے مجھے لایا ہے؟ تم کوئی نیا ہی ہے؟ یہاں پہنچو گے؟“  
 ”میں فرحت کی ایک چمک پر تیرہ برس پہلے سے یہاں کوئی آباد دوست نہ ہو۔۔۔ کوئی تپسی ساقی نہ ہو۔“  
 ”تھوکیں گے؟ تم مجھے سزا دے دوں گے؟“  
 ”اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“  
 ”اور جب وہ مجھ کو روکے تب اسٹر صاحب کے گھر پہنچا تو قریب وہ بڑے عرصہ پر تھی۔ لڑکیوں کا ٹیکہ کر رہا تھا۔“  
 ”عجب پرکاشی گیت کا رہا تھا۔“

”ایک بہترین گیت والی لڑکی۔ چار گھر کے لڑکی والے، سنی تھی۔ اس کا ہم کسی گنگل خانے کی طرح ڈول رہا تھا۔ اس کی گھر کی سڑک گھیس کا محل سے گزرتی تھی اور چوڑے راستے کی آہٹ کی گھر کی طرف چلے ہوئے تھے۔“  
 ”وہ ٹیک کر چند گھنٹہ تک رہا تھی اور شیار۔۔۔ پکا کلاسک اسٹائل۔“  
 ”تبی کو خرچ سے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہیں کیا۔“  
 ”تھوکیں گے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے شیار کو دیکھتے ہوئے ہوئی۔“  
 ”مجھے پتا ہے جب عورت کو گھر پر لائے تو کوئی نہ لے۔“  
 ”تو پھر کون ہے؟“  
 ”یہ تو ہے۔۔۔“  
 ”کیا۔۔۔“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“

”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“  
 ”نہیں۔ یہ خرچ نہ تیرے سے۔“  
 ”تو پتا ہے؟“







”آپ کے بھائی زادہ دھتے ہیں، اچھا بی۔“ ”سازو نے پوچھا۔

”انوں چاند سورج کی جڑ کی آج بھائی کی پھولی مکن آئے کابل دی تھی تمام انوں نے دیکھا۔ انوں میں پھولوں کے کوٹنگی کی۔۔۔ ایساں (بال) کو تیرت لیے انوں کے ہر ایک آدے دے دو۔“ ”اچھا“ شام کو کھانا آدے پر جس کوئی خاص چیز کھائی ہوتی تھی دیکھتے۔ ”انوں میں سارے مکے اپنی منوں کے ساتھ بھرے مہر چل رہے تھے۔“

”خود میں کاپی ڈاکٹر کا بیٹا، پانی پور روٹے کے پیشین کی کات کرک کے پانی میں چھوڑ دے۔“

”بزار سے کھائیں، شکر آگیا کی کیا؟“

”تھیں، اچھا لوگاں کو کھانا کھانا، اچھا لوگاں۔“

”چلیں، میں آپ کے کمرے کی ڈسٹنگ بھی کر دیتی ہوں۔“ سازو نے بھائیوں کے کمرے میں دو کھانا پتے پتے چھڑ شروع کر دی۔

اور صابو نے دو پتے پتے بھگڑی تھیں گئے اور دار کھٹکا شروع کر دیا۔

ماس مری آئی، بولی سازو، دارو دارو

ایساں ایساں دھتی لپیٹے، دلتے لوگاں

ایساں ایساں دلتے کے بے خودے لوگاں

”صابو دو دھتے جو تھے چائے کا کپے ہوئے۔ کیا میرے مرنے کے بعد چائے کا کپے؟“ ہنسا دینے کمرے سے آدہ اور صابو کو دیکھ لگائے دیکھا تو بھڑک کر آیا۔ ”یوں بھی آج اس کے سر میں صبح سے ٹوٹ درد تھا۔“

”بھئی، دی زبانا ڈالنے کی آپ، اللہ ذکر ہے آپ کی بھائیوں کو بھی کچھ دھکا لگنے لگے، غصوں زباناں کر دے آپ۔“ شش جاتی پھر کھانا خانہ میں، دھتے دھتے کراہی چائے۔ ”دو دھتے ایک کراہی کر رہی تھی، دے کی چائے لگائیں۔“

”اب بارہی خانے میں جا کر صومٹ پانا، اس کی ریشت پر انوائی جھلاتی ہوئی آواز سنائی دیتی۔“

”اب میں اپناں کاسان کو تو بھائی بھئی۔“

ماڑو اپنے کمرے میں بیٹھ کر کھینچ کر بھیجی تھی تو اس نے دیکھا چند منوں میں صابو دو چائے کرے میں لے ڈانڈ کے پاس جاتی تھی، مگر ان کے کپوں پر وہ بے گیت تھا۔

میرے بلالوں کی زبان لپی

کر دے طبیعت پر ایک کی او ٹھہری

جب سازو بے سادہ پیش پڑی۔

☆ ☆ ☆

”تم ہنسی داتی بہت دھتی تھی، انوں نے اس کے کان کے پاس جیسے مگر بھیجی کی۔ اس کی اس بات پر درد کھٹکے کر نہیں دیتی۔“

آج دو دھتے کھڑے لوگاں کی آنکھوں میں دھتے کھڑے کر دے کے ساتھ لگن آئی تھی۔ زبردگاری تیر چار بار تھا۔ اس کا بیاں بازو مین کٹر میں عاتق تھا۔ گیسٹ پر سفید پتے کھڑا ایک لاپ دھتی تھی۔ مجازی کو قیاس اور

بہت ساروں میں تیر تھا۔

”کچھ تو انوں میں بھی تیر ہے، ساتھ ہی طرح جاتی تھیں ہاں؟“ زبور نے پوچھا۔

”ہی، اس نے شربا کر کہا۔ وہ چند ہی دنوں میں اپنے بارے میں دلتی سے دل تک ہر بات اسے بتا چکی تھی۔“

”آج کہاں جا کرے؟“ آڈو نے پوچھا کیا۔

”جس پر سول کا کھانا تھا، کچھ لپیٹ لے گا، دے رہی ہے۔“

”کیسے اب کیسے اور بیٹے ہیں؟ کچھ کھانے ہو، دروازہ ایک ہی ڈاکٹر کو پور کر دے گا۔“

”نیک ہے، کھینچے آپ کی مرضی؟ اس نے سادہ سادہ سنی ہے کہا۔“

ایک صراف جوں میں دلتے میں شامل تھے، وہ ایک کھین کی ٹھہر فہم پڑی وہ دلتی کی کسی لڑکے بات تھا۔

شاید اس کے اخرو کے سٹے میں اس کے ساتھ آ یا تھا۔ قنار کے پیر میں بھی لیاں بندھی ہوئی تھیں، کبھی دھتے کھینچ دیاں۔

”نیک ایک دم آؤ میں بھی۔ اس کا کبھی نہیں پتہ رہا تھا کہ یہاں سے آ کر کسی دوسری جگہ جلی جاتے جہاں لہک کر نہیں اسے دیکھ سکیں۔“

”کہا جاتا ہے کہ تین لاکھ بدھاس کی کیوں ہو؟ طبیعت تو نیک ہے، اس تواری؟“ زبور اس کو ناسر اسرہ کر کے پوچھ رہا تھا۔

”میرا ایک کرنا بھی اس لہکے میں شریک ہے۔“ گزرتے لپے میں اس نے بتایا۔

”بھائی، کاراف باہر دھتے صومٹے پر تھیں، ہر کوئی دیکھتا ہے۔“ شش چائے کے ساتھ بیٹھ جاتاں گا۔“

”نیک کچھ تو یاد میں رکھو، وہ دھتے کھینچاں گے۔“

”اب تم اس قدر دہرائے دو کہ تیرا دے سادے بھی آ سکا ہے۔“

”میں کھانا لگائوں؟“

”اباں لگائو۔۔۔ یوں بھی ہمارے شیشے آشوب چھڑا سارا امالی چلتی ہے، زبور نے سکر کر کہا۔“

”آپ نہیں رہے ہیں اور میری جان جا رہی ہے۔“

”کھانا تو دھتے کوئی کی نہیں دیکھا۔“

اور چند شایہ کھینچنے کے ساتھ وہ اپنی پلٹ لاپ بھر کے اسی جانب دوسرے صوفے کی طرف آیا، مگر اس کے بیٹھے سے پہلے ہی برقرار نہ رہی، بے حال بیٹھ چکا تھا۔

غیراب دوسری جانب چلا گیا تھا، مگر کھینچ کر آ کر دھتے کے گھروٹ کے راجا ل تھا۔ وہ بیٹھ بیٹھ حوزے سے گھر گائے اپنی کھینچنے سے سہ جانی تھیں دھتی تھی۔

”وہ دھتے ہو گیا ہے، اب تو کھانا کھانا؟“ زبور نے دوسرے سے کہا۔

”اساں ایسے خوف زدہ اور حالی میں کھانا نہیں کھا سکتی۔“

”پہلائی گاڑی میں بیٹھ کر گئے، دھتے کھانا لیتے ہیں۔“ زبور نے بھی اپنی پلٹ دھتے کی۔

اور اس سے ہاتھ سے اپنا پتہ سنا، اپنے دھتے میں جانب کھڑے پڑا، کیسے باہر نکل آئی۔







”اباں! آپ ان کو برا مانع کر دیتے ہیں اس معاملہ سے کہ نہیں ہوا بھی نہ لگے۔“  
”پھر کہاں ہوگی نہاری شادی؟“ جبروں میں کہیں کہیں جو جا رہی تھی جبروں کی؟“ ان کی بات بھی

”اے! اگر اٹھنے سے میرے نصیب میں شادی بھی ہو تو وہ میرے ہاتھ سے نہیں لگتا ہے تو وہ کسی صورت نہیں ہو سکتی۔ میں یہ رشتہ بیاہ کر کے ہرگز نہ بچے گا۔ میری سہیلی ہر گاہ جائے گی۔“ اُنہیں کہا۔  
”نیک ہے۔“ جیسا کہ ہماری مرضی۔ اور ایک غلطی مائل ہرگز کر لیں۔ یعنی انہیں سن کر ان کے پیسے سے

چھوٹ گئے تھے۔  
اور جب فیروزہ بکھرے ہوا سامنا تھا کہ کس طرح کیا ان کی ہوا دینے سے پتا سامانی سے اٹھا لیا کہ بیاہ کر لیں گی یا نہ۔  
”اگر میں نے بے ہوشی میں کیا تھا تو اب بھی اُنہیں معلوم ہو گیا۔“  
”اگر میں خوش کی کہانی اُنوں جان کے ہال جا کر سن کر آئی ہیں۔ اس کے ذہن سے ایک اور بار سوچو۔“

”نیک ہے۔“ وہاں سے اپنے اہل کو کھلا دینا چاہتی تھی کہ فیروزہ کی طرف سے اس کی طرح راج رہا۔  
”ناراض خراب ہو گیا ہے نہ ہمارا کیا؟“ اُنہیں بھی اُگھائی ہوئی تھی۔ وہ بول کر اپنے آپ کو کھسکی کی بول کر گئے تھے۔ اور  
”میں نے سچا بھرا ہوا ایک ہاتھ۔“

”کیا بات ہے؟“ ان کا رخ کیا کیوں آ کر تھا؟ وہ ہر بار اپنے ہاتھ۔۔۔“ وہ بھی کہہ رہی تھی۔ اس کی کانٹیں کھانے جو

”اگر میں نے اپنے ہاتھ سے ہر بار اپنے۔۔۔“ اس نے اُنہیں دکھائے۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”اگر میں نے یہاں کی کوئی کٹم ہے جو وہ ان سے ملے۔ یہ خیال نہ ہوا۔ دل میں کیوں نہیں آیا؟“ اس نے  
”اے! میں ان وقت کیوں سوچا کہ میری بہن کی دل میں کٹم ہونے کے بعد خوش ہو کر آیا۔“ اس نے اپنے وقت  
”یہ کٹم بڑھانے کا یہ سوچا کہ جب مجھے یہ ساری کا خطاب لگ گیا۔“ اُسے بے ہوشی میں ہوا کہ  
”میں نے ان کی رات میں میری بہن کو کٹم دیا۔“ اس نے فرسے جب یہ ساری کا خطاب میں لگ کر جب یہ کٹم نے دم  
”کھانے کا فیصلہ کیا۔“

”میں نے ان کے ہاتھ سے لے لیا۔“ وہ کہہ رہی تھی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”اگر میں نے یہاں کی کوئی کٹم ہے جو وہ ان سے ملے۔ یہ خیال نہ ہوا۔ دل میں کیوں نہیں آیا؟“ اس نے  
”اے! میں ان وقت کیوں سوچا کہ میری بہن کی دل میں کٹم ہونے کے بعد خوش ہو کر آیا۔“ اس نے اپنے وقت  
”یہ کٹم بڑھانے کا یہ سوچا کہ جب مجھے یہ ساری کا خطاب لگ گیا۔“ اُسے بے ہوشی میں ہوا کہ  
”میں نے ان کی رات میں میری بہن کو کٹم دیا۔“ اس نے فرسے جب یہ ساری کا خطاب میں لگ کر جب یہ کٹم نے دم  
”کھانے کا فیصلہ کیا۔“

”میں نے ان کے ہاتھ سے لے لیا۔“ وہ کہہ رہی تھی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔  
”نیک ہے۔“ اس نے کہا۔ کیا ہے؟“ وہ کہنے سے ہال بچھڑ چک کر رہی۔

یوں: "آجکے دن ہم نے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کیا۔"

۱۰ الشک کا شکر کر دو جو نونی، اراپ بھی نہ ہو لی تو ہم کیا کر سکتے۔

اللہ کے ہرے بڑے مالک و مقرر کو کبھی یہ خیال نہ آیا کہ اس کا نام کے لئے ہماری طرف سے کوئی ایسا عمل ہوگا۔  
ابھی کا تعجب ہی تھا کہ ساتھ ساتھ ہمارا وہ اتحاد فرما کر اس کی شادی سے خدا کا نام کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک  
بڑے مسافر کے کام اللہ ہی پر ہے۔ اس میں شہداء و شہیدوں کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اچھے و بُھے فرشتے  
و لوگ ہیں جنکو جہانِ حق پر لکھی ہے وہاں خدا سے جھجکے گا، وہ اس کے کلموں میں سنا سکا ہے، ہم نے فہم نہ لایا کہ  
جاننے والے کے سپرد ہے وہ جو کچھ لکھی ہو کر اس کے پاس ہے، اس کے لئے خداوند ہوتا ہے۔ قرآن مجید ہم پر اسے سچے  
جاننے والے کے لئے ہے۔

”وہاں پہلے تم نے دے دیا تو کون سا احسان کروا رہا ہے؟ وہ دیکھ کر اس نے کہا: ”میں نے تمہیں ہرگز نہیں دیا۔“

”موجودہ نظم و ندرت اپنے اچھے برے مواضع کے کائناتوں میں ڈال رہی تھی جو کہ کم سے کم انسانی تخی کو بھڑکانے کا جادو ہے۔  
 سے زیادہ دیا جائے۔ تک سے تک تک مائی سے ملتی تک برج رکھی ہے۔ اس سے یہ عورتوں کے لڑکائیوں سے  
 اور لڑکا لڑکے کے منہ سے بھائی کی حیثیت سے بھی نکلا اور دیا جائے۔“ یہ کہہ کر فریاد احمد نے ٹھٹھکیں اٹھائیں اور  
 خود دوا کہ کر ہی اس نے اسے لے کر دوڑ گیا۔

فرید احمد نے ان کے اسکے کبھی بھی مکن نہیں بگاڑے تھے وہاں حساس این گورڈ کھڑے تھے۔

☆☆☆

جہاں کا بیج سے خشک باد آجائے گا اس کا پھول بھی اسی رنگ کا ہوگا۔ اسی رنگ کے پتوں میں لہو اور دھواں ہے۔ مختلف مختلف رنگوں پر ایک کر رہا تھا۔

”بہال بھائی! کچھ لیگی سے فرید صاحب کی بیٹی کی سٹاوی کا حوالہ دیا تھا ناں.....“

”اے بھائی“ وہ بے دلی سے بولا۔

”اے دل! اس کی سزا دی نہیں ہوگی۔“

”کیوں؟“ اب وہ سپردِ شمس کا جھیل و کجور پاتھا۔

”آج چڑھن لائی کو آ کر ہمارے جیسے کہ ہندی کی تفریب میں یہ حرکت ہو گئی بلکہ میں لڑکے والوں نے یہاں سے رشہ ختم کر دیا۔“

”کردار اور کام ہمیں کیا فہم اپنے کام سے رکھا کرو۔“ یہی تھی یمن کو فہم کروا دی بھلہ دیہ اور مفلک  
 انکھ بھاننا جس میں نہ چلے راجہ شون انکھ سے لڑا بھاننا۔ اسے لگ دیا تھا کہ شون انکھ اب عجب کرب عجب مگر  
 نہ چلے راجہ بھاننا ہی سے جیتے میں کامیاب ہو گیا۔

جمال کی چھوٹی لیکن خاص بات تو یہ تھی کہ جہاں سے ڈانٹ کھانے کے بعد بھی وہ مجھے لہجے میں اسے تیار رہی تھی۔

”پڑھنا دے گی کہ ہمارا رئیس، خیرہ صاحب کی بیٹی جس کی شادی دوسری جگہ چھپ جاتے ہوئی۔ سنا ہے کہ گھر میں ہی ہوئی ہے اور وہ لعلہ بی بی وکون سے مرثیہ بھی کہے ہے۔“

”اچھا، تم ٹھیکینا کی۔ لیکن تمہاری بات کر رہی ہو؟“ بتائیں اچھے سے اٹھ بیٹھا جیسے اس کے لیے یہ خبر بڑی اہم

”میتا نو وہی ہو، کہ فرید صاحب کی بیٹی کی شادی کا کارڈ آگیا تھا۔ شروع میں شروع سے بتائے تھی۔“

”مجھے کیا پتا خرید صاحب کو کتنا ہے؟“ وہ لہجہ کڑوا کر پوچھا۔

دوکان سے آکر بیٹا نکلیں گے، دوسری سوچ دیا تھا۔ کتنے سارے ان جو مجھے تھوڑے دے تھری نہیں لی تھیں۔

اے کیا چاکر! اس کی جھوٹی بہن بھی (اسی گھر کی) بہت عمارتوں ہے۔

”کاؤ تو آج ہاؤ نے گھر؟“ اے نماں۔۔۔۔۔ اہی کے ساتھ بھاکر کوئی گھٹتہن کے پاں جا کرے؟“

”جو جن کہاں کم ہوتی ہے۔“

”چلو میں نہا، مے ساتھ چلا بطور کا“ دعوہ۔

”آپ مجلس کے صبرے ساتھ“ (وہ جرات کی ہوگی) اس سے کہیں خیال مجھے ملتا تھا کہ کھرا اس طرح نکلتا تھا۔

”ظاہر ہے تم انہی دُور پرک سی جو ہوٹھے میں بھی اعلیٰ نہیں جانتیں۔“

”یہاں جان ابھی دست لگا نہیں پڑا ان کے بچے جانے کی امید آ رہے کے ساتھ ابا کی کمرے ساتھ جانے کی حالت ہے۔“

”یہ (اچھی خدمت ہے)“ وہ کچھ سوچ کر لایا۔

۱۲) تو پھر کب چلیں گے آپ؟<sup>۱۲</sup>

۱۱ "جب غم نکلے، لے کر آگئی۔"

دوسری تو کہتی ہیں کہ بھائی میں چھپو کہ گروے (و) اپنی پستہ کی تہیز لے لیں گے۔

”نہیں اس طرح کا عقائد بنانا اچھا نہیں لگے گا۔“

۱۰ نو چھر کیا و سہا<sup>۱۰</sup>

”اچھا! کاج سے راہی پر رخصت ہوا تو کہہ دوں گا۔“

”میری ہر فحش کوئی پرانی یا نیا ٹیکہ یا کوئی خوبصورت ساراں کیا شکل کا لاکٹ... جو اس کے سینے پر ڈالتا

٤٠٠ -

ابوعلیٰ دلاؤ... یہ کھلو گئی ہے کیسے ہو گا کوئی بین سے محروم ہے جو روزانہ جلد ہی سماج پر ہے۔  
کوئی کتاب لے لوں یا بیچوں اسے پہلے تکبیر پڑھے گی! پھر اچھا نہیں کرے گی کہ گھروں میں ایسا ہی ہوا کرے

بسم الله الرحمن الرحيم

کوئی شاعری کا کتاب ..... اشعار سے بغیر اسے لکھ دیا ..... یا میراث کو کچھ شہر علی شہزاد کے ہوں ..... تو

۹: باب ۱۰۰ والٹ ہلٹ نرغی زلحدے کی۔

کیا لوں.....؟ کیا لوں.....؟ دو پریشان کن سوال ہیں۔















۱۰۔ روتو نہیں تجھی: جس کی اس انگلی جانے سے رد پڑی ہوئی ہے۔

”عزیز! محبت میں عزت کی شرط پہلے ہوتی ہے اور جہاں عزت نہ ہو وہاں سے محبت بھی نہ ٹھہرتی ہو جاتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں سمجھا جن سے ہم محبت کریں؟ انہیں ہم نہ لیں بھی کریں اور جہاں نہ ذلت سر اٹھائے کوکری ہو یاں محبت کیا ہے جہاں بھی نہیں جاتی۔“

”مجھے یہ ظلم آتا ہے اور یہی مولیٰ مولیٰ باتیں۔ سپید حاسد اور بھروسہ دار تھپڑ سے سنا تھوڑے عرصے میں کہ اچانک انہیں نہیں سمجھاتے کہ لے میرے پاس کوئی ایسا کالی نہیں جس سے تمہارے بدلے کی اطلاع سن سکے۔“

"ٹھیک ہے میں سمجھا ہوں۔"

"جاؤ..... مگر یہ سوچ لیا کہ تمہیں کیا کارروائی ہو..... اور تمہارے دل میں میری محبت کی کوئی تذکرہ نہ رہا ہو؟"

نسرور بولی، "جو تم میری جانب دوزخی ملی تو کسی... چار گنا بھی حاضر و راکوگا!"

”مجھے نہیں لگتا کہ اس کوئی بات ہو گی کہ اب نہ تم مجھے فون کرنا نہ مجھے ملنا دینا ہی مجھ سے ملنے کے لیے آج کے گیسٹ پر مقرر ہے۔“

”ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔۔۔ مگر ہم جلد ایس کے پاس وقت تک کے لیے خدا کا تقوٰہ“  
 عدیں اس کے سامنے سے لڑ کر چلا گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کے اس طرح جانے پر اس  
 کارل جلد دکھ سے بھر گیا۔ اسے جانا ہی تھا تو بھوتہ کی کیوں تھا۔

اور قرآن کے خاصا سہ سے آنسو اس کے ریشہ رادی کو بھرنے لگی۔ گے اور یارین سر اٹھانے لگیں۔

نہیں۔ کچھ اوقات ضائع ہو جائیں گے اور باقی گھر رہے گا۔

”میں صاحب! آپ کے لیے کچھ اور لائوں؟“ ذخیرہ تمام چمے اور لہجے کے ساتھ پیچھے ہاتھ مار کر نکلتا ہے۔

رواجی بھی بنی ہوئی تھی۔ خاندان الذکر میں۔ کہنے میں ہار کے اور لڑکیوں کی آمد و رفت تھی۔ گھر کا جو سکے  
 نوبہ پہلے کیلئے بیٹھ رہی تھی۔ محبت کے متوالے اس کے کہیں میں آ کر لڑکا کٹا کرتے تھے۔ اب کچھ لوگ  
 نے اس کے پیچھے نہ لے کر آ کر ہمارے گھر میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ ان کے ہاں کچھ کھانا کھائی گئی تھی تو ہم جا رہے تھے۔

میں صاحب! کیا آپ کسی کا انتظار کر رہی ہیں؟" ڈیڑھ آنے کے بعد وہ گھر پر پہنچا۔

نہیں دیکھ رہا تھی۔

نہ ہوا تھا۔ اور پھر وہ کسی پارے ہوئے جواہری کی طرح جاپہر نکل آئی۔

☆☆☆

”یہ مصر کا عجیب کیوں نہیں آ رہی.....؟“ ٹمرہ نے فکیر سے پوچھا۔

”تمہاری سہیلی دوسرے شہر میں چلی گئی ہو۔ لڑکھو بتاؤ تمہارا اس کے تمام کاغذات چھٹی گئے۔ حوالہ دے کر کہ اس کا پتہ اندر میں تک نکلا تھا اور جب اس نام کا مزید پتہ نہ مل سکا۔ کی گئی تو اس کی بیوی کی سسرال بھی گئی۔ وہ تو سرتاپا فرط غم تھی۔“

”کیسی سی، بچہ ملیں..... ہمیں بدل کر موصوم بچوں کا خون بڑا کرتی ہیں۔ اللہ سب کا ہاتھ حفظ میں رکھے۔“  
 شہزادہ نے اسے اجازت سے کہہ دی تھی۔

اور کھین سوچ رہی تھی کہ میری پانچویں نمبر نے مجھے دھوکہ دے دیا تھا۔ کہ اسے پہلے لانا ہے ہی مامروں کو بھی نہیں لگتی تھی۔

عادل کے سامنے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو یکایک پھنسائے نہ مٹوشیں مٹیں تھیں۔

آج وہ بچوں میں سے ایک بچہ تھا جس کی عمر چھ سال تھی۔ اس کی والدہ نے اس کی تعلیم کے لیے اس کو ایک مدرسہ میں بھیجا تھا۔ اس مدرسہ میں اس کی تعلیم کے لیے ایک معلمین کی ایک جماعت تھی۔ اس مدرسہ میں اس کی تعلیم کے لیے ایک معلمین کی ایک جماعت تھی۔

”تم چلو میری آتی ہو.....“ اس کے گھر والوں کے جلوں کی تیش دل و دماغ کو توجہ مبسم کے اے دریا

میں نے ان کو دیکھا تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا گھر تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا گھر تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا گھر تھا۔

"میں آج ہی جاؤں..... اور پھر کچھ دیر بعد وہاں کے ماسٹے بھی مجھے خاصاً حق اور غم زدہ دیکھا۔"

”اسی نام کا چاندو کس نے لایا؟“ اس نے پوچھا۔

”مگر تمہاری ناراضگی قسم ہو لے کا نام کب لے رہی ہے۔“

”مجھ کو بھروسہ نہیں ہے تمہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”مصرف کم پر بھروسہ کرنے سے دوا کی مضبوطیاں کم ہو گئیں گی۔“

"وہ مجھ میں نہیں رہتا۔"  
 "پھر کیا کرے گی..... میرے بغیر، کون سی تم؟ یہ سوچو....." وہ لڑاؤ ایک جذب کے عالم میں اس سے کہنا

”محبت میں انسان کو کچھ ملے، کچھ ملے۔ بکڑی قوم اور بکڑی مملکتوں کو مل جاتے ہیں۔ چار دینی محبت انسان کو

یہ سوچا نہیں ضرور دیا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد انسان کہیں کچھ بھی نہیں رو جاتا اس لیے کہ ہمارے بجائے کیا سوچا نہیں پھر ہے پاس رو جائیں گی اور ان ہی کے ساتھ میرا زندگی بھر ہو جائے گی۔“

”مجھے لگا ہے کہ تمہارے دوستوں کا یہاں سے ہے، جب ہی انکی باتیں تمہارے (دارغ میں) آ رہی ہیں۔ ہماری سمیت کئی



"اے میوے جو لہا کر کے کھا کا ہو اس کا یہ ہے تو کیا کہوں گی؟" وہ صوبیت سے چھوڑ بیٹھی تھی۔  
 "تم نے اپنی کٹلی سے کھچا کیا ہے تو کیا کہنا بہت مشکل ہے؟"  
 "عجب ہے کہوں گی؟"

وہ ۵۵

پہلے وہ چھٹا کھڑے ہوا اور پھر سترہواں سا ہو گیا۔

شیان اپنی ممکن فرحت کے گھر سے نکلا یہ تھا کہ یہاں سا کول منوال سا چپا ہے اسے ایک اتفاقاً نے تو یہ گم کیا۔

شیان نے مڑ کر دیکھا اور پھر فرحت کے دروازے کا نرہ سا چپ۔

اس وقت گلی بالکل شان کی تھی۔ اور دھڑکی کی ٹپ ٹپ تھا۔

شاہد پر قنارہ پر غلطی سے گئے تھے کیا۔ پتا نہیں کس کا خط ہو گا..... وہ عجب اور مزے میں لگ گیا۔

مگر یہ تو کچھ جانتا تھا یہ گلی اس کے لیے روٹی..... اسے اچھا سا تھا۔

لگا لگے کہ اس کے پاس کوئی نام نہیں جانتا کہ اس کو شہر ایک جہاں سا جانتا تھا۔ جیسے وہی کا جانتا ہو۔

اس نے اتفاقاً دیکھو تو اس پر ایک کھڑا ہوا اور کھڑا تھا۔ پھر فرحت کے گھر سے اس کے لیے خط لکھا جو بنا

اقاب کے شروع کیا تھا۔ پھر فرحت کی جیت ہی گئی کہ وہ اسے خط لکھے پھر نہیں روک سکتی تھی۔

تھی۔

کیسے ہیں آپ؟

جب سے میں آپ کے گھر سے آئی ہوں آپ کی خوبیر سے دل میں تھیں ہو کر رہ گئی ہے۔ بہر وقت آپ

ی کا خیال میرے دل میں جا رہا تھا ہے۔ یہ کیا کرد؟ آپ نے مجھے..... کہ آپ کے سوا کچھ سوچنا نہیں

ہے۔

چھٹے ٹھکانے میں ہوں جو سب لکھو آپ دیا ہے، اور میری کتابوں پر آپ کی خیر ابرائی ہے۔ کل اسی

نے مجھے سے کہا کہ فرحت کتابیں چھٹے کے بجائے اس میں لکھا دیکھو دیکھو میرے سے ہے سب ماخذ لکھا

تھیں۔

یہ کتاب میں آتھیں کہاں سے آگ آگ؟

"اسی ٹھکانے آگھوں میں لکھتے ہو، یہ میں نے تمہاری کتابت بدل۔

"یہ کتاب کو کیوں گھر سے لے جا رہی ہو؟"

اپنیس دور ملاں!

یہ ایسی کچھ بھی بل نہیں..... اور آپ کی آنکس شہادت سے تھیں جلی تھیں۔

سنیے اب کیا ایسا کرنے ہیں۔ کل سنا میں بھی کھڑی کھڑی تھی..... خیالوں ہی خیالوں میں

آج سے بات کر رہی تھی اپنی سے مجھے سے کہا کہ اگر کوئی دہی نہیں دیکھ رہی تو تو کر دو۔ میں نے کہا "میں اس سے

باتیں کر رہی ہوں۔"

بہر دہی کر لیں، اب کل دہی سے ہی کوئی بات کر رہے ہیں!

میں نے کہا کہ کیا۔ اس کا بہر دہی کا دلچسپ خاکہ کہہ رہی تھی اس میں کچھ نہ تھی۔

۴۰

"یہ کچھ میری بس علم جو نہ دیکھ رہے تھے نہ کیا تھی؟"

"اس وقت کچھ میں چکا تم نے ہی لکھا ہے۔ میری قلم نہیں اس وقت کچھ بولے آئی ہے اور ہم اس طرح

کے خلاف کھیل رہی ہیں۔"

"اے! تو مجھے جان رہے ہیں۔ اے! تو ساری رات باؤں میں لگا کر ہے۔"

"اب صرف اس سے ہوا ہے کہ آپ کے اسی کچھ دیکھ رہی ہیں۔"

"تاکیر میں اب باہمی کشش موجود ہے میں شہادت سے پتا لگا رہی تھی ہوں؟"

"اے..... کیا نام ہے اب جانی سے یہ نہیں کہہ سکتیں کہ وہ لکھ رہا ہے کچھ دیکھ رہی ہیں؟"

کہہ:

"اگر ہوا میں کہوں گی اس سے؟ آج بھی میں اس کو دیکھ رہی ہیں اور ان کے دست کا فون اب آتا جاتا ہے پر

نار ہوئے۔"

اور پھر ایک ہی کا دل قتل کی آواز پر دو چٹک ہی گئی اس وقت گھر میں کون آیا ہے؟ "اسما

زیر..... خدا عافو۔"

یہ سمجھ کر بیل پر دھک کر بیٹھے ہیں اس نے اپنے کمرے سے باہر نکلے اور اپنی گھر میں داخل ہوئے ہی

ای کو ہنرک رہے۔

"بہر وقت تھی ان کی پہنچ رہی تھی۔ جاتے ہوئے گاڑی کا ٹرانزٹ کیا شہر میں فون کر رہا ہوں مگر

مشغول کچھ..... ایک کھینچ کر دیکھنے لگی تھیں۔ پتہ نہیں کون سے فون سے لگی تھی۔ کوئی کام نہیں ہے نہیں۔

آئے فون کا کل فون ہی بھرا۔ یہ یہ ہیں ہو کر رہ گئی تھیں۔ کچھ سے کال صاحب نے لکھ دی تھی مگر کچھ بڑا

ہوں۔"

"ارے آج فون میں کچھ سے فون کے فون پر بھی نہیں لگی۔ کچھ ایڈیڈ لگا ہو گئے ہوئے ہیں ان کا فون

کچھ نہیں آتا۔"

"پھر ان کی کال کون کر رہا تھا؟" وہ کہہ کر چپ سے آگئے۔

اور کچھ نے کتاب اپنے بیٹے پر دھک کر آتھیں بند کر لیں۔

"ارے یہ تو جانتے چھٹے ہی ہو گئی ہے۔" اپنی اس کے کمرے کی بات بڑے کر نے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"بعض افسانے تو اب بھی ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے فون لکھا دیا کہ "اسی کہہ رہی ہیں اور کچھ پر لکھی

تھیں۔ کچھ کا کتب کی گئی۔

اگر اپنی کمرے میں کچھ آجائے اور اس کے ہاتھ سے دیکھ رہی ہیں تو کچھ میں فاسٹ آ جاتی تھی۔

تب اس کچھ دن اپنی سٹاک سے زور سے کہہ رہی تھی۔ "اب آپ بات نے وقت مجھے گھر پانا نہیں

کرتے تھے۔"

"مہیا دیا ہو گا جو ہو گیا ہے اس وجہ سے کیا تھا؟"

"پتا نہیں شہر کہاں پر کہہ کر بھول گئی ہوں۔"

"تو اس وقت تک میں میرا خیال اپنے اس کا کچھ نہ کر رہی تھی کچھ نہیں دیکھتا۔"



ابو جعفر سے چنے لگے جسے پہلی مرتبہ پڑھا اور دوسری مرتبہ حیدر گوری ہوئی پڑھ گئی۔ اور پھر آپ ہی آپ نہیں پڑھا۔  
پہلی کتاب کی..... وہ بے اعتبار کہہ گا۔

ہو ہو ہو

گھر باہر انکی خوشی اس سے چھپائی نہیں پدی تھی۔  
"فرحت کی ماس کی طبیعت کبھی ہے؟"  
"بہت شراب ہے" اس نے دینی گھر پر ہاتھ پڑے ہوئے کہا۔  
"بچہ کبھی کے پتا ہونے پر خوش نہیں ہو کر نہ فرحت کی ماس بے پادری تو بڑی عورت ہے" علت نے کہا۔

"نہیں مجھے فرحت کے بچوں پر ایسی ہی رہی تھی۔ اسکی شراعتیں کر رہے تھے۔" اس نے بات مانی۔  
"کیوں کہہ رہا ہے اسکول میں گئے تھے؟"  
"چھوڑو! انکے نہیں کھا تھا" تجارت نے اس کیسے ہونے کو بڑا کر کہا۔  
"میں نے اسے دیکھ کر دلی چادر لپیٹا ہے جہاں تم نے انکے کھا گئے۔ ابھی کباب مل کر دیتی ہوں پتا چلے کے رہنما کا لپٹا۔"

"نہیں اہی! دیش دال چادر کھاواں گا۔ سب بچہ ہی کھاتی چائیں۔" وہ دیکھتا سے چادر لپٹے ہوئے بولا۔  
"شمار یہ بات تم کہہ رہے ہو؟" علت نے جڑواں نہیں۔ جس کی چڑیا ہر کی دال کی اور وہ سے کھوڑوں لگا کر کھا کر کھا۔

"راہ۔ سو آگیا آج فو..... تم کا کھا کر رہا ہیں بچہ پرت کیا۔  
"کوئی کھائی نہیں۔" علت کو غصہ مامور۔  
"آؤ اگر کے پتا ہو تو نہ لے رہے۔" وہ بہت خوش ہے۔ اس نے انکو خود کا۔ (ڈال خون ہو تو صرف خوشی کی باتیں کر کے کو کھا جاتا ہے)

بڑی چھٹی ہے اس کی بات ابھی بے سوس ہی تو میں نے پوچھا تھا اس سے کہ داری کب سے رہی ہو؟ نہ کہنے لگی ابھی تو درود کے کوئی آٹھ گھنٹے ہیں۔ پھر انکو لے کر اپنے اس کی بڑی بھان کے بھی کوئی پچھتیں ہوا۔ حال نہ ہیں وہ بلایاں پال رہی ہیں ممانی کا گھر بھی خالی ہے۔ مدہ بھی طرخوں سے دل بھلائی ہیں۔ ہم ہی رعنا کر کہہ رہے آگتھن میں بچے کی چکر کوڑے آب آتے گھر..... لکھا تھی اس کی ایک نگہ تھی ہوں کہ رہا بک کی کرے۔ مٹی ہو کس تو چھٹک آتی کس کے دروہا سے تب معلوم ہے مگر اپنے گھر کا کچھ بچہ نہیں۔ چالاک کہیں ل..... مجھے تو جیسے سے رہی لگتی ہے اس۔"

"اسے چھوٹے بچے ابھی کیا مارا کیا لٹھیں کوئی چپا نے پڑ کلائے ہماری لڑا۔ ہو سکتے ہیں کہ میں ذی طاقت سا ہوتا تھا۔ یہ کہہ کر ہوا کھل کا کھرا بٹا ہوا ہے لپٹا ہے۔" چھان نے دینی بات خود ہی چلی کرتے دے نہیں کی۔

"نہ لے گا کام بہرے ہو گئے ہو جو کچھ بات سنا لی تھیں۔ جی..... دلچسپ موضوع کیا تم ہوجانے پر انہی در نہیں آ رہا تھا۔"

اس پر فریاد کر لیوین خیرا نے کو پندر کرنے والے سے تیار ہو گئے ہیں یہ ہی چلا۔  
"بچے! آپ مجھے سے بدتر ہیں۔ مجھے کہا آپ جدم ایسے عار ہے ہیں؟ تو بھگت سے۔ اور دن آپ نے میری پلینٹ میں مٹی ماری تھی! اور دیکھی۔ آپ کو کیسے پتا چلا کہ مجھے برائی بہت پسند ہے؟ جب آپ میری پلینٹ میں قدر ڈال رہے تھے میں نے کہا تھا کہ میں خوش سے نہیں کھاتی ہوں تو آپ نے دوسرے سے کہا تھا کہ میں بہت خوش سے کھاتا ہوں۔"

لڑا آپ کی بہت بات میں نے اپنے لیے سے باہر کی۔ مجھ سے تو کبھی ایک ٹوک بھی نہیں کھا جاتا گھر اس دین۔ صرف آپ کی خوشنودی کے لیے روزوں قدر میں کھا لی۔  
"آپ مجھے کچھ نہ کر سکتا ہے۔ آپ کو چھوٹا کھانا ہے۔ دیکر میں باقی نے میرا در خواندہ کباب کرنا نہیں سکتی۔"

سنیے آپ کی امی مجھے بہت اچھی لگی ہیں۔ اب کیا پتا چلے گا ان دالوں کو خوش میسویں کو کھا کر لی ہیں۔ آپ دیکھئے گا کہ میں ان کا آپ سے بھی زیادہ خیال رکھوں گی۔ ان کے پاؤں صحت کر بھی گئی۔ جب وہ مجھے پاس ہونے کا راعی رہے یہ میری بڑے بچے ہوں گا کوڑے کے تمام احتمالات میں آج میں پاس ہونی چاہوں گی۔ چنیے آپ بھی آئیں کہہ دیں!۔  
"میں نے تو تمھیں تو میری سہارا ہے کا کام کر رہی ہیں مگر یہ سہارے چکے چکے پڑے چائیں تاکہ کوئی دیکھ نہ لے کر اس دن آپ تو سب کے سامنے ایسا دینی جاہت رہا کہ اس دن کر رہے تھے۔

ان میں سے کچھ کھائی ہوں کتاب کی آٹھ گھنٹے آپ کے دل کی بائیں کی کٹی ملی زخمی کر دی تھیں۔  
"نیکو! جب سے آپ کھانا کھا ہے۔ اور جب سے آپ کے گھر سے کوڑا لٹی ہوں میں اپنے آپ کو بھولی بھلی ہوں۔"

جا کر آپ کا خیال؟  
سو لڑا تو آپ کا خیال!  
کھانے چھوڑو آپ کی گھر۔  
زیر گلوں کو نظر میں آپ کو کھوڑو ہیں۔  
اور جب آسٹان کو کھینچی ہیں..... تو سوچتی ہوں یہ چاند کو آسٹان پر چٹکا ہے اور میرا چہرہ میرے خیالوں میں چٹکا رہا ہے۔

آپ فرحت باقی کے گھر تو آنے نہ بھی سہارے مگر بھی آ جا کر کریں۔ کوئی آپ کو پاؤں سے جادہ ہر وقت یاد کرتا ہے لیکن سوچنا کر کریں۔  
آج بڑی صحت کے لیے آپ کھانا کھا گئی رہی ہوں۔ جان اپنا بہت خیال رکھیے گا۔  
فطہ آپ کی امی فرح ہے؟

بھانجے کے خط پر دعا سے چلا۔ وہ مگر اس بات کے اس پر چکھی۔  
میں تو دل کی دلی میں اس سے بائیں کہ جہاں اس نے اپنے دل کی بائیں میں لکھ کر بھونک چکا بھی ہے۔

وہ خود مجھے بھی آگے نکلی گئی..... جہاں مجھے پہلے کتا چا ہے بھار اس نے کر رہا۔ اس نے خط لکھ کر دلا اور

"جائیں ای جھکے گا ہو گیا ہے سر میں سخت درد ہو رہا ہے" جانے سے پہلے کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اے... میں مرد ہوں تو کیسے تو کھل سکوں گا؟" عفت پریشان ہو کر کہی۔

"خوف پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے صرف چند پرکاشیں ہوئی ہے ہماری۔"

"کیوں نہیں ہوئی؟" وہ مصیبت سے پوچھ رہی تھی۔

"ساتھ دیکھ اسٹر صاحب کے کمر کی شان کی سو ہی ہو رہی ہو دیکھا رہا تھا۔"

"اے... سو... تم نے یہ کہی دیکھی؟"

"ہاں جیہ... کھینچنے پھینچنے پر تو کھینچ لیں گے۔"

اب وہ پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس سو ہی ہو رہی تھی کہ اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔

"مگر کمر کھانے کے نہ کر رہی ہیں انکس کی دوا تو آ رہی ہے۔"

"نہیں! اٹھ جائے نہ کسی... میں دوا پر کھینچنے سے کمر کا تو فریض ہو سکتا ہے کوئی بھی مجھے جانتے تو آپ

مجھے بچائے گا نہیں۔" شاہنہ اندر کمرے میں جا کر لیٹ گیا کہ اس کا دل کھلی آنکھوں سے بچے دیکھنے کو چاہ رہا

تھا۔

فرح قسم لے اپنے خدشہ کی نکال رہی تھی۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

ہیں۔!

ہیں۔!

ہیں۔!

اس کے فکروں میں ایک جگہ تک پہنچے گا۔

☆☆☆

حارہ کی ہانچ رہا تھا کہ دن گزارنے کے لیے اپنا ٹائل کمرے میں آئی تو تھک کر الارمی سیٹ کی آواز

کمرے کی طرف پہنچی۔! خوشیوں کے ساتھ وہ حق باہر نکال کر چلے دوسرے کمرے تک گئے۔

شام کو جب بال بال اُٹھنے لگے تو وہ کچھ کچھ کھانا کھا کر باہر نکلتی ہوئی تھی۔

"ٹائل روم کی کیا یہ تو خرخر کر رہی تھی۔! اس سوئے ہوئے کی کسی کیا۔!" حارہ کی غصہ نہ

ہوا اور وہ مڑ رہی تھی۔

"اے... زہرا کو کاش کہ اتناں کرتے تھی" حارہ اپنی ماضی کا پلہ کمر میں اڑتے ہوئے اندر داخل

ہوئی۔! اسے سوئی کی جانب اٹھا کر کہا کہ اس کی تم لوگوں۔"

"وہ دوسری ہے تم لوگ! اسی زہر سے بائیں مت کیہ نہ وہ زہر سے وہ اٹھ جائے گی"

"جیت جیت گئی تھی! اس زہر کا توئی نہیں تھا۔!" کھانسی سے زہر ہو کر پڑ گئی۔"

"وہ بہت تھک گئی تھی اس لیے کمر کی ٹیبل میں سو رہی ہے"

"پہن اک ڈرا کھیں! کی تاہم یہی بہت اچھی دیکھیں گی" حارہ چاہت تھی کہ اسے جیسے میں بول رہی

تھی۔

"اور وہ... ہاتھ کھینچوں۔!" ٹائل کے سچ کرنے کے باوجود حارہ نے کمرے کو جھانک دیا اور وہ آنکھیں میچنے

ہوئے اٹھ گئی۔

"جی جی بول رہی ہو جانی آپ کا سہا ہے آئے؟"

"آج صبح سے تو کبھی آئے ہیں۔!" کیا کمر میں چلتیوں؟ حارہ نے کمر کا جھڑتے ہوئے کہا۔

"میں تو کمال کو پہنچنے کی وجہ سے آئی تھی کی کہ میرے کو کمر جاتے ہے۔"

"موزوں دارکان سے میری عمر بڑھ گئی تو کھانا آج... آج صبح آئی ہوئی ہے میں میں اسے خوشی کے بجائے

نہیں کمر کی" حارہ نے بچے سے کہا۔

"آپ اچھے کہہ رہی ہیں۔۔۔ وہ بازار سے لے آئے ہیں وہ دیکھو وہ آج صبح سے ہی کمر میں ہیں۔"

"کتنے دفعے بول دی ہیں میں پر انوں کے کاٹاں جیسے ہوت ہیں۔۔۔ سارے جیسے ہیں وہ آج صبح سے بازار سے

مال بازار کا کام ایک کمرہ لگ گیا ہے۔ کتنے دفعے بول دی ہیں آج، جیسا چھاپا سا کپڑاں گروہی وہ دیکھوں سے

پڑے ہوئی تھی ہے۔" ان کی کمر میں آئی۔۔۔ حارہ نے آواز دی۔

"میں کمر جا رہی ہوں پانی آج تو میری دلیر لڑی دھول ان آپ نے۔" انگوٹوں میں دو دو گیا ہے

پر ہے سب کمر گیا کپڑوں کی۔! ان جیسا پڑے ہوئے کپڑا لپٹا۔ کھمبے دیکھے یہ وہ ہو گئی ہے۔" اس نے ہوا سا دوا

پینے سے ہاتھ کمر پر دھرا اور کھٹ کھٹ کرتی ہوئی تھی۔

"کیوں ملتی کی جانب زاری" حارہ غصے سے بڑھ رہی تھی۔

"تھک رہا آپ انکی فریض والوں کا ہے کہہ کر کہے آپ کی نالی باج ایک کمر ہے" حارہ نے کہا۔

"ارے! میں ہاں ہی مشکل ہے ان لوگوں کی۔! پورے علاقے کی عورتاں تھک رہی ہیں کی خوشیوں

(فرحین) (سب) ہاں! کو کہنے کا ان کے واسطے میں پانیوں باج (ایک ہی) مل جائے سوچتے۔"

"کمال آج تو جوتے پر ہم بھرتا رہیں گے اس، اور پھر ہر جگہ کھائیں گے۔ ان وقت تو وہ حارہ

(دو چہر) ہو گیا اس لڑکے۔" حارہ نے دھکا کھینچا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور میں اسی وقت سارا ایک دو کچے میں لایا بڑے دوسرے میں فریض پلاٹ اور تیسرے میں سوئی کا

نرہ مار کر مٹو دیکھے چل آئی۔

"جالی پڑا آپ آج صبح سے ہی رہا کے ساتھ مٹائی کھڑکی میں صرف ہیں۔ شام کا یہ بٹا میں نے

مالیا۔"

سارا وہ نہ کر رہی تھی۔ اس کے لیے اس کی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے پیٹ میں طوا

جیادہ دھوکہ دیا۔

وہ اس کے خوبصورت بالوں کو سانس دے دیکھتے ہوئے بے ساختہ بول اٹھی۔

"کتنے لیے بول رہی ہیں آپ۔!"

اور سارا دھکا کھڑکی اور دوا کی پیٹ میں نکلتی گئی۔ حارہ کا چہرہ یہ سب دیکھ کر خوشی اور دل کی سریت

سے نکل رہا تھا۔

"اور وہ... دیکھو نا۔! تمہاری یہ سارا ہو چکی تھی اچھی ہے ہاں۔ کتنا یاد کرتی تھی تم۔" میرے کو

نوب دیا وہ بیٹا یا سناں سے آکر سوئے تھیں وہ کبھی کبھی ساری دوا پہنچاؤں انوں تھا وہ واسطے کاشے بیٹھے۔

نی ہو۔" حارہ نے اپنی ہاتھ کی طرف کھینچ لیں گے کہ رہی تھی۔

"اللہ یہ قبولیت مرے گا ہے" ارے! طوا کے کچھ مرے رکھتے ہوئے ٹائل سے کہا۔



اگر پناہ دے تو بات یہاں تک نہ پہنچتی.....!

”بھئی بھئی تو مجھے لگتا ہے..... کہ اگر تم مجھے ایسے ہی ترسا ترسا کر لیتی رہیں تو میرا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔“

”خدا کو تمہارا جیسا کفر ہے۔ اجماع خدا کا نہ..... ای میں آ رہی ہوں، یہ تمہاری کی پکی اتنی کی بات  
 لڑتی ہے کہ میں بالکل بھول گئی، آپ نے مجھے کراسٹوڈ پر لپٹیں بیٹے کو تھا۔ سوہا جس آف کرنے سے پہلے عین  
 دل کی توجہ کے مسئلہ کفر کو بند کر دیا۔

”مگر زبور کی بات سے اس کے دل میں کچھ سیڑھیں اُٹھ گئیں۔“

”لو کیاں محبت کی شاہراہ پر قدم رکھتے ہی اپنے گم رہ جانے کی بات سوچنے لگی ہیں۔“

ابو ذر کے، محبت کو بھی لایا اہل انہار میں، لیتے ہیں، ؟

بھئی لکریں لڑکیاں پانسی ہیں، اس کی چوٹھالی بھی لڑکے کس رہے۔

☆☆☆

شاہی کے بعد چھوٹے سسران میں خوش ہوئی۔ اس کی طبیعت بھی ٹھیک رہی تھی۔ شاہی کے بعد ۱۰/۱۱/۱۰۰۰ء

نہ کا وہ پہ بھی ٹھیک تھا۔ وہ ایک سادہ طبیعت کا لڑکا تھوڑی سی بات کرنے کا عادی، مگر طبعاً جھگڑنے والی  
نے کبھی کسی کو بیٹھے تھے، مگر نہ ہی اس قسم کی باتوں کو وہ پسند کرتا تھا۔

ماحول، جمالی بھی اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ لیکن رحمت میں جا توں اسی سے سر سے چڑھ چکا کہ  
اگر ہاتھیں، ایک ہی اندھا محاس سے بھی ہلائی ہوئی تھیں۔

شادی کوئی چیز ہے جو کہ ہماری زندگی میں ایک نیا رنگ لگاتی ہے۔ ہمارے دل کی باتیں اس کے ذریعہ ہی سمجھائی جاسکتی ہیں۔

یہ سوچنے کی کڑیاں لے کر شروع آج۔

نہی وہ توں تجا بیضا و زار تو مجیب کھو یا کھو یا ساد کھائی رہتا دھڑل اس کے چہرے پر مجسم ہوتا تھی اس

”فہم..... آپ کیا سوچتے رہے ہیں.....؟“

”اسلامی خلافت میں کیا گمراہی ہے؟“

”اے...“

”جائے گا جیسے کہ تم چاہو۔“

”میں کوئی بچہ ہوں کیا؟“

”بچے تو ہوں... مگر پالنے میں کھیلنے کے بجائے کسی کے دل سے کیوں کھیلنے گئے۔“

خود بخاطر کرنا یا نہ کرنا، جس اور کوئی بات کہہ دوں تو میں بے چارہ بن جائوں۔ اب وہ ہنس رہا تھا۔

”کیا یہ تمہارا لائق تھا؟“

میں نے وہ عجیب گائی ہے۔ میں سب کہ چکا ہوں ہے۔۔۔۔۔!

”یہی کہ اس شہزادی سے تم مجھے کسی طرف، میں کسی طور، بھولوں کہ میرے لیے کو کبھی شہزادی پسند آئی ہے۔“

"وہ کہیں کی تو لاؤں گا.....!"

”توبہ ہے، دوسرے کسے چلنی آتا ہے، جس تجماع سے دل میں رہی تھی میری اہم ان دونوں کیفیتیں اٹھی ہیں۔“

”میرا وہ کینیڈا اچھی مستقل رشتہ ہے۔“ انہیں نے کہا۔

”سنا سب کہ تم بھی میری جی تو والہ کا ایک بٹا رہا ہے اس.....“

”یہ تو کبھی رو دو چہ رسالہ و ہر درجہ کی..... لہجہ کے نیچے لہجہ کو ان کے جوش و خروش دے رہے تھے۔“

”بے وقوفی کی انعامات مردِ بزمِ میری و عوادِ میری ہی رہو گی، اللہ نے تم کو میرے لیے ہی تو بنایا ہے۔“

”نہرو... مکے کے جو جائزہ لے رہے ہیں، مگر ان کو چاہیے کہ تو ایسی ریٹائرمنٹیں ہوں گی،“

”ٹھیک ہے، امی کا فون آتا ہے تو میں ان سے کہوں گا کہ آپ پاکستان آ جائیں، میں آپ کو بے حد کم کر دیا ہوں۔“

”ان کا نون آئے گا تو جب کبھی کہہ دوں گا کہ ان کا پتہ دریاؤں میں نہ آئے۔“ میں نے کہا۔  
 ”میں آج رات کو خود نون کروں گا، اور کون کہے گا کہ نون پاکستان آ جا کریں۔ آپ کے بیٹے کو ایک بھرا

”وقت سے پہلے میں غواہ کوئی خوشیاں کیوں دکھائی مجھوں..... جب کہ مجھے ایسا لگ بھی نہیں رہا کہم ضروری ہو، آپ سے کہنا ہے اب تو خوش ہوئی۔“ وہ دہس کر بولا۔

”گلتا ہے، جسکے لیے مجھ پر ہر وسوسہ ممکن ہے۔“













نے اس کی عقل اتار دے ہوئے کہا۔

”خالد جان! بہت سے حالات صرف طلاق ہی سے متعلقہ ہوتے ہیں، اس میں دوسرے لوگوں کو نہ شکیں لیکن بچے اپنے والدین سے جدا ہونے پر غمگین ہو جاتا ہے۔ والدین کو اس کی مدد کرنی چاہیے کہ بچے کو یہ سمجھ جائے کہ والدین کی جدائی اس کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ والدین کی اپنی بات ہے۔ والدین کو بچے کے ساتھ ہر وقت نرمی سے بات کرنی چاہیے۔ والدین کو بچے کے ساتھ ہر وقت نرمی سے بات کرنی چاہیے۔ والدین کو بچے کے ساتھ ہر وقت نرمی سے بات کرنی چاہیے۔“

جبکہ سائروں کے سسرال والوں نے لکھ لاورا کا نام تو سطر طر سے مٹے، شاید وہ یہ سوچے بیٹھے تھے کہ انہیں سارا کو بھی ذلیل کرنا ہے اور اس کے بھائیوں کو بھی۔

”ارے میرا حق تو امتحان آئے۔ مگر سامنے والوں کے یہ دھوکے نہیں ہوتے۔ اس کی تو یہ عادت ہے کہ بڑی جلی جلائے پروں کی۔ جاگے۔“

[illegible]

”کیا آپ کا یہ خیال تھا کہ ہماری مکتبہ کو آپ سب کے خرچہ بھی پر دست کرے، اسی لیے آپ نے یہ ایک خدمت کرنے والی کہلا کر انتساب کیا تھا۔“ دلو اور زکوٰۃ پر اوپر تیار ہوا مشکل ہو گیا تھا، نہ چاہتے ہوئے بھی لوں کا یہ عجیب و غریب سما جو کیا۔

”مگر وہ دنیا کی بچہ گیری اور وہ خدشہ کرتی ہیں کہ وہ کہتے رہ جائیں۔ تن سے ومن سے اور دامن سے بھی۔ اپنی  
 گلوں تک کا بچہ جن کرتی ہیں اور ہمارے مخالفان میں تو ایسی بھی ہیں جو اپنا جھڑا کراچی تندیوں کو دیتا  
 ہیں۔“

”جو پھر آپ اپنے خاندان میں سے ہی آئے آہیں، مطلق باہر کی لڑکی لائیں، اسے بھی تکلیف ہوگی اور آپ کا بھی۔“ ڈوڈو اذ کہہ گیا۔

”ہو تو اپنی خالری میں کو لے آئے، مگر اٹھنا چاہا کہ جاویر بھائی بیمار ہے۔ میں۔۔۔ دو تاجم سے ہمیشہ بھینا رہے تھے کہ میرا دلی کی شادی ٹھیک کرنی چاہیے، اس لیے ان کے ہاں رہنے میں نہیں دیا تھا۔“ چھوٹی مند نے روانہ ہو کر کہا۔

یہاں دونوں کے لیے کئی اصلاح تھیں۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو اعمال ہی آعمول میں دیکھا۔  
 ”جانو یہ کون کیا کر رہا ہے؟“ وہ دلوں کو کسی دیکھنی کی طرح جرح کر رہا تھا۔  
 ”اگر ہم جتنی آج کل کون ایسا ہے، جو کبھی خود ہی محنت مند ہے، ہر ایک کے ساتھ کچھ نہ کچھ لگا رہا ہے۔ تم

”وہ کہہ کر وچٹا کہ معاملہ سہولت سے طے کر دے، مجھے سے نہیں۔“ شائستہ بیگم کا دل نہ جانے کیوں بچے

”آپ پر فکر رہے لی، جو آپ چاہتی ہیں، اسکا واسطہ دیں گا۔“ شاہنواز نے ان کے بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

”نبی! اس سال میں عزت سے رہے تو صرف اس کو ہی اچھا لگا، لیکن مجاہدین کو بھی اچھا لگا ہے۔ اس کے بجائے دوسرے لوگوں کو بھی اچھا لگتا ہے۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔“

”آپ اپنی پہلے انکاروں کا سہارا لیں، ہم لوگ کوئی نئی بات بھڑانے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں، ہم لوگ سچائی کی غرض سے جارہے ہیں اور جب بعد ازاں سے آئیں گے تو نہ صرف آپ کی پہلے کی غلطی ختم ہو جائے گی بلکہ سچائی

”کتنی عجیب بات ہے، ہمیں سائرو کی سرسراہل میں بہت پہلے جانا چاہیے تھا، اس کو گھر بیٹھے اتنے میچ

”جن جنہوں کے بھائی نہیں ہوتے، وہاں سسرال والے چھوٹے چھوٹے کرتے ہیں اور ہم دو بھائیوں کا سسرال ہوتا ہے۔ سسرال والے کو کہتے ہیں کہ وہاں سسرال والے کے ساتھ رہنا ہے۔“

”طلوع ہو تو قرآن ہے۔ اللہ کی شہادت کہ تم نے اسے سچا کہا۔ اور میری زندگی کے سارے دکھ کھٹکتے ہوئے ہیں۔“ شائستہ نے

نے دیکھیں بیٹوں سے کہا۔ ”اے ایک! اگر کبھی جی اے۔ جس سے بات مٹ کرنا چاہی سے کہنا۔“

وہ لوگ ان دونوں کو دیکھ کر یک دم ہلکا سے گئے۔ سائو کے گھر بیٹھے کے بعد چلے گئے۔ دونوں بھائی انہی کی سرال جو گئے تھے۔

”آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔ کب آ رہے ہیں آپ لوگ؟“ شہناز نے جاوید کے ابا سے پوچھا۔

”ایسا مشکل سوال تو نہیں کیا اور کل ہم نے آپ سے ظاہر ہے کہ ہم اپنی بہن کے بارے میں ہی پوچھا۔“

آئے ہیں۔ چاہے خود چھوڑ کر لے آئے اور چھوڑے نہیں آئے۔ اس نام کی جی ہے اے میں ان شکایات پر عرض کیا جو جاتے ہیں مگر میں کوئی ختم کر دے چاہیے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا مسئلہ نہیں بننا چاہیے۔ ہر گھر کا مالک وقف ہے۔

تو یہ ضرور ہے، مگر بدلتا دکھائیں، اس کی کڑا اول کو آپ میں نظر اٹھا کر دیکھتے ہو وہ اس سکہ کی کوئی شکایت نہ کرے گا۔

”نہیں، یہی ہم آوارہ سامی، والی لڑکی کو کہیں گے مگر میں اسے نہیں دلا سکتے ہیں اور میرا سے گلے سے بھی لگا نہیں آجیجے“

”ہم تو اسے گھر میں بھی گھسنے نہ دیں۔ ایسی تھی کہ اس نے ہماری زندگی کو بھی نہ سمجھی تھی۔“



"پرچہ کی چکاری کی حادثہ آئے والی دلال دہلی سے اس میں میرے ہاؤس کا قیام تھا۔"  
 "میں پوچھتی ہوں کہ ان کے خواب کے کمرے کی ہوجوالا ملنے سے نہیں اترتی تو وہیں اڑی کرتی ہو۔  
 لہذا یہاں انہیں کس کن سٹوڈن میں لے کر جانی گئے تھے؟ آج تم نے میرے بچے کو بھائی۔"  
 "میں یہ وہ خود ہوں نے جیسا میرے لیے..... وہ میرا سہیلی ہو گئی تھی۔" ماحول اس حد تک گھٹ گیا کہ وہ کہتا ہے  
 "اس نے بھی سوچا تھا کہ کتنے دور۔"

"آج تو تم کو کچھ کچھ خیال رکھنا میری بچیاں بھی ہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان کو کھلانے کا تمہیں ہی  
 ہوجائی رہی ہو۔" یہ کہہ کر وہ گئی تھی کہ اس کے محل میں کتنے سے کہتے آئے تھے۔

"میرا کہہ دینا ہے میری مت دکھاؤ اس کمر میں جہاں وہاں رہتی ہیں ان کا کسی قسم کا دم لگا کر کیا کرو۔"  
 "جی....." وہ شرمناک اور کم سے عذیبہ ہی جاتی۔

"جی میں بچے رات کو ان سارے کو نام دیتا ہوں جو تم میں جاتے ہو کہ کمرے میں چلی جاتی ہو۔" اسے صحت  
 دینے کے بچے کو پاگل ہوا کہ وہ صحت دیتا ہے۔

"جی کے دن دیکھنے میں ڈرامی تاجر ہو جاتی تو ایسے ہی ملتا ہے اسے کہ کدو لہجہ ان ہی ہو جاتی  
 اور اسے شرم کے اس سے نظریں ڈھانکتی رہتی۔"

"وہ کدو سراسر میں دیکھ کر اب کی انی اس کے پیچھے میں گڑی رہی۔" کہیں ایسا نہ ہو جائے۔ کہیں دیکھا  
 نہ ہو جائے۔

"اب اسے کمر بھاری ہو گیا تو اس کے خوف نے ایک کارروائیت سے چھل اٹھ کر لی۔" وہ اسے اور اسے  
 "وہ اس کا پیچھا کرتے رہے۔"

"اس کے ساتھ ساتھ بھائیوں نے بھی اس کے کسی مسئلے میں دلچسپی نہیں لی اور جب لی تو اسے دیکھا کہ ایک بار ایک  
 "اس کے دو دنوں کو گزرا ہے وہ نے قہار ہو گئی ہوٹ گیا۔"

"اس کے بعد اس کا نام معاملے کو قسمت کے خانے میں رکھ دیا گیا۔"  
 "فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"

"فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"  
 "فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"

"فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"  
 "فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"

"فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"  
 "فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"

"فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"  
 "فریڈلین کا کدو پان کر اس کے گلے گلے کر پھوٹ پھوٹ کر دھڑکی آئی تو اس سے اس کا کدو ہو گیا۔"

اورت کے دل میں کئی سی ہی ہزاروں خوف بھری ہو جاتے ہیں۔  
 جوتی کو وہ کھلیا کیے گئے تھے جسے قدم قدم پر رکھوں گے واسطہ پڑتا ہے مگر اس کی تو شادی ایک بچی  
 باہری نہیں کی گئی۔

"جب وہ بیاہ کر جائے کہ مگر گئی تو عجب نفسا نفسا دلا ماحول تھا۔ جہاں دلا تھیں بھی اپنی ہی تو انہوں کے  
 ساتھ رہا ہو گئے۔"

"ماتر....." یہ جانتی ہوٹ جو رہی کہ اپنے پرچہ پر نہیں اٹھ گئے۔" اس اس کے ہاتھ سے کپڑے لیے ہوئے  
 سنبھلی۔

"تو کچھ....." وہ اسے سنبھالنے میں نہیں پونہ تھی۔  
 "یہ میری بیٹی کو دے دو اس کا رنگ صاف ہے تم سے زیادہ وہاں چھانے گا اس پر۔ تمہارا رنگ سارو لائٹنیں کالا  
 ہے۔"

"وہ دیکھ....." اس کا لہجہ بھرا ہوا تھا۔  
 "یہ بھروسہ تو کسی سے تھا کہ چرچا تھا تو اب اس کدو کا منہ پھٹا تھا۔" یہ کہہ کر ابھی تک دل نہیں بھرا

"تمہاری بیٹی کا۔"  
 "جی، لے گیا۔"

"اب اسے سوئے گا کٹ بھری ننگا ہے وہ بھی باہر کر رہا۔" ایسا بھاری بیٹہ تو تمہارے پیچھے کا بھی نہیں  
 ہے۔ تم نے خوب شہ دل۔"

"آپ کی طرف سے کچھ سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔

"اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔  
 "اب اسے کھانا کھانے سوئے گا ایک بار نہیں لانا۔" نہ جانے کیسے یہ جہاں سے کہیں سے کہیں گیا تھا۔









”کیا تم خوش نہیں ہو گئیں؟ یہ سب میں کر۔“ وہ تیرٹ سے پوچھ رہا تھا۔

”عمر علی! خوشیای تو اب مجھ سے بہت دور چلی گئی ہیں۔ ان کتاب مہری زندہ ن سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔“

”ہو سکتا ہے کہ اس پر بھی ہو جائے۔“

”میں اب ہرگز نہیں جھکی ہوں۔“

”میر کی ایک بات توجہ سے سنو گی۔“

...میں نے

”اہم دونوں شاہی کر بیٹے ہیں اور پنڈی میں سکونت سے رہیں گے۔“

’تمہارے گھر والے نہیں مانتے۔‘

فریالہ، ہم گورنٹ میرج کر لیتے ہیں۔

انہی اشاریہ کو منہ سے نکالنے والے تسلیم نہیں کر رہے۔

اگر مشرکوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے خدا کے لئے شریعتیں ہیں تو ان کے خدا کے لئے کیا شریعتیں ہیں؟

11  
12

*Asplenium platyneuron* L.

میرے بھائی اور بہنیں بھی اس کے ساتھ تھے۔

تو پھر تو ایک نیا رشتہ بن جاتا ہے۔“

مگر میں یہ سب نہیں کر سکتی۔

کل مل سکتی ہو۔“

12

بلیز صرف ایک بار ملتا ہے کہ کوئی ایسی راہ نکلے۔

مجھے ایسا کچھ نظر ہی نہیں آ رہا کہ تو نے سے فائدہ۔“

جب ہم دونوں مل کر شیخیں گے تو یہ بتائے کہ اس شخص کا نام محمد ہے۔

ہر مسئلہ کے کچھ اہم ترین نکات اور شاخیں بیان کی گئی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ آگاہانِ کن کی نہ ہو ملے اور شاید ہونے چائے۔ خیر! میں

”اے خدا کے بندو! تم سے کہنے آ جاؤ۔ شہنشاہ یہاں رہی آخری ملاقات تھی۔“

عیاں ہے جسے دیکھ کر کہیں۔ اس کی آواز غزل و مبالغہ میں گونجی ہوئی تھی۔

اگلے روز صبح اسے اپنے سامنے دیکھا (اس کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں) (17)

یاقا

والہو! مجھے یقین تھا۔ ہر لمحے۔ ہر آن کہ وہ گھڑی ضرور آئے گی جب تم

میری ہو جاؤ گی۔ میری چاب کا لٹچ..... اور وہ اپنڈی میں جا! ای سلسلے کی

ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میری ماں، بہنیں، سہیلیاں

۱۔ تمہاری محبت، عزت اور منزلت (و میری آنکھوں میں جتنی نہیں کر سکیں

دہشت میسر کرنا کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم دنیا کے پچھلے غرو ہیں! چرا

۱۔ یہ سارا سے یہ طریقہ درج سے اور ہے گا۔ ہمیں ان کے ذہن کو کھولنا

شہ کوئی گناہ کر رہے ہیں اور نہ ہی کوئی اساطیل کا منہ جو کہ: (قرآن کا پیش گوئی)

[illegible]





































"اچھا اب پہلے ایک صحت کے لیے کچھ نصیحتیں کر دو بہتر ہے اس سوال کا جواب لوں گا کہ عید پر جیسی ہے مگر آج بچے اب نہیں؟"

"جی نہیں ہے کسی مصروف بچے کی طرح آج کھینچ چکے ہیں۔ دعاؤں پکڑوں کی جھال چہرے پر خود ہے مگر اور تڑا شیدہ اپنی طرہت پر آ کر ادا ہو گئے۔"

"زیر سر دیکھتے ہو؟ ایک بچہ اس کے سامنے کھڑا کر دیا؟ اب آج کھینچ کر لیا؟"

"یہ کیا ہے؟" "دیر سے ہے اس بچہ کو دیکھ رہی تھی جسے زیر سر نے اپنے بچہ میں سے نکال کر اس کے سامنے رکھا تھا۔ یہ کیا ہے؟" "زیر سر؟"

"جہاد راجہ کا تھا؟"

"نیراجیو! کچھ؟" "جی نہیں ہے جرت سے اس بچہ کی بچہ کو دیکھتا ہے تو مرد کروہ نہ جانے کیسے اپنا بچہ نہ کھلا تھا۔ رہا دعاؤں ایک تو صرف کی، بچہ کی کسی بھی آسکا تھا۔"

"اسے کھول کر دیکھو کسی اور بچہ کے دیکھنے کے بعد یہ صحت کیسے دیکھا کرے؟ میں اپنی امانی میں رکھتا ہوں۔"

"تجربہ نہیں کروں۔۔۔ تو بچہ کے کھلی حق کے باوجود صحت سے۔۔۔ مارے ہی ایک اس کی اپنی پسند کے ہر صحت کے ساتھ جھجک جھجکا کر کے ایک سے صحت بھرک پر بار بار چڑیاں۔"

"اتنا مارا مارا میں اسے کھڑا ہوں کی؟ انگوٹھ میں بھول جھٹک کر بھی نہیں لے چا سکتی۔"

"نہیں ہے مگر اس کی اس کی طرف سے نہیں ہے ایک سال جانے گا تو ہماری طرف سے۔۔۔ دیکھنے دیکھا پوری دلی بہن کا کام بھی ہے۔"

"خود کے لیے اب ہرگز نہ کرنا تو نہ گرا لے قیامت کے لیے جاسوس ہونے لگیں گے۔ ہمارے ہاں کوئی کسی کو اتنی ہیرا نہیں دیکھتا۔"

"اچھا یہ پہلی صحت تو ہے جاؤ یہ تو میں نے بڑے دل سے تمہارے لیے لیا ہے۔ عید کے بعد بھی صحت میں کرنا۔۔۔ تو بچہ کو کچھ کچھ سا ہو گیا۔"

"نہیں ہے اس نے پہلی صحت میں اس کی بچہ لایا ہے۔ عید کے ایک میں ڈال لی اور کتا میں ہاتھ میں ہار لیں مگر کوئی یہ نظر ڈال کر جانے کے لیے اٹھ کر بیٹھتی۔"

"اب سو کر بچہ بڑھا؟" "جی نہیں ہے میری بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے نکلا۔"

"ہاں کوئی؟"

"میری کسی عید کے بعد بڑھا ہے مگر آج نہیں گئی۔"

"راستی؟" "جی نہیں اس کی کسی میں دیکھنے لگی۔"

"اب اس نے راستہ صحت عید کے لیے مجھ سے لگی ہے۔"

"نہیں دن آج نہیں گئی؟"

"دن کا تو مجھے چاہیے اس عید کے بعد آج نہیں گئی۔"

"ظاہر ہے یہ صحتیں پانچویں سے سنت کر لیں آج کا وہاں تک نہیں ہے مل کر نہ لیا۔"

"ابنا یہ ہے۔" "اس کی مکمل شکل تو میرے ہی ہارنی کا آواز ہو جاتا ہے۔ مگر بچہ پڑتی تارے مگر ہوتی آ جاتی ہوں نہیں جی ہے۔"

"اچھے سر اس کی تم کی نفاذ کیا تو قسم لینے دیو۔ سب کے چہرے زرد ہو سکتے نظر آ رہے۔۔۔ ایک دم ناخوش ہے تجھے لگ رہا۔"

"جی اچھا ہے آج؟" "اچھے بچوں کی ہاں اس کے آج دس چار دس چھوٹی۔۔۔ میں نہیں چھوٹی۔" "صاف دے دے مگر نے کچھ نہیں کہا۔" "جیلے وقت فریال کی آنکھوں سے بچے والے جہرے کا ماحول دیکھ کر بچہ کی قسم۔"

"زیر سر کی ناں اس لیے برا نہ کہ اسے کوئی کام نہ ملتا ہے؟" "ناظرہ نے نہیں کا لالہ بھرا چہرہ کو کرنا ہے لیکہ دھوکا دینے کے لیے۔"

"تب صاف دینی آپ کی خوشنودی کے لیے تو خوشنودی کے لیے خوشنودی کی جس دنی۔"

☆☆☆

"عید کی کیا کچھ داری کر لی؟" "زیر سر اس سے کہنے میں بیٹھا چہرہ ہاتھ۔"

"ایک سوٹ بچہ کے لیے ہے۔ ادا ایک کان کا بچہ ہے اور دوسری؟"

"الف۔۔۔ صرف دو سوٹ۔۔۔ نہیں؟" "زیر سر نے برا نہ کیا۔"

"میرے یہ کیا ہیں سوٹ ملے جاتے ہیں؟" "اس سے فحش ہے کہا۔"

"ڈس سے بھی زیادہ میرے بعد عید میں پانچ سوٹ شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کی چہرہ بھی پہلے سے کر لی جاتی ہے اس؟"

"ہمارے ہاں انکی پارٹی نہیں ہوتی۔ چہرہ ہمارا ناخوش ہے۔ عید کے دن سب ہمارے مگر آ جاتے ہیں۔ ابھی سب کو دیکھا ہے دیکھتے ہیں اور میں۔۔۔ ہر لوگ نہیں جانتے ہی نہیں ہیں۔"

"اپنی بہن کو کچھ مگر تو جانو کہ ان کو ان سا سوٹ بھی کچھ دیا؟"

"جی ہاں کی ڈی این سی ہوتی ہے صفائی جان کا سوڈا خوب سے خوب تر ہوتا ہے۔ مجھے تو نہیں لگتا کہ میں جان بچہ کے صحت پر بھی ہمارے مگر آج نہیں دے لیں گے ہاں جانے کا سوال ابھی بچہ نہیں ہوتا۔"

"وہ بلا نہیں تم خود بھی جانو۔ آج بچہ کو کچھ سے چہرہ لگا۔"

"مگر اب اسے کسی کچھ نہیں جانتے جب تک کوئی لگائے نہیں رسائی جان باقی تک سے تو دھک سے بات نہیں کر ہی تیرے جو ہے کہ نہیں لگتی۔"

"اچھا یہ تاؤ لہو کے کسی کی دن آج ہمارے مگر آج کی؟" "جی نہیں تو کچھ کچھ بد خوش ہوں گی۔"

"زیر سر ابھی تمہارے کچھ نہیں لگتی؟"

"گازی میں آ کر اور آ کر تمہارے اپنی گازی بیک کی طرح دیکھتے اسطرح ہوتی ہوتی مجھے توں کر دینا میرا ذہن بچہ لگائی سے لگتا ہے۔" "اچھا؟"

"لگتا ہے چہرہ دار لگتا خوب ہو گیا ہے۔ کیا نہیں کرنا کی شہر جانے کا۔۔۔ گواپنے ہر بچہ فریڈ سے ملے جاری ہوں۔" "جی نہیں ہے مجھے سے دیکھتے ہوئے کہا۔"

"اچھا صاف صاف دیکھا کر اپنے مشکل کے سچھی سے ملے جاری ہوں۔" "اب زہر سے شرارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔"

"کہہ دیا ہاں ہمارے مگر کچھ ماحول نہیں ہے۔ پانچویں کا بچہ سے وہاں ہی پر میں کیسے اور کر کر تم سے ملے آ جاتی ہوں نہیں جی ہے۔"

ہے۔ پوری چلی ہو جاتی ہے اس میں۔

"مگر تو یہ مسئلہ نامساعد اور ہوجاتا ہوگا؟"

"جیسا کہ ہے۔"

"مجھے کہ بعد ترمیم کے جانے کی ضرورت ہے، ان پھر اپنا مشورہ ہو جائیگی اور ترمیم کے بعد جانے کا حکم۔۔۔ تو ظاہر ہے حکم مشورہ سے ہے۔ لیکن کاب چاہا خاصاً چلا تھا۔

"تم سے تو کوئی بات کر دو خدا کی حمد ادا آجاتا ہے" زور سے اسے دھمکے ہوئے کہا۔

"تمہاری کیا بھی ایسی موتی لڑائی میں کیا کروں۔"

"میں کبھی بات کرنی نہیں چاہتا، میں صرف کہتا ہوں۔۔۔ غلطی شاید میری ہی ہے اب وہ جس دن آئے گا کہ ان کی بات میں اس دن طاقتور کا پہلے سے ایک بات بھی نہیں ہوگا۔"

"اور میرا خیال ہے کہ ان دنوں بھی نہیں آئے گا۔۔۔ لیکن کاب خود کو خدا مگر زور کے ساتھ کی جھٹیس پڑھ رہی ہیں۔"

☆☆☆

فیصل بہت کچھ سوچتا تھا کہ اس کی جانب سے ملحقہ اس لیے کرانے کی کوئی نئی چیز تھی۔ کہا جاتا ہے کہ چھ روز تک سرخ معائنہ ایک نیک نواز اور دو چادر میں لگی اس اور لو۔ لیکن کچھ سامان کا جو خیر خیر کا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ خریدنا اس کے پس منظر میں تھا۔

"یہ اٹاتا ہے پندرہ کی شادی کرنے کا یہاں انصاف کہ تیسرے روز ہے کہ تھوڑی سی نصیب نہیں ہوا۔ ہر چیز خود ہی دیکھ کر جو حاصل کرنا ہوگی۔" بعد میں نے ظاہر نہیں کر کہا کہ تھوڑی سی کے خاتمے کی کرنا۔

"میں نے آؤ، ان کے قریب سے نہیں، کہ ان کے حضور کے لیے کہہ دے؟" فریال نے اسے بتایا۔

"یہ تو عرب لوگوں کی کالونی ہے، فریال میں پرصاف تو کہہ دے کہ میں نے نہیں کہا ہے کہ میں نے وہی جانے کی اور اگر کسی نے وہی دوسرے میں نہیں کہنے پر مجبور ہے چاہیں گے۔"

"پھر میں کیا کروں؟ ان میں میں چھاننے کے سوا تو کوئی کام نہیں کر سکتی ہوں۔"

"ملائی تو نہیں آتی ہے یا؟"

"ہاں، وہ آتی ہے بلکہ بہت اچھی آتی ہے۔"

"لیکھ سے میں بڑھیک سے کام لاد کر نہیں دے؟ ان کو بلکہ دلوں کی نشین بھی دے دیں گے۔ میں آؤ دنی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔"

"یہ لیکھ سے پھر اپنا پھر سناؤں گی۔" فریال کے خواب اس کی آنکھوں سے اتر کر ہونٹوں کی سطریروں تک آگئے۔

اور اس کی زندگی کا یاد اور دشمن کے پیچھے کے ساتھ شروع ہوگا۔

☆☆☆

"فریال مگر سے اتنی آسانی سے نہیں کی ہے۔" زور سے رائی سے مبارک دیکھا۔

"پھر کیسے چلے گی؟۔۔۔ مبارک کی جی رہی ہو گی۔"

"ہاں آجائے ایک ایک اپنا اپنا ہوں نے اسے لکھا ہے۔" فریال نے دم سے کہا۔

"انہوں کو کیا ہوا ہے؟ فکا دی سے نکال دیو کیا؟" مبارک نے دیکھا سے پوچھا۔

"یہ فکا کی نہیں ہے مبارک بلکہ کالوات ہیں، بہت پیچھے ہوئے ہیں اب اس سے ملنے تک ان میں میں ہوں، ہاں آجائے کہ جانے والے ہیں۔ ان کی جگہ سے جاسوس کر کام آجائے گا۔"

"اب وہ کیا کرے گا؟ پھر کرے گا؟" مبارک نے پوچھا۔

"مگر میں جادو روز وہ سب لیکھ ہو جائے گا۔" فریال نے نہیں کر کہا۔

"آجائے ایک کے پاس تم مجھے بھی لے جاؤ گاں۔" مبارک کا کچھ کچھ سنا دیا۔

"میں ابھی کہ خدا کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئی پہلے میں وہی جاؤں پھر میری بھی جائے گی۔"

"انہوں میں سے کون کون کرے گا؟" مبارک نے پوچھا۔ اس نے سن کر کہا تھا کہ جو ملے گا ہوں سے پیچھے نہیں ہیں، وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

"میں بھی جاؤں گی، ہاں آجائے انہیں زور کی تھوڑے سے پیچھے ملانی کے پڑا دیے تھے۔" فریال کی تعریف کر رہی تھی اس کے ساتھ ہی بڑھائی ہوئی تھیں۔

"مبارک جان آپ جلدی ہو کر آئے ہیں۔۔۔ کچھ نہیں آجائے آپ کی سنگت ان سے ملے کو جاؤں۔"

"یہ خبر ہو تو کم زور ہو کر جاؤں گی۔"

"میرے ایک بھائی حیدر آباد کون سے گراہی آجائیں۔ وہ وہیں چھپے چھپے۔ حالانکہ ہم ان کی شادی کرانی کی لڑکی سے کر دیے۔"

"میں جس کو چلاؤں گا ہوگی وہاں وہاں چلاؤں گا اب تم بے فکر ہو جاؤ۔"

"اللہ سے کیسے لیکھ لوگاں ہیں جن کی دماغ میں تو پوری ہو توں۔" اب مبارک کے چہرے پر خوشی کی رشتاری ابھی رہی ایک وہ دیکھا رہی تھی۔

"تو کوئی کوئی آجائے کہ یہ ایذا دینا نہ نہیں تھے کہ پیچھے پر کام کے اتنے زیادہ چلتے تھے کہ یہ ضرور آجائے گا خدا کریم سے فریال کا کالونی سے نکال دیا وہ ان کی ذات پر دلی سے نہیں کرنے کی تھی۔ لیکن ابھی کہ اس نے اپنی کوئی اور چیز دیکھ کر ملانی کے لیے رہے تھے۔

"روایتی آجائے کہ میں بھی وہ روایتی ایک ہاں انہیں تھے۔" ابھی کتنے بہت سے کام تھے جو ان سے کرنا ہوتی تھے۔ اسے گدہ ہاتھ کر اب تو اس مسئلے پر نہیں میں مل ہوتے چلے جائیں گے۔

"کون سے مافی عالم کی آجائے تو قسمت دلوں کو کھلا کر ہیں۔" ان کی آجائے اس کے سر پر ایک احسن رکھ رہی تھیں۔ "میں نے تو ان کے آجائے پھر جوڑ دیے تھے کہ میری بہن کا یہ کاپڑی کرے۔ جب حق تو۔۔۔ وہ اور جملہ جملہ کر دیا وہ کہ مبارک ہاں میں پہنچنا شروع کر دیں۔

"اے یہ ایسے کچھ تو نہیں دے رہے ہیں جاسوس آجائے ان کے اتر کر خیر سے سارے اپنی ذات اندر میں اٹکے شروع کیے۔

"لیکھ سے میں کیوں ان کے آستانے میں حاضر کی لیے جاؤں گی؟" فریال نے کہا۔

"مگر تو نے تو میرا دانا لایا وہاں آجائے ان کے ملانی دیکھ کر کچھ بھی نہ بنا۔

زور سے دل پہ آجائے کہ ان کو کاب سے اثر ہوتا ہے۔ دوسرے مبارک اس کا جان کو آتی ہوئی تھی کہ اس کو بھی ملے اور جلد باہر کی زور سے کرانی جائے اور ایک دن۔۔۔ ان کے آستانے پر پہنچے گی۔

اے۔ اے کوں کو بے وقوف بتانے والے لگوں کا جان کھانے والے۔“

اللہ نے مجھے چاہایا کہ میرے پاس جانے سے پہلے ہی اس کا پورا کل گیا۔"

’اے، جیاشکا ہم یہاں کھڑے ہیں۔‘

اس تو دراصل شکرانے پر سے کوٹھنوں کو ایسی جگہ قدم جانے سے بچا گئے، مگر وہ دل کا گناہ یعنی اور شہ پناہی آپا

”اے قوم! تم کو تو بڑا گمراہ کر دیا۔ ویسے تو خدا تعالیٰ ہی ہے کہ ان کو تیرے لیے بھیجے ہو۔ تو ان کو لو کہ ان کی شکلوں میں تو ان میں سے ایک آدمی ہے۔ ان کے پاس جلال و ہیں۔ اللہ کا شکر کرو کہ سوائے مانی معصومانہ کے کچھ نہ ہو۔“

اس سے؟ مگر تو کسی سے بھی کچھ نہ سوجھا جا پڑتا۔

☆☆☆

رات خونِ پر زور سے در تک بات ہوتی تھی مجھ جب سونے کے لیے بستر پر لیٹی تو اس کی باتوں کا راسخا  
 لہاؤں میں یہ تک شہد سا گھول رہا تھا۔

”سینا جب تہراں کھول لی تھی تو تو میرا دل تو تھرا ہی نہ لیا۔ کاعی افسیر ہو جا تا ہے۔ تم بہ نہیں ہو تو گناہ کا اہل بہت ضرورت آتا ہے اور مجھے درنگ یاد آتا ہے۔“

”بارےبہنمیری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہوتے مجھ سے ایک لفظ بولا نہیں جاتا ہے۔ تمہاری

”لیکن اقم مجھ سے لیے گیا ہو، چھینا اس کا احساس کسی ہو یا نہیں ملے۔“

عین بستر پر لیٹے ہوئے مسکراتی رہی اور خود کی بار بار بھڑکیا محسوس اپنی لڑائی سے سمجھتی رہی۔ سچ کا نہ جانے کون سا  
 پہر تھا جب اس کی آنکھیں

کالج جانے کے نامزد ہو نہیں سکی تھی تو فیروزہ بیگم نے اسٹاٹسٹکل پرنکائے کے بعد اسے چھپایا۔  
”یقیناً! کیا آج کالج جانے کا اہواہ نہیں ہے؟“

”خا ہے کالج۔ آج تو میرا پہلا نیکل بھی ہے تو گھبرا کر تھی۔  
کالج جانے کے لیے دوپہر دس بج رہی تھی۔ میرے ہاتھ کے نیکل بھی تھے۔“

اب دیکھو، ہر کسی کو اس کی جگہ ملے گی۔ میں نے پراٹھے کاٹے آٹلیٹ دکھایا اور اس نے ایک تقریریں

”اے وہ تو بڑی بکلی ہے، ڈیرہ بیک نیکل پر چھوڑ دینی“ (باجی اس کی کٹائیں اسی طرح کر لے اور پھر سناؤں کے

۱۔ ایک کافی کھول کر پیو، دھیمی تو آئیں، پھر ساؤ گھیا۔ دو دو چار قہام کر کر پیو، کمری پر بیٹھ گئے اور الٹا کی نظری صفحات پر روزے لکھیں۔

یہ ٹیکنیکاں انسانی جسم، اعضاء اور اعضاء کے ساتھ مٹھو مٹھنے پھرنے کی تفصیلات کے ساتھ آئندہ کے پڑوسا مڑوسا  
رہا تھے۔

”غیر ذرا.....!“ وہ جتنی شدت کے ساتھ بچہ کہنے لگا تھا۔

یہ بات ہے..... وہ میری سے بھاگ کر آئے ہیں کہ یہاں میں ہیجٹ ہو رہا ہے میں ہوں جا رہا ہوں



”کیا؟“ ”مہ کی یہ خواہش ہے کہ میں نوکری کر دوں؟“

”مجھے الحرام مت دے، میں بہت شوق تھا جا ب کر نے گا۔ ہر رات کی عمر اچھی نہ دے... تو اب کیوں نہیں کرتیں؟“

”کوئی دیکھتی تھی کہ عیسیٰ کی توکروں کی۔“

”کسی اسکول میں کرو۔! آپ تو ہر محلے میں کئی کئی اسکول ہیں۔ بی بی ایڈیہ تو تم نے کر ہی رکھا ہے۔“

”جی، چھاپا پڑھ کر رہی ہوں۔“

خپل بیٹے نے نئی اسکولوں میں اپنا ہی وی بھجوا دیا..... اور بالآخر ایک اسکول میں اسے جاب مل گئی۔ اسکول بھی کمرے کو کافی حاص دور رکھیں تھا۔ وہ بچہ سالانی پیدل ہی آ جاتا تھا۔ کھانا بہت اچھی چیزیں تھیں تو بہت برکی بھی نہیں تھیں۔

میں نے تاریخ کو جب اسے ملنے لگا تو اس نے فہم کورنی چاہی۔

”نہیں، بھئی نہ دینے پاس ہی رکھو۔ تمہارے لیے میں نے کیا کیوں کیوں؟“

”آپ ہماری جان کو دے دیتے گا، مگر کاخِ خروج تو دی چلاتی ہیں! میں اپنے اچھے اچھے سے لوں گی تو اچھا نہیں لگے گا۔“

”نعمیں! تمہارے پیسے جو گزشتہ پندرہ سال کی رہائی کے لیے جمع کیے گئے تھے، ان کے لیے کوئی بھی چیز لینے کے لیے نہیں ہے۔“

١٠٠

”یاسید کا لبادہ جو تم نے اپنے سر پر باندھا رکھا ہے، وہ اس کا بیگناہ ہے۔ تم ہی تمہیں ہر جہاں اچھی لگے گی۔ جو لوگ

$\frac{1}{2} \frac{1}{2} \frac{1}{2} \frac{1}{2} \frac{1}{2}$   
 $\frac{1}{2} \frac{1}{2}$

۱۰. "میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نیا کام کیا ہے۔"

”بھئی تو اس کہہ رہا تھا کہ بچے دلی کا گھما کا نہ ہے تو اس کا کان مروڑو۔ پھر زونا ہے اسٹوڈنٹس کی کون کی

یہاں پہلے ایک خاصا سڑک لیا کر دی گئی تھی مگر اب اسے اپنے دل سے

”کونسی کی باتوں کا جائزہ لے کر وہ جو شخصیں کرتی ہیں کچھ بھی ادنیٰ ہیں۔ کچھ دلوں کو اپنے دل کی ہر بات

۱۶۔ لیتے ہیں اس طرح اسکی دوا اسکی مندی سے وہ لوگوں اور ہیں۔

آپ کا رویہ کوئی سادہ و سستا نہ رہا تھا جب میں اسی کے گھر گیا ہوں گی۔

میں نے اس وقت تک

حضرت نجم اور شاماعہ کو کراچی سے آئے ہوئے پندرہ دنات زیادہ ہو گئے تھے..... مگر کراچی کی باتیں ختم

نے کانا کنگری لے دی تھی۔

”لوگ کہتے ہیں کہ میری کمر بستہ دالی ہوا محمد علی اپنی دلدادہ بہن طہر کو بھجوا دیا تھا۔ اس وقت میں نے کڑی توبہ کی تھی۔ وہ اس وقت کمر بستہ دالی ہوا محمد علی سے اپنی بیٹی پر نظر کرنے لگی تھی؟ یہ سب تم سے کہتا تھا کہ تاراج رات رات میرا گھر گرج رہا ہے۔ تو میں جیسے بچا جیسا تھی میری بیوی کو ان لوگوں میں گھر بڑا دیتی ہے۔ میں نے آپ کو کوئی وعدہ کیا ہے۔ جبکہ آپ نے اپنے سر پر کھدے خدے فرمایا تھا کہ میں کوئی کٹر کٹر کے ساتھ گاؤں گاؤں میں بیٹھ کر کھاؤں گا اس کے بعد میرے منہ کا کچا بچہ چلا، ہر قسم کا تعلق بے پروا کر کے، کبھی وہ اپنی بیٹی کی گھنٹی میں لیں گی.....“ دلیرانہ دھم بھانگے تو اس نے یہاں نہ رہا۔

”خیر وہ اب وقت کا یہ خفا ہے کہ اپنا شریف نیک اور پیر اور انجیل پر مبنی بھی مہر سنا دیا جائے گا۔ کئی کڑی نظر رکھی جائے کہ جو ان کی عمر کتنے والی ہوئی ہے۔ صومہ بچوں کو کوئی بھی برکا سکا ہے۔ کوئی بھی انکس پر مبنی

راہ سے ڈر کر اسکا ہے۔ جیسے میں دوا لہ کر کہ اپنے فرائض سے غفلت کبھی بردہتی جا ہے۔"

میں نے کہا کہ یہ سب تو میری طرف سے ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اس کی ایسی گہرائی نہیں کی جو مجھے

”غیر ذرہ... اپنی سوسان بھی ہوتی ہے اور شیشہ بھی..... اس سوسان کو اپنے گھر پر گرا خاٹتے جا جا رہا ہے۔“

11. 12. 13.

اجہڑی سے نکلتی تھی جس میں سوال کر رہے تھے۔ "اگر کسی عورت کو شاید اس بات کا اندازہ نہیں ہو کہ عزت اور

مکرمے کے دوسری جانب عثمانؓ: آپ کی یہ ساری باتیں ان کے سینے میں ہو گئی تھیں اور انہوں نے اسے بجا قرار دیا۔

[illegible]

فہم ادا کے لیے ہر کسی کا اعتراف کرنا کہ وہ چپ کی سی۔ سی۔ سی اور ہے ان کے لب منکر اور بھی بھول گئے ہوں۔ ایک۔ غیبی، سوگوار ایس کے چہرے پر مجسم ہو گئی تھی۔

ہر معنیٰ پر کھڑی ہر بات کی ذمہ داریاں اپنی ذات صوفیائی کی۔ شب چلوں کی مندریہ ولہا ہوا سوچ رہے اور تعجب کی بات یہ کہ ایک ایک کر کے اس کے من میں اترنے لگتے۔

ادھر سرسملی جان کر دو بج چکی تھی اس کے ساتھ میٹر تبدیل ہو گیا تھا۔ کہیں وہ ملائمت بھرا لالہ کا لہجہ راباب دہا کر رہا ہے اسے انتہائی کھڑکھڑاہٹ محسوس ہوئی۔

”سارا دن اکیلے رہنے کو مجھے کمرے میں بھیج دیا جیسا کہ وہاں نہیں کھڑا تھا“ ایک دن ان لوگوں نے ٹھک کر کہا۔  
”مجھ کو کہا کہ وہ؟“

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی چاہیے۔ ہاتھ پر ہاتھ کر بیٹھے سے کوئی ناکہ و باب نہ ہو۔ اب یہاں کیوں کر لیتے ہیں؟“



فرحت کے بچوں کی سو سہرا کی قطعات تھیں۔ وہ بھی ان دونوں ماں کے پاس رہنے کے لیے آئی ہوئی تھیں۔  
"فرحت ہے اسی، اسی دفعہ ہزارہ و مہارانی نے غلام دارانہ کے اپنے حق دیکھا تو دوپے۔" فرحت نے  
حیرت سے کہا۔

"ان حیرت تو مجھے بھی ہوئی تھی کہ جب اس کی لاپٹیں لکٹی ہوئی ٹھکر پر شہار پر چڑی کرکھیں تو سب معاملہ  
بکھڑا؟ کیا؟" حضرت مسکن نے گول سے کہہ دی تھیں۔  
"نہیں کیا بھائی! کیا بڑے کم نہیں لگتا ہے۔" بھہرے ہوئے کوئی دس پچیس کے لیے کوئی قانون بات کرنے  
لگس تو اسی کی گھنٹی بھڑک اٹھی۔ "جیسے مجھے شیشے میں اسٹار نے کی کوئی کھٹک کر رہی ہے۔" شہار ماما کی  
یہ باتیں سن کر چڑکھڑلا۔

"مجھے کیا پتا کہ کیا کہو بہت ہو، جو جتنے ایک دفعہ کہے، بالکل جھپکے ہوئے جاتا ہے۔" حضرت قلم کا کلمہ  
محبت اور دھرم سے لاپ بکرا ہوا تھا۔

"ان لڑکیاں میں تو جاہت نامید ہو گئی ہے ناں۔۔۔ وہاں کے کڑے مرادہ جاہت کے حامل ہی نہیں ہوتے۔"  
شہار نے غصہ کرنا سے کہا۔

"ہوتے ہوں گے۔" ترجمہ تو شہار سے اچھا ایک نظر نہیں آیا۔ "مارا سہی دے دے دے سے نکھار  
لے رکھی۔"

"ہرمان کا بھی خیال ہوا کرتا ہے۔ اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر کوئی اپنا نہیں لگتا۔ اب فرحت کے بچے  
کیسے کالے کالے سے ہیں کہ فرحت سے بچہ ہو تو بھی کسی کی کہان سے بڑھ کر کوئی خوب صورت نہیں، کچھ  
فرحت میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔" شہار نے اپنا کھچڑے بولے کہا۔  
"ہاں۔۔۔ بڑے ہے۔۔۔ ہرمان۔۔۔ اپنے بچوں کو اپنے دل کی آکھ سے دیکھتی ہے۔۔۔ ہاں لے اسے ہیرا لگا  
ہے۔"

"شہار بھائی۔۔۔ آپ کا خط ہے۔۔۔" پوسٹ میں نے آواز دیا تو شہار آکھس سے اٹھا ہوا ہر گیا۔  
اس سر کی شہاں سے خدا کیا۔

لغافے لڑ جب وہ آئے۔۔۔ فرحت سے اسے گنگے کا چارہ تھا۔  
"کس کا خط ہے بڑا؟" حضرت قلم نے استہساں لگے میں پوچھا۔

"ماں شہار کا ماما کا ہے۔" شہار نے لغافے کی پشت پر لکھے ہوئے ایڈریس کو پڑھا کر کہا۔  
"شہار بھائی کا؟" حضرت نے حیرت سے بولے تو کہا۔

رشد ان کے سونے بھائی سے، بھینچنے کے دکل کر۔۔۔ بھی رابطہ ہی نہیں رکھا تھا۔ فرحت کی مڑی کا کارڈ  
بھینچا تو سائے مبارک باکے کارڈ کے کھوکھوں آقا تھا۔ قلم کا بڑا سونہ ان کی ہر چاک کی شاہ پر لازم تھا۔ وہ سال  
دو سال بعد جب پنجاب آتا تو رشید بھائی کی امداد کے قسے بیان کرتا کہ رشید بھائی نے بھی کسی کو کہہ سیکھا تو  
دو کارڈ ملنا وہ بھی نہیں لکھا تھا کہ صرف تین سال سے وہ رشید بھائی پر آ رہے۔

"وہ بھائی کی جو جتنی قانون سے شادی کر گئی، یہی تھی کہ کبھی وہی آئے۔ ماں نے ہی اپنے بچوں کو کبھی  
سے طرا۔

"ساقانہ کہو دے بیٹے مجھے اور دونوں نے غیر مسلموں کی طرح ہی دھن پائی تھی۔"

"وہ لپٹا لپٹا کی ان کا وعدہ آقا تھا۔۔۔ عظمت جھک کر بیٹا اپنی جگہ چلا گئی۔۔۔" جسے تیس ماںوں میں کوئی  
ڈاکٹر نہ تو تباہ کیوں لکھ سکا۔

"اسی لیے آپ جی میں اس اپنے تھرے بعد میں بیٹے گا۔" شہار نے ماں کو بڑا اتے دیکھ کر ٹھکانا کر رہا  
بہت مڑ رہا تھا۔

"مستعد آ۔۔۔"

الہامی ہاتھ  
آپ بھی سوچتی ہوں کی کہ آج شہار کو آپ کیسے یاد آگئی۔ آپ کی حیرت بھی، ہاں ہے کہ شہار بھی  
اپنی جگہ گیا ہوں۔۔۔ پیش آپ سب کو یاد کر رہا ہوں۔۔۔ قلم کے سالے اور تے کر رہ کر سب کی تحریے  
پوچھتا رہا ہوں۔ آپ کو یہ بات سن کر کسی آئے مگر مجھے پچی معلوم ہے کہ کچھلے میں آپ کی گائے ہوئی بہار  
نہیں رہی تھی، جس کا آپ سنا ہے اس کو سنا تھا۔

مجھے پچی معلوم ہے کہ کس کا روت آپ کے آئین میں ہے اور اس کے لیے قسے بڑھ کر آپ سارا کام  
کر رہی ہیں۔ شہار دین چہ نہ کھانا کھاتا ہے۔ آپ کا یہاں ان اوقات پر دیکھا گیا ہے کہ وہاں رہا ہے۔

یاد رکھی تو آپ کا کھشیرے دلی سے بھی بکرا آئے آپ مجھے بے حد یاد آ رہی ہیں۔  
میں شاید بے حد وہ سب قلمس ہاں۔ آگے بڑھتے کے بکرا میں آگے بڑھ گیا کہ وقت بھی مجھ سے تھا

نہیں۔  
پچھلے اچھے وقت کے اتھار کا کام نہیں ملا۔ وہ جب اٹھارہ کرنا چاہا تو کندھے پاں جانے کا نام آ گیا۔

میں سونے پر رہا ہوں۔۔۔ باری کی تو حیرت کھانسی ہے کہ کیا کہیں اس وقت یاد آ جائے۔  
جیری جونی جیری جانی سے کھرا کر مرنے میں مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے۔ گلاب سے کسی دوست کے ساتھ چلا شائد

نہی بھی نہ رہی ہے۔ اس کو یہ غلو رہا تو کبیر سے نہ نامہ لکھیں اس کو تار ڈال دیں۔  
میرے دلوں میں تو بڑی سے پچھلے پچھڑ کر جا چکے ہیں۔ ان کا تو یہ مشورہ تھا کہ بڑی کی مدد تو کو

بھینچنے کے بجائے مجھے سوت کا پتلا خور کر لٹا دیا جائے۔ بڑا ہاں کر دے کر مرنے کے نہ بڑے۔ مجھے لیلیٰ آمان  
سوت کا کتاب کرنا چاہیے۔ اسی میں میرے لیے کھلائی ہے اور اسی میں میرے لیے بہتری ہے۔

میرے اپنے۔۔۔ جن کی خاطر میں اپنے آپ بھول گیا، مرنے کی حالت میں بھول گیا۔۔۔ کون بچا کے جانے کے لیے  
میں خود کے گرد۔ ایا ان میں میں سب سب نہ بلانا اور وہ سب پرانے ہی میں بیٹھتا ہوں۔۔۔ میں اس لٹا لٹا سے

موتے جیسے ہوں۔۔۔ میرے کوئی نا ہی تھا۔  
مجھے بڑا حساس ہوا کہ میرا بیٹھنے کی کٹی ہے۔ دلی کر کے پٹی ہے۔۔۔ ہاں مجھے اس لیے کہنے

بڑے ہیں کہ میں سنا۔۔۔ مجھے دیا ہاں کو کبھی اس سے نہیں دیکھی۔ ان سے ملنے کو کھینچا کرتا تھا۔۔۔ اور جو حملہ  
کر۔۔۔ ہاں کا نقصان اسے ہوا تھا ہے۔

وہ اس شہر ایک دھڑکی کا نام ہے۔ انہی طلعت جس میں انسان کو اپنی ہوش کی نہیں رہتا ہے اور ظاہر  
ہے کہ وہ اپنی کٹی میں بیٹھنے والے کا کچھ کچھ نہ کر سکتے ہیں۔

اور آج میں اپنا کھانا کھاتا رہا ہوں۔۔۔ کہیں آپ کو فوگن کو چھوڑ کر آیا تو آج میرے کچھ مجھے چھوڑ کر  
چلا گیا تھا۔

حکومت آپ کو بہت خوش قسمت ہے۔ آپ کا بیٹا جس حد سعادت مند و فخر مند رہا ہے۔ نہ تو آپ کا کوئی خوش بخت بچہ کرنا ہے کہ چاہتا ہو چاہے کوئی عیسائی ہو۔ میری دعا ہے کہ آپ خدا اپنے بوجہدار کے لیے خاص خود پسند اور زندگی کا ناقص سے سیراب ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ میرے غریب بھائی کو بھی صحت اور زندگی دے۔ میرا چاہو کہ وہ دونوں کے حوا کے لیے بھی نہیں ہے۔ میری ساری دعا اس لیے ہے کہ آپ اپنے شہر کے شہر کی شاندار ان کی بنی تھیں سے کہ ان کو کامیاب مانا جیسے بڑا دے کہ ان کے لیے جتنی بھی ہو جائے۔

شہر کے لوگوں کے شہر کے کہ تو میری یہ تمام دولت شہر اور لوگوں کے نام ہوگی۔ کوئی دہائی اور علاج معاملے میں میرا ہے۔ پانی کی طرح بہہ کہ یہ بچہ بھی میری تمام پاکستان کے پانی میں نہاں کر دے کہ نہ ہوگی۔

ایسی ایک خط میں لکھا تھا کہ میری دعا اور فخر وہ میری دعا کو لکھ دیا ہوں۔ اپنی عقلیں اور کامیابیوں کی حفاظت آپ نے بھی طلب کرنا ہوں اور بھائی جی سے بھی انھوں کا۔

یاد رکھو کہ آپ نے دنیا میں موت سے توبہ کر اس بھائی کو غلطیوں سے معاف کر دیا۔ میری تو بہنوں کا نام ہوا کہ آپ نے پھر شہر کے لوگوں میں تھا جو صرف اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور کسی کے سامنے اپنی عقلیں کسی نہ مانا دے۔ سے تھے کہ میری کئی عقلیں کرتے ہیں۔

اسے بچوں کا تو مجھے علم بھی نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کہاں ہیں۔ اس کی حالت میں ہیں کہ ان میں کسی مسلمان صورت سے شادی کرنا تو میرے لیے اور وہ کہیں کوئی نہ کوئی عقلی نہ سمجھتے۔ دیکھتے ایسا تو نہ کرتے کہ نہیں نے اپنی خوشیوں پر اپنی آواز تک نہ مجھے حرم کر دیا ہے۔

میں تو عقلیں بڑھ کر کے ایک اور ایک کو لکھا ہوں تو میری سماعت پر صرف ایک ہی چارہ با آ کر گرتا ہے۔

ڈیڑی آپ کو دے گا پھر کچھ دے گا لکھ دے گا۔

میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ ان کی شہر کے لوگوں اور عقلوں کے کلمات کو سمجھ کر ان کی بھائیوں کو دیکھ کر میری گرفت میں نہیں آتا۔

یہ تو بڑی سزا ہے میرے لیے کہ میری یادیں بھی مجھے سے بھر ہو گئی ہیں اور وہ میرے پکڑنے پر بھی نہیں آتی ہیں۔

میں یہ بات جانتا ہوں کہ اگر بغیر وصیت لکھے میں مر گیا تو میری ساری دولت کسی کی تھی۔ وہ کوئی نہ لکھے گی۔ اس لیے میں نے وہ لکھنے کی وصیت امر تیار کر دیا ہے۔

اس وصیت دے گا تو میری دعا ہے کہ ان کی عقلیں ہیں۔ جن کی میں ہر صورت میں کچھ نہ ملانی کہنا چاہتا ہوں۔

کاش میں وہ عقلیں لے کر توات میری زندگی کی حالت تھی۔ تاکہ نہ ہو جائے۔

اللہ میری شادی نہ دے وہ میری دعا ہے کہ ان کے نام سے کرنا چاہتے تھے۔ وہ کاش میں بھوکے خوب صورت اور سب کا دل سہا لے دانی تھیں مگر مجھے ان کا بچہ اور حجاب نہ تھا۔ ان کی شرم و عیاں میری تھی۔ وہ میری دعا ہے کہ ان کی عقلیں چھٹا کر دے کہ ان کو ایسی عقلیں نہ لکھیں۔

جب پاکستان میں ہوئے۔ میں نے چاہا کہ تو مجھے خود ملی۔ میں نے کہا کہ میری بھائی جی سے اپنی بھائی حضرت کے لیے کوئی کھانہ نہ کرنا۔

پتا ہے، میں نے ان سے کیا کہا تھا۔ آج بھی سوچتا ہوں تو شرم سے گرجا ہوں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ غصہ آپ کو ان کی میری کی نہیں ہیں۔ سوچتے ہیں بھائیوں پر کہ ان فرج کرتا ہے جو میں آپ کے لیے تھے اور ان کو ان کے لیے پیسے میں آگ لگا دیوں۔ وہ میری کہیں نہیں ہیں۔

میری یہ بات سن کر ان کی بے غصگی میں آ گیا اور غریب ہوئی۔ ان میں کب میرے دل پر ہنسے؟ انہوں نے کوئی اور کس کا اور سب سے بڑی بات آپ کی شادی کے لیے رکھا تو ان کی دعا میں نے کیا تھا۔ وہ میں نے فرمایا تھا۔ میں ان دونوں کو ہر گھنٹے کے لیے رکھا تھا اور ان کے لیے سخت ضرورت تھی اور اس زمانے میں وہ میں نے ہزار کازہ میرے لیے بہت بڑی رقم تھی جو میرے تمام خرچے خانا کے بعد بھی بھر نہ سکتی تھی۔ ان کی دعا تو مجھ پر ٹھیک نہ ہوئی۔

ہاں آج ان کی دعا بھی ہوئی۔ اور اس وقت بے حد خوش تھا کہ اس کی سزا نہیں ملی۔ اس کا نام تک کسی کے ذہن میں نہیں آیا۔

میرا سب سوچتا ہوں کہ میرا تو مجھے مل گیا تھا۔ آج میں اپنے ساتھ سے پانی کا کلاس تھا کہ میری دعا ہو گئی تھی۔

اللہ کی دعا کی چوٹی کی رقم سے شرم کی تھی کہ مجھے کیسے کا سامنا کیا اور کا سامنا نصیب ہوا تھا۔

ان کو مجھے نہیں تھا کہ جو لوگ کوئی نہ کہیں ان کی دعا میں تو ان کی دعا میں ہوتی۔ شاید وہ میری دعا میں نہ لکھتے تھے۔ میری دعا میں ان کی دعا میں لکھ دیتے تھے۔

فریاد میری دعا اور فخر ضرور تھے میرے لیے ان میں تھے مگر میں نے ان کی دعا میں شہر کے کاٹوں میں فریاد میری دعا کے خلاف جیسے ہوا کہ۔

ابھی نے جو مجھے قدم نہ دے کہ پیسہ دے تھے وہ مجھ سے فریاد میری دعا میں تھیں جیسے تھے بلکہ میں نے بڑبڑ کر لے تھے۔

مجھے یہ دعا میری دعا فریاد میری دعا سے واضح ہے۔ وہ اس میں بھی ان کے دعا کے لیے مل جائے اور اس کی دعا صرف میری ذات میں لکھنے سے کہ اپنے حوا میں ایسے حوا میں ایسے حوا میں فریاد میری دعا میں ہو گئی۔

مجھے بھی میں سوچتا ہوں کہ میری دعا میں ان کے دعا میں شہر کے کاٹوں میں لکھ دیتے تھے ان کے دعا میں ان کا دعا میں لکھ دیتے تھے۔

یاد رکھو کہ اس وقت آپ مجھے اپنے قدموں میں میں لکھتے۔ آپ کا پتا دفتر میری دعا میں آپ کے قدموں میں لکھ دیتے تھے۔ ان کے دعا میں ان کے دعا میں لکھ دیتے تھے۔

جب حکومت اپنی جگہ سے اچھل کر نہ گئی۔ جیسے دینی رشیدان کے پاس ہوا۔ انھیں آنسوؤں سے بہا کر لے گئی۔

آپ کا دعا میں دعا۔ تو میرے بھائی شہر کو کھانہ کر دیا اور اس پر دم کر دیا۔ ان کا دعا میں دعا کو ہو گیا۔

شہر کے اندھ کو پانی پا دیا اور میری دعا میں لکھ دیتے تھے۔

حکومت آپ۔ میرے وصیت دے گا میں ان اور شہر کے نام اور دعا میں۔ آپ لوگوں کے اقدار میں۔

جس میرے سامنے کے بعد میری دعا میں پاکستان آئے گا۔







نہ ہر کی یکجہیت اسکی ہر نشان کن تھی کہ وہ اس کے شے میں پورے متفق نظر آوری۔ یہی اسے زبوری اسکی  
 اصل ہے۔ یہ لکھی ہوئی نظر آئے لگتی ہے اس کے ساتھ جی کیلئے میں آئیں کریم کھاری تھی ہارو، پہلے پہلے  
 ۴۴ بی بی کے لئے لکھی۔

☆☆☆

[illegible]

۱۰۰۔ کہتے ہوئے ان کا چہرہ آئینوں سے ترس جاتا اور وہ گریپ کر گئیں۔ "اے میرے مولانا! میری چھوٹی سی لڑکی، اپنی اپنی گزرتی ہوئی کس طرح مری رہی ہے..... بس کہو آے سائیل فراہم کرنا۔" شب الٰہ کی چٹکیاں بندھ جائیں۔

نہال کے جانے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی بھی کھانسی سے پریشان ہو گیا۔ اس کی دیکھ بھال بھی اس کے والدین نے سنبھال لی۔ اس کے والدین نے اس کی دیکھ بھال بھی سنبھال لی۔ اس کے والدین نے اس کی دیکھ بھال بھی سنبھال لی۔

یہ بات دوا ہے کہ جس قدر حق تمہاری طرف سے کھانا کھا جائے گا، وہی تمہاری طرف سے آئے گا۔

نہایت دلچسپ کہ جب بھی مواقع ملتا ہے اسے ساتھ لکھتا رہتا ہوں جس سے اس کی عیادت قدر سے جاتی۔ بارگاہ میں جھڑنے چوڑے پھولوں کی طرح دیکھی اور سزا کا رشتہ بھی۔ ایک ٹیبل پر جانے کو اس کی جی ڈال دیا، اس کا ایک ان کے پاس نہ تھا۔ شاید یہ کہ وہ دقت کے ساتھ باہر ہوا تھا۔ دوسری ان کے سامنے میں اس کا کمرہ موجود تھی۔

جی بی بی، کہ اب شافعیہ تعلیم کی حیثیت ٹھیک نہیں رہی۔ دونوں مکتبوں کے دکن کے سینے پر پھاڑ کی نشان دہی ہے۔

”افنا میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکھری سے استغناء و بے پروائی ایک دل سزاوارے مانس سے کہا۔  
”نہیں جینا! ایسا تو سہ چٹا بھی نہیں! اگرچہ جواب قسم سے جھوڑی تو روپا ہوتے ہوگی بھی نہیں۔“

۱۱۔ سولہ کی سالگی پھر دو گنہ گری سے اپنی طلاق کا تاج باندھا ہے اور نہ ہی فریاد کی شادی کا۔ (دو ہر وقت بھی پوچھتے ہیں کہ تم اپنے گھر کو کب جاؤ گی۔) چار دن کے حوالے سے ان کے ذہن کا ایسے ہوتے ہیں کہ میرا سر پھٹے لگا

۶۔ میں نے ہمیں لکھا تھا کہ کچھ لوگوں کو ہمارے لیے نہیں آ سکا۔ ہمارے حرم کی چھائیوں میں طبعیت خراب ہو گئی تھی اس لیے میں آپ کو بتاؤں گا۔ ۷۔ مسافر کے لیے۔

”خداوند! کیا بات ہو گی کہ اس کی شہادت پر ہم نے کسی کو گواہ نہیں کیا؟“

”میں نے خواب دیکھا ہے کہ تم نے کیوں دیکھے؟“ ”ہاں،“ ”تو مجھے یہ سنا کہ تم نے اپنے آپ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔“

[illegible]

اور میں اسے دیکھ کر اس دور کی کڑی کھلی تہنیتیں کر رہا تھا۔ جی چلی آئی، زور لیا تو میں اسے دیکھ کر ہنس گیا۔  
 تنگ، بڑی کڑی کھلی تہنیتیں۔ اور اسے اپنا مقام دلایا۔ دور کی شہرت سے اس کی تپش، چلی جا رہی تھی۔  
 ”تپش! میں تم سے کیوں؟“ چاہتا تھا میں تنہا ہوں، بالوں میں کیوں کر آئی؟“ اور مسلسل کہہ رہی تھی اور  
 آہوں سے تنگ ہو کر اٹھ گیا۔

”میں کہوں اس فراغِ انسانی کے لئے اس پر ہاری ہو؟“ اس نے آہ سے بے ہوشی سے سنا لی اور رعبِ تمہیں جو اس کے دل کو کچھ کے دے رہی تھیں۔

”اے بھائی! تم گناہوں کا سہارا لیں گے اور اللہ کی باتیں سن کر صرف اپنے وقتے کو ایک آدھرتانے کے لیے میں نے سنا دیا۔ تم کو بھی اس کی بھڑائی ہونی چاہیے۔“

شہر وندگی، غم اور تاسف! جب ایک ساتھ بیٹھ جاتا تو کہتا ہے کہ ایک ملوث فی بارش کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ بھینک کے سانسوں سے مجھے بارش اور غم کی اور دل تو ہوں دھوکا رہتا ہے کہ اس کی دھڑکن اسے

اچھے بچوں میں سب سے بڑی بات یہ تھی۔  
 "تکلیفیں..... تکلیفیں..... تمہیں؟" اسے بول لگا جیسے اسے کسی نے پکارا ہو۔

اسی وقت اس شہر اہل سنت میں بھی کچھ بگڑا رہا تھا۔ والدی آواز کو نہ کر سکتی تھی۔

”انھیں جاؤ بیٹا! ناگشتہ کرنا دیکھو! کتنا ادا ہے۔“

”اے! کیا میں سورہ تہیٰ ۹۹ء آیتیں کھولے گا کہ وہ کچھ دے گی مگر وہ تو خواب کی باتیں ہیں انہوں نے کہا۔“

اور تم کو اس کے سونے کی کہ شاید جوڑ جوڑ نے مجھ سے کہتا تھا وہ اس نے مجھ سے خواب میں آ کر ہی کہا تھا۔

”شیں میرا لہو ایسے اچھن جو سکا دل اسے پھر غیب کی راہوں کی جانب دھکیلے گا۔“



























اس انداز پر اس کی بی بی آ پاکی چھوٹی تھی۔

”کچھ بہت قریب لگا ہوا ہے۔“ مگر وہاں ہی بیٹھے، ہاتھ جڑی تھیں۔ عدلیہ عالمہ کے کمر میں ڈھکا رہا تھا۔

”علامہ کی بولی سن کر اہم اپنے کمر میں گئے۔ لی اے کیا کرنا ہے اپنے آپ کو بچائیں کیا کچھ کئے۔ چھوٹی آ پ نے گھبرا کر کہا۔“ علامہ کی چالاک بیوی نے ہٹا کر لڑکے کو ڈانٹاں لیں تھیں۔“  
”شادی کن کرنا ہے میرے بچے اگر تم کو کوئی مل گا ہے۔ بچہ بچہ میں ہو لیکن وہاں تو کیا رہا ہے۔“  
بڑے غصہ لگاوا۔

”اس سے سامنے کیا بات ہے۔“ چھوٹی آ پاکی نہیں چڑیں۔ وہ جس کھانے کا پیشہ چل رہی تھی بہت شرقیہ تھی۔ یہاں میں بڑی بچی کی رحمت میں کوئی آسرا نہ دیا۔“ بڑی آ پ نے جس کر کہا۔  
”یہ بات تم کو آ پاں۔“ عدلیہ نے متنا کر کہا۔  
”کیونکہ اس کی بات ہے۔ تاہم وہ تو خود ہی میں اس بات کو کہہ رہی ہے۔“  
”کیا تو سن کر ہوا اس نے اس کی بات سننے آگے بات میں تمھ سے کی تھی۔“  
”تو کیا ہوا؟“ بیوی کے چہرے سناڑ گئے۔

”میرا مشورا ہے اسی سے شادی کر لوں گا۔ مجھے مہرہ دل سے پسند ہے۔ اگرچہ بڑی بیوٹ ہے جانتی ہے اس کا قاتل کوئی۔“ کہانی سن رہی تھی کہ مگر اس قدر کہ نام پر مل جائے تو یہ میری خوش بختی ہو عدلیہ کا بچہ بیچیدہ سما کر اور بیوٹا کھوں میں رہ گئے۔  
”اسے جانے چھوٹا کیا ہے تیری اچھے کیا ہے۔“ اسی نے ہاتھ لگا کر کہا۔ ”تو کچھ لہو“  
”میرے لیے لے آ کر لاؤں گی۔“ تیری خلا میں تو دیکھا میں غصی غصی میری ہوتے ہوئے انگلیں چھوٹا لے آ کر میرے پاس لے کر بی گئی۔

اور وہ بیٹا سوکھ لے گا کوئی بچہ لگا۔ اتنی اونچی انہوں نے مرنے کو تو اتنی اس نے سوچا کتنے کٹے تھا۔  
بیکر کر تو وہ دن پاس لڑکے کو کرنا کڑا کڑا ہوا تھا۔ تو اس کی غصی دینے ہی ہوئی۔

☆☆☆

سز شاد خب زور کے ساتھ ساتھ چلے دوڑے بیٹوں کو لے کر گئیں کے مگر سبھی تو اس دن کر رہا میں تھی۔

فیروزہ شکم نے جب اٹھنا پایا کدو کی ماں آئی ہیں تو ان کا غصہ ہی اٹھ گیا تو یہی سنت حاجت۔  
وہ ڈانٹ کر دم لیا۔

”بھائی صاحب میں چاہم کہ تم کو میرے بیٹے کی حرکت دوست نہیں تھی کہ وہ آپ کی ماں ساتھ کھڑا رہا مگر میری گزارش ہے کہ بچوں کی غلطیاں معاف کر دی جائیں۔“  
”مطلقاً جب میری بیٹی کی بھی تمھیں آپ سے کیا کچھ ملتا ہوں۔“ فریاد احمد کان کان آ کر سناٹ کرنا عجیب مانگ رہا تھا۔

”وہ ذی سے بھی نہیں ہے کہ پورہ کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے اکڑے ہوئے چہرے کی طرف دیکھئے سز شاد نے دھمکے سے لہجہ میں کہا۔

”تم میں آپ کو جانتا ہوں نہ آپ کی بھلی کہ میں تجھ پر فیصلہ کر سکتا ہوں۔“ ان کا لہجہ جھڑا کھڑے کا نہ تھا۔

”جب اور سے غائبانہ ایک دوسرے سے ملنے کے بعد صرف ہوتے ہیں تو دونوں ہی اچانک ہوتے ہیں۔“ مگر پھر میں میں میں ایک دوسرے کو جانتے چلے جاتے ہیں۔“ سز شاد نے دھمکے لہجہ میں اپنی بھلی کے بارے میں بتا کر شروع کیا اور دوسرے کے چہرے کا کٹاؤ ختم ہوتے ہوئے بالکل ہوا گیا۔  
اور وہ ان سے بات کر کے سکھو سے ہو گئے۔ لیکن اس کے لیے میں بھلی دعا میں کر رہی تھی جب وہ اندر آئے اور دیکھا کہ وہ کچھ ہوتے گئے۔ بیٹا ابھی بھی بچا ہے بچا کر لاؤ۔ اور کان پر لڑائی کر کے قتل سے کہنا نہ کہنے کا بیان فرما کر چلے گئے۔

”ابھی تو ان کو میرے پاس نہیں ہے۔“ اس نے اپنی غصی کو بھٹک چھپاتے ہوئے کہا۔  
”میری الزامی میں جا رہے ہیں۔ کس سے کہاں میں سے نکال لو۔“  
”ابھی ابھی ہوئی کہ کر کے میں بچکی۔“ لے تو پھیلے ہی تھا کہ اس کا سوا بٹل کہاں ہے۔ صحت سوا بٹل تھانہ کر کھیل کا چروں کا آؤ کر رہ گئی۔

”اس کی بی بی کیا بہت بڑی عورت ہے؟“ اس کو کہنا نہ کہہ کر قتل نے حیرت سے پوچھا۔  
”صرف وہی اسی کا لڑکا ہے۔“ سز شاد نے پہلے لے کر آ کر آسمان اٹھ کر کہیں سے کہیں۔“  
قتل میں غصہ میں لے آ کر آ کر اس نے لڑائی میں جا کر قتل کے ہاتھ ہی چائے بیوٹا دی۔ اب سب کے سامنے جاتے ہوئے اسے شرم آ رہی تھی۔

چلے پھرتے ہو کر کسی دے پھر کر گئے تھیں تو وہ ہی طرح شرم رہی تھی۔  
”پریشان مت ہو میں جانا۔“ جب کہ وہاں سے لڑائی لڑا کر رخصت ہو کر گئی۔ گئے۔“ زور کی بی بی اس کو بچلے سے لگاتے ہوئے کانوں میں جیسے امرت گھول رہی تھیں اور مارے ہنسنے لگے جیسے اس کی آنکھیں ہلکی کی گئیں۔

نورہ ان سے بڑی چٹنی بھی پیسا ہے وہ خود سے کوئی پیغام دے رہا ہو۔  
”آپ میری ہیں۔“ اور۔۔۔ میں آپ کی بھول اور یہ بعد کہ میں کو آپ میرا ہوتا نہیں چھوڑی گی۔“  
اس کے یہود سے پھر سے ہوئے اس پیغام کو کہیں کرتے ہوئے زور کی بی بی نے اسے بخور دیکھا اور اس کی دہن اور مسکین چٹائی پر اپنے چادر کی کشائی کرتے ہوئے۔

☆☆☆

دوست و نا دوست رہ گیا مگر شجاع بھانہ اس کے ڈھانے پر بچا۔ جس میں جانے کے لیے تیار تھی اس کی تمام باتیں ہو گئیں تھیں۔

”مجھے بہت ضروری بیٹھنا ہے نہ کھڑے۔“ اس کو سر کر اس کا۔“  
”بہائی تو دوسری بات دو گھنٹے بعد چلے گی آپ آرام سے بیٹھ چلے گا۔“

”میں میرے پاس انتظار کرتے ہیں ہے۔“ اس کا بھائی نہیں چلے رہا تھا کہ اس کو گھوڑے پر سوار ہو جائے اور فرار کے پناہ لگتا جانتے۔  
وہ کھٹ کر اس میں سوار ہو گیا۔ کسی مسافر نے اپنے بچے کے ساتھ بیٹھنے کی ہتھکنی۔ وہ بچے کو گود میں











☆☆☆

”ابراہیم تیار ہے، لیکن مشکل ہو چکی کیونکہ ہمارے ساتھ جلی اور داماد کے ساتھ میری خند بھی ہوں گی۔ اگر“

”اچھا، مرکب چاہیے۔“

اے! میری ٹیکس دیکھا۔" فیروز نے پوچھا۔

جب فیروز بیگما تھا بھادوی کے ساتھ جا کر زور کی اسی کے لیے فریج مخمور کی پلین سائوٹا ان کی بجلی کے لیے سسک کا لکھر ایتھری کا سوٹ ۱۰۰ والے کے لیے کور زور کے لیے سوٹ کا کپڑا خریدائیں۔ جسے فریڈا سہ نے بھی بہت پسند کیا۔

زبور کے گمراہوں نے اپنے مہمانوں کا بیڑا سوا گت کیا۔ صبح کو ہار پہنائے ..... اور نیک پر تکلف  
ہوئے کا اہتمام کیا۔ بچپن کے لیے ذہیر سارا کھانا یک کرا کے دے ہی پر بھجوا دیا۔

[illegible]

”اسکی تو کوئی بات نہیں ہے اگر وہ لوگ جاری خاطر و عواطف نہیں کرتے تو آپ سمجھیں کہ ان لوگوں نے جسے صاب سے سہانہ داری نہیں کی۔“

”میں نے تو صاف بات کی ہے اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔“

آئندہ افواہیں لوگوں سے نہ لے گا تھا وہ بھی گھری کے لوگ آ رہے تھے مگر فیروز و نجم ان کا سچا ستورا مگر بڑا انجمن ساس لے چکا تھا رنگ روم کے پرے جل دئے قاتلین بھی سچا۔ ایک خاص فریڈر تھا۔

ایں گناہ میں گھر میں پاکیزگی ایک دین ہے آگئی تھی اس کے سر و ہمالیہ جان بھی ساتھ آگئی تھیں۔  
 جو جس دن وہ لوگ آنے والے تھے صبح کا دل بیوں اور جملہ آقا تھا اس کا کچھ نہ رہا آ رہا تھا کہ آقا

ہمیں بھی کس کس کو شریک کرنا ہے۔

کمر کا کرنا وہ اس نے کب سے ہی چکا دیا تھا اور شام کو کھڑی ہو کر اس نے وہی سوٹ پہن لیا تھا جو عید کے موقع پر اس نے اسے گفٹ کیا تھا اور جیسے اس نے اسے کیڑیوں میں تھا کر کے دکھایا۔

”سوئٹم نے کب خریدنا تھا۔“ غیور اور غمگین نے اس کو پسند کر کے دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
”یہ کئی ماہی نے گفت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے۔“ ”کیا یہ ان کے لئے کاڑھ تھا۔“

ہاں اہمیت اچھا ہے۔ میری جگہ کی جو مسئلہ ہے۔ "خیر و بد و حق و باطل" کے کلمہ کا کلام ہے اور ان کے کلمہ

انہیں یہ تو تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تمہاری شادی تو بڑے بڑے اور بڑے ہو رہی ہے۔ اگر نہ ہوتی تو تم ان چیزوں کو کھانے پینے کے سوا کیا اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔“

”ایسا نہ ہو کہ محبت چھٹا تھا، اس نے گزار لیجئے دل دہ ہے۔ اگر میری محبت میں کوئی کھٹ ہو تو کبھی نہ ملے۔“ اس  
 اعلان کیا۔

”شاید کجا پات یو۔“ غنیمت بھی مسکرا دی۔

متبروقت مسز شاہدائیں... تو اس قدر مہم تمام ہے آئیں کہ گمراہی لے چکا ہو گئے۔  
 تھیں کے لیے جانجی ہماری ہم کر جڑے ایک موٹے کا کھنٹے نے درو و دیگر بڑے بڑے جانور، پر سر لڑ سکا۔

۱۔ غریب احمد اور فہد کے لیے مجھے وحتم کے سوٹ۔ لیکن کچھ ٹیکسٹائیں میسج میں اور میچنگ کا ڈیجیٹل ڈیویس سامان آتو۔

زیر خود بھی ساتھ آیا تھا اور شرمایا شرمایا سا جیٹھا تھا۔ اس کا بڑا بھائی مستقل مددگار بن رہا تھا۔ دوسرا بھائی کراچی

[illegible]

”انہوں نے دھوکھی لانے کو نسا کیا ہے یوں میری جڑیں خرابی ہے۔ ہم تھکی ہی ابھی اٹھیں گے جانیں ان کا  
آٹھوں میں جتنے کی تھری۔“

”ہاں سچ ہے، مگر مجھے ان کے لئے ایک ایسا سا کریم شلوار لے لو۔ اس کے کی ماں اگر شلواریں پہنتی ہیں۔“

”آپ کا کوئی مفتی تھوڑی اور عرصے پہلے مر چکا ہے۔ صرف رشتہ قبول کیا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے ہمارے گھر سے کیا ہے تو اس سبب کیجئے کہ اس کی قبر صحت سے محفوظ رہے۔“

ملا کہ تو تم ایک کھوکھلا مٹھائی کا ڈال بھی لے جاؤ گی تو کوئی بات نہیں ہوگی اور اپنے مگر میں رہنے آ کر کرے گا کہ قہر نہ ہو بھی رہتا ہے کہ اس کا اسے شکوکات کا ضرورت ہو جائے گی۔

”مگر جب لڑکی باہر کی جاتی ہے اور مرد صراحتاً بھی ہم سے الگ نکلتا ہے بھاری ہولہ خیال رکھو نہ ہے۔“

طاعتی بھی ہیں۔ اتنے سارے لوگوں کے جوڑے کھوڑے تو میں نہیں دے سکتی۔" (فیروز و مجسم نے انکار کر دیا۔)

”میرے لیے کوئی راستہ ہی۔“ شمالی چائے پیراؤ کو کھینچ رہی تھیں۔  
 ”میرے پاس کچھ گھر پر دست سے ہوا۔“ سلیٹ ٹیبلٹ۔ کچھ۔  
 ”میرے پاس کچھ گھر پر دست سے ہوا۔“ سلیٹ ٹیبلٹ۔ کچھ۔

سے نکل آئیں گے۔ وہ انھیں لے کر اپنے کمرے میں آئیں اور ایک لمبی کھول کران کے سامنے بکڑے  
مر کر گئے۔

”خیر و ذرا امت ماننا جو کچھ تم نے صحت کر رکھے ہوئے ہیں اب اُن کا رد و رد و فتن نہیں ہے۔ میں مگر

بڑا شاموز کے سوٹ بھی پسند نہیں کیے جاتے۔ سٹاک اور بنارسی کپڑے کا فیشن ابھرتا رہتا ہے اگر اس کے ورے سامان ماناں تو تم کو تمہارے کام میں آسان بنائیں۔“

”اب الکاخیز نہ کا کس کیا کر دیا کی۔ سال ہا سال سے مرغ زری تھی میں۔“ فیروز زور دینی ہو گئی۔

جائے گا کہ مخالف ہر قسم کے آئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی جو اتنا ہمارے پیسے والے کو میاں نے نہیں سچا  
کا کہ نہیں ہے۔"

”مجھ میں کیا کرلوں؟“ فیروز کی پریشان دیکھائی تھی۔

..... اور اگر کھلیا غریب چاہتی ہو تو مستور..... کہہ رہے ہیں پر وہ بڑا نہیں، میں نے کہہ جتنا لے کر وہ باغوش ہوئی

”اے کھول، اڑوں کی، مانتے تھے تیرے بچوں کی... مگر آج پھر اے ساتھ چلیے۔“





"اگر کیا بات ہے تو صرف مکئی ہی تو ہوتی ہے آپ قسم کرو میں اور ہم بھرت جہاں بھائی سے آپ کی شادی کر دی گئی۔ میرے بھائی اتنے اچھے ہیں..... اتنے اچھے ہیں، اتنا چھانچا کوئی نہیں سکتا..... رنجی شرت جذبات میں بھی جلتی تھی۔

"رنجی انہیں نہیں کہتے۔" تمہارے پریشان ہو کر پتا انہماں کے ساتھ پرکھ کر کہا۔  
 "رنجی نے اس کی طرف سواری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "کیا تمہاری گلی اتنی پائندہ ہوئی ہے؟"  
 "نہیں ان کی بات نہیں ہے۔" وہ اپنے دل کا چور بھانپتے ہوئے فرمایا۔  
 "جی..... اور ان کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ جب اپنی مرضی تو پھر اس پر قائم ہے۔" رنجی کی ماں نے شرت کا گلاں گھٹیں کو پڑے ہوئے رنجی کو کہا۔

"مگر جہاں ہوتی ہے لیے دیکھیں سے ابھی کوئی نہیں ہو سکتی۔" وہ کسی معصوم بچے کی طرح سادگی اور صحت سے بڑے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"ایسا کیوں کہی ہو..... تمہاری کوئی گلی ہے۔" ایک سے بڑھ کر ایک سوچ رہی ہیں..... اور تم دیکھ لو..... جہاں صاحبہ بہت اچھی لڑکی ہے لیکن بھرت نہیں اچھی۔"

"آپ سے اچھی تو ہوتی نہیں سکتی رنجی نے کہا۔  
 "یہ تمہاری بہت ہے، اور شرت تو کچھ بھی نہیں ہوں۔"

"تمہاں کیوں مجھے جہاں بھائی کے لیے وہ بھی خیال آیا آپ ہی کا آیا۔ اسی نے سوچا تو آپ کے بارے میں سوچا۔"

"اچھا..... تمہیں رنجی کو بہت بری نظروں سے دیکھتے ہوئے بیٹھی۔  
 "جہاں بھائی کے سامنے جب شرت کی کام لیا یا تھا تو مسرور بدل دیا کرتے تھے مگر شرت جب آپ کا ہر لمحہ تو اس کا سر ہاتھ سے گول پر رکھتی پاتی تھی۔ یہ وہی یہ خیال تھا کہ وہ آپ کے بارے میں شرت کرتے ہیں کہ وہ سے شرت نہیں کرتے۔ شرت کے ذکر کو اس کی آنکھوں میں آنسو پڑے ہوئے چلتے شرت نے دیکھے تھے وہ اب آپ کی بھی مٹتی ہوئی..... ان کو پریشان کیا..... دیکھا کہ وہ کہوں۔"

"میری مٹتی ہے..... انہماں کہوں ہو....." تمہارے نے حیرت اور دکھ سے رنجی سے پوچھا۔  
 "پتہ تو مجھے نہیں پتا اور ہی، کیا میں نے نہیں..... یہ پوچھنا ناخوش ہے۔"

"رنجی تمہارا خیال غلط نہیں ہو سکتا ہے۔ میں تو تمہارے بھائی سے صرف ایک آدمی ہوں۔" تمہیں کو اس بار کو ذکر سے وحشت ہونے لگی تھی۔

"بے شک آپ ہمارے گھر میں بھی نہیں آئیں گے مگر شرت روز آپ کو اپنے گھر سے دیکھتی تھی کالج آتے جاتے اور آپ مجھے اچھی لگتی تھیں۔ اور میں آپ کا ذکر پتا بھی سے کرتی رہتی تھی اور ہماری ہاتھوں کا تاب ہوں ہاں سے دیکھتے رہتے تھے۔"

"اب کیا پتہ کیا میں..... شرت کی بیٹی..... جس کا وہاں صاحبہ ۲۰۰۰ میں جاتا ہے..... انہماں سے گھر میں نرٹ..... رنجی کی ماں نے رنجی کی باتوں سے پریشان ہو کر کہا کہ وہ اس موضوع سے بہت ہی غور کر رہی تھی۔

"شک ہے وہی مگر میں جہاں بھائی کہیں جاتا ہوں گی کہ تمہیں کی کہیں مٹتی ہوگی ہے۔" رنجی نے ماں کو جتنا جے لے کہا۔

"تمہیں بھائی نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ آؤ کہوں ان کے خط لکھ دیا ہے اور وہ ان کے خیال سے سو فیصد غلط ہیں تو کیا آپ انہیں یہ باتوں کر کہیں بتا سکتی ہیں؟"

"مگر تو ایک آدمی تو ہوں کہ ہمارے لئے اور خود لگ کر کہے تھے۔ صرف یہ خبریں دانی تو ہوتے ہیں جب تک ہوں کہ سلسلہ حال ہوں۔"

"اس کا تو یہ صاف مطلب ہے کہ تمہیں کی قسمت میں شریع کا ساتھ نہیں تھا اور جب زور سے اس کا وہاں ہی گیا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔" فیروزہ کا دل اس کی صورت میں گھٹس ہو رہا تھا۔ ان کی نظروں میں شریع کا کردار کی عقل و فکروں میں نہ رہی تھی۔

"اب کر ہی کیا سکتے ہیں ہم....." فریاد اور دلدار کے کہار سے وہ دم کھڑے ہوئے..... اور گھٹس میں غور کرنا چکا لے گئے۔

رنجی کے گھر بھائی کے گھر میں خود ہی تھی حالانکہ فیروزہ و شرت نے اسے بھی کسی کیا تھا کہ ان کو ان اپنی اچھی مٹائی خود نہیں لگا کر تھی۔

"مجھے رنجی کی عیادت کے لیے بھی جانا ہے، وہ کیا سوچے گی کہ اس کے ساتھ تو یہ حادثہ ہوا اور میں لگ جانے کے بعد بھی اسے دیکھنے کے لیے نہیں آئی۔"

"پتہ ہے مجھے میں ابھی بھائی اپنے ہی سے لین کے ہاں ہی جاؤ گی؟"  
 "تو کیا ہوا یہ یہی مٹتی کی بھائی کے لیے بھی یہ بھی ہے..... تمہیں سے نہیں کر کہا۔"

"تمہیک سے چلتا جاؤ۔ میری طرف سے کوئی پوچھ لینا اور تاراج نہ ہمارے ہاں کی عیادت کی وجہ سے گھر سے لکھا نہیں ہوتا اور میں بھی آئی۔"

"تمہیں جب گھر سے باہر آئی اس وقت فریاد اور شرت جے میں سے گھر تو دن سے لوگ ہی دیتے کہ وہ خطا دینے والا ہے کہ وہ گھر کو لیں باہر ہی ہے۔"

رنجی گھر میں باہر بھی نہیں لگتی تھی۔ جب وہ اس کی ماں کے ساتھ اس کے گھر سے مٹتی ہوئی وہاں کا پھر تمہیں کو کہہ کر مل سکیا۔

"میں آپ کو بے دیا کر رہی تھی شاید میری دعا قبول ہو گئی آپ خود ہمارے گھر آئیں۔"  
 "میں تو اس سے پہلے ہی ماتی تھی مجھے جہاں نہیں چاہتا۔"

"یہ صاف ہی سہلے ہے؟" رنجی کی ماں نے خصوصی طور پر تاراج کیے ہوئے ڈبے پر مٹتی مبارک لکھا دیکھا پوچھا۔

"میری اچھی مٹ ہوتی ہے..... وہ شریع کہہ رہی۔  
 "اس نے اتنی ہڈی آپ کی مٹتی ہوگی ہمارے ہم سوچے ہی وہ مٹے..... رنجی کے گھر سے بے اختیار نکلا۔

"اب کیا مطلب.....؟" وہ پوچھی۔  
 "تمہاں سے ابھی کہیں آپ کو جب سے دیکھا تھا میں آپ کو لپکا بھائی کے وہ پش دیکھنے لگی تھی۔

میری بیل غلطی تھی کہ جہاں بھائی کی شادی آپ سے ہو۔"  
 "اب تم نے یہ کر دی تو اس میں میرا کیا قصور..... روز میرے بھی حوسے ہوئے کہ چاہتا ہوں وہ وہ ہم

بھرت پر پڑے ہوں کہ وہاں لگا دیا..... تمہیں نے شرتی سے کہا۔







[illegible]

”اے میرے کوئی محب آ رہا تو کاشے کو سوچا کس۔“

[illegible]

اولاد کی محبت بانی کو شاید باخلاق چاہی ہے۔ شاکستہ نظم پر وقت الٹی نظیوں کے بارے میں سوچنا  
اگر اور اعلیٰ کے بارے میں؟ تمہارے کرنے کی خواہش منہ نہیں مگر اس وقت سامہ آئیں جہد آبادوں کے  
اُن خوابوں سے کہ ہرے میں کچھ تیار ہی تھی تھے وہ بھولی سے نہ سہی تھیں۔

”خدا تعالیٰ! اے میرا تاجدار! آپ کو — حیدرِ دہا کے چند نوادہاں کی مجلس کے اندر کی باتاں خوب و خریب“

”اے کیا واقعی.....“ کہہ رہے تھے اس کا جوش خطابت دیکھ کر پوچھ رہے تھے: ”اللہ دوسرے کے دہانے نہیں لیا۔  
 ہمارا کہہ رکھتا کہ یہ کیا پڑا نہیں لگتا۔“

”ایک ایچ چوکر کی کتاب کو پسند کر لی اس تو سمجھو غریب شخص پڑھا تو، بیٹے بھی اس کتاب کو پسند کر لیتے“ صابرہ لہذا دارا نے کچھ دنوں میں اس کتاب پڑھا۔

"اے نہیں، بھئی....." من کر کے انہیں بھڑکی سی آگلی۔  
 "میں سچ کہتی ہوں۔۔۔ لیا ہی بنا ہے میں نے اور ایراضی دیکھا ہے لوگاں نے... کہ اگر رشتے کے بھائی

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سب سے پہلے (سب سے پہلے) ان میں سے کسی ایک نے کہی ہوگی اور وہ چوتھی کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو کیا معلوم ہے کہ ایک شخص نے کسی کو لوگوں میں پھیلایا ہے۔

اپنے لوگوں کے بارے میں کل کے دوسرے افراد کیا مائے رکھتے تھے یہ بھی ہے وہ یہ کہ ایک ٹی سے بارہ انسان یا اس سے بھانے والے کئی لوگ ہیں۔ ایسے انسان ان کو کبھی بھی ممنوعیت دیتے ہیں۔

”یہ سب میرا بڑا مسئلہ ہے۔ مجھے یہ باتیں یاد ہیں اور ان باتوں کو ان کی حقیقت میں نہ کہ ان کا شوق منقول دیا

☆ ☆ ☆  
 تاریخ کی تاک چھوٹی نہیں تھی شادی کے دن اس نے بیچ والے کا ہاتھ لیکن فی قصی مگر اب شادی کے بعد اشرف کی

”چپ ہوا سب فروع کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ کوئی اس کو ٹھیک نہ کرے آپا نے سب کو اردو مانا لیجے  
 میں کہہ اورد سب کو گھر مٹنے کا اشارہ کر کے باہر جا کر شرف کی ماں سے گھر جانے کی اجازت چاہا۔“

اور جب دونوں چٹمپ سے اسے سہارا دیتے ہوئے کھڑکی کے کمرے میں داخل ہوئے تو اس کی ماں کو بے ساختہ چپکے کھامریا لے کر لے کر آگے دلی ۱۷۱۔ ۱۷۲ (نرجس باغوں) کھلیں اٹھارہویں تھی اور دھڑک رہی تھی۔

اس کے بچوں کی طاعت سے اُٹھ کر ان کے والدین کے پاس گئے۔ تو ایک شب میں علی حس و غاشاک ہو گیا۔

جیسے نئی چمپا نے جس کچی کی طرح کم ہو چکا تھی بالذات تاکہ ہوتا ہے فروغ کی نظر کے مری لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے اس کے ارد بالوں کو سولہ پر چڑھا دیا ہو۔ خوشی کی کوئی بھی رشتہ انکس پر کبھی تو کس بھی۔

پانچویں میں تھا۔۔۔۔۔ اور وہ کئے ہوئے شہر کی طرح ان کے بازوؤں میں آکر جھکی بیٹھی۔ ان میں عید و کھیل

”فرح.....فرح! فرح!“ ماں بھینسے اسے پکار رہی تھی۔ مگر اسے سمجھ بھی نہ سکی کہ اس کی ماں کی آواز ہے۔

شائستہ بیگم کی خیر پہلے ہی بہت کم تھی کہ عرب تو بالکل ہی ختم ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ اپنے ہر مہرے پہلے تھک

آتش کی رات جلا کر اس کی تھی۔ سناڑو بنے خیر سوز عیسیٰ تھی۔ رات کے کوئی تین بجے تھے وہ اپنے کمرے

سے سب سے پہلے ان میں چھ پرکھ کر کے دیکھا جائے گا۔ ان پرکھوں میں سے پہلی دو پرکھیں ان کے لیے ہیں جو کہ ان کے لیے ہیں۔

”آپ کا بے گھر بننا، بے گھر بننے کا یہی مطلب ہے کہ آپ کو اپنے گھر سے دور کر دیا جائے۔“

”کاشف جانے کی وجہ سے میری آکھ کھل گئی تھی۔ آپ کو بہت دیر سے آئین میں چمنے ہیں تار رات کو

”جان تیرا کمال آئی مجھے سر میں بھی دودے میرے۔“

”فہم بخلافہ وعلیہ السلام، بخلافہ وعلیہ السلام، بخلافہ وعلیہ السلام“

”کیسی باتیں کرتے ہو؟“ آپ..... آپ کا کیا کم پر کوئی شے (حق) کہیں ہے کیا..... میں ہیں

دیکھو! یہاں ایک ایسا عجیب و غریب منظر ہے جس کا کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں ایک ایسا عجیب و غریب منظر ہے جس کا کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں ایک ایسا عجیب و غریب منظر ہے جس کا کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔

انہوں نے اپنی ڈیڑھ اونی تقریباً سے دیکھے اسے صاف دے کہا "صاف وہ تم بہت اچھی اور غریب خائیاں

ان مجھے شہزادہ اپنے بھانجے سے علیقلین کی شادی کروں گا۔“

اے آپ! کتنی بات کر رہی ہو زبان بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں نے اس جگہ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اپنی کسی شادی اس کے بچے سے کروں گا! کہیں کے وہ جوگہ... کہہ جان دے کر میں..... میں..... وہ ہر

۱۵] جس کا ذکر ہے۔  
 "اے جانک! ان گوشت کی ٹل تو ہوتی ہے۔ اس طرف چلاؤ یا دوسری طرف۔" اس میں کچھ ہے  
 نہت ہے نہ عمر کی ہے۔ یہ کہ کواہیں دی جا سکتی ہے۔ غصہ کرواں لوگوں کو نہ۔"

”تو..... تو کیا شے ہے بات ختم کرالے؟“ فرد احمد نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”اور مجھے..... قسمت کو کی بار بار تھوڑی دھک دیتی ہے۔ اپنے سوا قح اُتران لوگوں کو ملنے تو کیا وہ تھوڑی فرج زبوں کی ماسوا دی کرتے پھرے؟“

”خجک ہے آپ! اس معذرت کر کے کا اور ہم لوگ بہت جلد کاغذ آتے ہیں..... آپ بھی چاری کر لیں کہ اب یہ تقریب ہوگی۔“

”تم نہیں آ جاؤ۔۔۔ گھری کیا تو بات ہے۔ وہ بیوقوف تھا۔ سنا ہے کہ لڑکے کرتے ہیں۔“  
 ”لیک ہے“ بچہ مس جلدی آتا ہوا ”خیر دعوہ نے ریسور کر ڈیل پر دیکھ کر خوش ہو گیا تو پریشان سے  
 ”اے۔۔۔“

در دوازده کے وسط میں ادا اس اور پریشان مرا چہ اے تلکین کمری تھی۔

[illegible]

”مجھے نہیں ہما“ دوشا کی لہجے میں کہتے ہوئے اپنے کمرے میں بھاگتے ہوئے تھریں سے علی گئی۔

☆ ☆ ☆  
 ۱۱۔ یہی طرح جنس راہ تھا۔ امن کی غمی کی لڑائیوں اور انجی سے اور انجی اور انجی تھیں جیسے کہ وہ نہ جہد چہ حرق  
 ۱۲۔ سر اشراف کی غمی کا ہوا و فرج کو نہ جھمی کی طرح مخصوص اور با تھا۔

[illegible]

”مہبت میں کوئی سہو جاتا ہے اور کوئی تیز..... مجھے کیا پتا مہمبرا کی ہے۔ مجھے جیسے ٹرے کہاں تک، بہا کر لے گئے۔“

”سہا آپ کو اپنی دلہن بنا چکی ہوں کہ شہان گوشت کو بڑے صرف خط مفرد تھے۔ انہوں نے ہماری ٹیٹھیے اور نہا۔“

”متر ترساری تو اس کے ساتھ نہا، اور یہی تھی؟“

”شاہد بن ابی موسیٰ تو ضرور بولی مکران کی کہ میں اپنے قریبی خاندان میں میرے بھائی کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔“

”جب ان کی ان خود کھجے کا پران جا نیکر ہوا تو اس پر اس نے کرنے میں شریعت کیا کیا ہوگا ہے۔ مجھے شہادۃ کا حق ہے۔“

اٹاں کا یہ ارہ من تھا کہ ان کی بچہ اپنی ناک میں دو لچک ضرور چبھنے اور فرخ ناک چھو دینے سے زور دے گی۔ پول شادی کے چھ کے حالات نے سارے ساتوں کا ویسے بھی خونیں کردار تھنک کچھ کرنے یا بچے سنورنے کا کام دل ہی نہیں دیتا تھا۔

اس نے اشرف کی کوئی بھی بات ماننے سے تامل نہیں جاتی تھی۔ اس کی بہنوں کا یہ خیال تھا کہ وہ حسن ہے اور اشرف چونکہ قفل و صورت کا مسموم ہے اس لیے وہ اس کو چننے نہیں آئے۔ جبکہ اس کی آپا کا یہ خیال تھا

شادی کا دسواں دن تھا وہ پہلی سانس کے پاس خاموش سی بیٹھی تھی۔ سانس اس کی چاروں ہی شکل کی طرف  
گردی تھی۔ اشرف سامنے بیٹھا سے شعلہ باز نظروں سے دو کمرہ تھا۔ (جیسے وہاں قافلہ ہی نہ ہو)

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے اس موقع پر خوش ہو رہا ہے یا یہ اسے خوف زدہ ہو رہا ہے۔ ہنسنا چاہیے یا ملنا۔ اس کی مامی نے اس کے کان میں کچھ کہا اور اس کی بالکل سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔

دوبارہ اسے کھجور کا ٹھوس آغوش میں بھر کر پوچھا۔ پریشان سی جو کہانے نے رمانا مندی میں سر لایا اور پھر رادہ سمجھتی کی دیکھتی ہوئی کسی بے برق و فداوی سے اس کی سانس نے ایک چھوٹی سی پانی کا گتہ سے

”اے کون سا شرف ہے جس کی پیروی ملک دی ہے؟“ فرح! چھوٹی سی بالی اس کی ہاک میں کھنکھاتی رہی۔

اور وہ ان کو دیکھ کر ہنس کر کہے: تم لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔

فرہ اہم نے حکمت آ آکھوں کیا تو انہوں نے پہلی بات ہی کہی جو مجھے کرنا ہمارے پاس ہوائی رشید کا

”ہاں، خط آج آیا ہے نیاری کی اطلاع کے ساتھ ساتھ انہوں نے دوسری بات بھی لکھی ہے۔“

”مگر دوسرے کس بات کا ہے تم کاؤں آج دوڑ اور ٹینس اور شطرنج کی نشاۃ الیوم کر رہا کہ ہمارے بچوں کو کروڑوں روپے جڑیں پانے دے ہمارے بچوں کا حق دوسروں کے پاس چٹا جائے گا۔“

فرید احمد نے ایک گرمی ماحول میں گزار کر جس کی اداسی عظمت ختم کیم کے سے چھٹی نہیں ہو سکی۔

”وہ جس نے اپنے غلبے والوں میں تمہیں کے رشتے کی پائی بھری ہے۔ وہ لوگ ابھی بہت اچھے ہیں۔ مکمل۔

”ہاں بھئی میری ہے صلاح تو تمہیں کیا ناں.....“ عاتقہ نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

میں۔ اہل جنس اور تہ پایہ سب مغرور چاہتی ہیں۔"

کہہ دو پائے اس رشتہ کرنے پر میری بی بی بہن ناراض ہوئی ہے اور میں اس کی ناراضی برداشت نہیں کر سکتا











☆☆☆

”نہیں، تمہیں بخار ہے اور تم نے ٹاپا تک نہیں؟“

۷۔ ملتان: فرحت کے بچے سزا دیا جاتے تو انکی زانگنا کو سب ہی وبیک کرمان کے پاس بھیج دیتے۔



ہمیں ملے سے پہلے ۱۱ آنسوؤں کی پہ بندیاں  
رفت چلتا ہوا گاہ بیت چلتی گی صدیاں  
بے صوفوں کی بھٹی میں۔ بے حس کو رنجے ۵۵  
بول تو ہوا پگھلے بے ہوا کو ہوا رنجے ۵۵  
(خیزان)

☆☆☆

اور اے کمرے میں اس کا چراغ آٹھ گھنٹے کے مقابل کھڑی ہو گئی اس کے آنسو بھرے موٹی ٹیڑھی ٹیڑھی آنکھوں سے گرنے لگے۔ وہ دوسری کی مشقت کے آنکھیں سرخ و داغ اور چہرے پر بے پرواہی کی چھائی ہو گئی۔

”میری خواہشوں میں کیا کیا بھی جو تم سانس ملت گئے؟“ اس نے پوچھتے ہوئے جہاں اس وقت روکتی کھڑی تھی۔

”قسمت کی چوٹ اسے مل گئی تھی۔“ وہ کہنے لگا۔

”کب میں؟ قسمت ہوں؟“ مجھے سیدھا کھل کر پھر سے کہنے تھے۔

”اللہ دکرے۔“ اس نے دیکھ کر کہا۔

”پھر میں کب آؤں؟“

”نہ نہیں، وقت کے ساتھ ساتھ چلو، اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ رفت کا مرجم بہت جلد کھڑا ہو جاتا ہے۔“

”میں بھول کر آئی ہوں بھئی باقی۔“ زونجہ کیوں کر بھڑکے کہ اس نے شاید سدا ہی ہر چیز سے کہے۔

”اس وقت نہ صبر نہ سوچو۔“ عیسیٰ نے ان کو دیکھ کر آواز بلند کرنا شروع کر دی تھی۔

”اچھے لوگوں کا ہر قسم کا مذاق اور ہر طرح کی کڑواہٹ اور غصہ ان کے کمر باندھ گئی تو یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ خود بھی اسی قسم کے مذاق اور کڑواہٹ اور غصہ کا شکار بن گئے۔“

”ہاں، بے دخل خوش ہوں، زرد رزنی سبکداری۔“  
 ”مجھے کیا لگا تو کہیں ۱۰۰ پورے چھوڑے ہمارے رزنی کا راج ہے۔“  
 ”نظر کا وہاں سے نہیں تو بے دخل خوش ہوں تو ہمارا سہی پورے رزنی خوشی۔“  
 ”اس بات کو میرا دل کیسے نہیں نہاتا؟“  
 ”اپنے دل کو کم اچھے طرح بکھاؤ، میں رزنی خوش ہوں، بے دخل خوش، میرے صحبا کو شاید کوئی خوش ہوں نہ ہو۔“  
 ”کس نے تجھ کو بکھا۔“

”اچھا..... بچہ میں چلتا ہوں خدا حافظ!“

”اوسہ! بتاؤ مکی گزنی پیادری ہے خود رقی اور جائے گا۔“  
 ”خیر..... دعا اور رجا اور مسزیر“ اشرف کے نرم جھلے اس کے دل کی کلی کو کھلے گئے۔

مولانا : میں نے آئینہ شہزادہ اکبر کو دیا تو ہرگز کوہوم جا رہا ہے۔

اشرف کی ہنسیاں بے نیاز ہوتے جتنے جڑوں میں اس کو کھڑکھڑاتے تھے اب ان کی درکاری ہو گئی تھی۔

کھڑائی سے ہاں ہاتھ دھوت سے تیار رہے راجہ جی، ہنسنے میں چند ہنگشوں کے لیے جہاں سے کے لیے

ایسا چاہیے کہ خودی کی شکل سے رہی ہو۔ جو بلی بلی کی طرح کام کر سکے ان سے اپنی چھانچھان کو سٹ

چہنہ۔ صبح کو کھڑکھڑا کر دیکھا تو کھڑے باہر قدم پر رکھا کھڑکھڑت کے دروازے پر اسے حجام کو نظر

آویزا دیکھا اسی کی ہنسیاں حیدر خان

کئے عرصے بعد درویشان کو درگاہ پر لگایا۔ نہ چاہے ہوئے کسی نے انتخاب کیا تھا۔ غلام شاہی لشکروں سے  
 اسے لکھا۔ ۶۰۰ عیسائیوں کی رہائش سب عرصہ کی ضرورت تھی اور ان لوگوں کا بارگاہی انھوں سے بھلا۔  
 درویشوں کا امر ہو گئے۔ درویشوں ایک دوسرے کو دیکھ کر تھے جیسے ہمہ آمیزہ ہو گیا تھا۔  
 "میرا....." ایک ایک کھانے کی کھال سے لے کر ان کے ہاتھوں میں دیا گیا اور ہر درویش کو اس  
 اندر چٹائی، خوراک اور کھانے کے سامنے گھڑا آسان کر دیا۔

ماس نے حیرت سے فرخ کو دیکھا اور پوچھا: ”تم کو اسے کیسے ماری گئی، اس کی ہنسی؟“  
 ”اھان، مجھے باؤ کا ہار لوف کے لڑکے سے ماری گئی تھی، جس نے پہلے جان لیگی۔“  
 ”جیسی بیوی...؟“ جانجی ڈر کر کہنے لگی: ”ماس! اس نے اپنے کام میں خود کو لگی۔“  
 اور فرخ بھی کہیں کہیں کرتی رہا ہے۔ نے بنائے تھوڑے میں کہا۔ عرصہ پہلے ہی وہی لڑکے کا ایک حصہ  
 اس وقت اس کے دل کا بھرا۔

۱۱ درختوں کے ہالے میں کسی کو کھینچتی ۱۰  
 ۱۲ چھب کے ہیں ادا کی بنا میں کو سر پہنی ۹  
 ۱۳ بار بار چھڑی کے سر کے ۸  
 ۱۴ شور سے صدا کسی کی فوڑ فوڑ لائی ۷  
 ۱۵ ہم میں کہاں کی، کھوئی کھوئی گئی ۶  
 ۱۶ دوستوں کے ہر پہ بھی، کیوں اکیلے رہتی ۵  
 ۱۷ صبح بھٹی ہو، آٹھواں میں رہتی ۴  
 ۱۸ جھاروں سے پھول کی، ٹوٹ ٹوٹ جاتی ۳  
 ۱۹ پیلے کی صورت میں پھوٹ پھوٹ جاتی ۲  
 ۲۰ رخصت سے پہلے کر کیوں، سوئی رہ گئی ۱  
 ۲۱ کہہ کیوں سے بھگا کو دیکھ کر بگنی ۰  
 ۲۲ مامے بنے آنکھوں سے، ایک بار پہنے ۰  
 ۲۳ بات کی اچانک کو ۲۰ تا ۱۰ کہنے ۰  
 ۲۴ اپنی سال مستقبل کچھ کر تو ۰ کہنے ۰





میں ملی تھی اور شائستہ بیگم کے کپڑوں پر مسکراتے چاند کی کی طرح مکمل تھی۔ اس وقت فریاد کی کوئی اور بھی حرکت  
انہوں نے نہ کی تھی۔

آج انہیں یہاں کسرت ہو رہی تھی کہ شادشاہ خیرال کے لیے اپنے دل میں سو فی کا نذر رکھتا ہے۔  
اچھا نہ ضرور دیا جائے گا جب شادشاہ خیرال کا ہاتھ چمکا کر اسے اپنے کمر میں لے آئے گا۔

☆ ☆ ☆

شہرت لم سے اسے لہا لگا رہی تھی اس کا دل اور غم سا ہو گیا ہے۔ اسے وہ فتنہ اپنی اگلا تھا جیسے اس کا  
بہنوٹا ہے۔ باقی جتنی چیزیں کہیں کہیں وہ کھو بھول گیا ہے۔ باقیہ میں اسے ذکی کا آواہا لگ رہا تھا اور وہ کہیں  
جا۔

آج صبح وہ اس کے بتا رہا تھا کہ گھر کا سوا بڑا بھائی شہرت بیگم نے اس سے کہا۔

”آج شام کی گزری ہے تمہارے ہاتھوں میں مانی اور تمہیں آدھے ہیں۔ ان کو لے آئے اٹھیں جا۔“

”کیوں، کیا انہیں گھر کا دوسرا حکم نہیں ہے اور وہ میری گاؤں آدھے ہیں؟“ وہ اکثر کھٹکھٹا ہوا۔

”مگر جیسا کہ تمہیں آج کا حکم ہے ان کو کھانا دینا ہے اور وہاں لو کو بچنے کے لیے چاہا جائے۔“

”تمہیں کچھ خبر ہے اور میں تو اسے کھانا دے سکوں۔“ وہ بھی کھٹکھٹا ہوا۔

”مگر پتہ نہ کی بات ہو سکتی ہے۔“

”بھئی ابھی وہیں کرنا میں اس کی بات نہیں کر سکتا۔“

”خیر اور لوگ کراہیں گے۔“ وہ نے۔۔۔ بھول کر کہا کہ ان کے ہاتھ سے کچھ تو جس قدر خاطر

ادارت کی تھی اساتھ ساتھ کہہ کر پھر حاضر ہو جائی تھی۔

”بھئی۔۔۔ کیا جا چکی ہیں آپ؟“

”لوہی ان کی بات نہیں ان کے گھر آئے؟“ اسے خبر سے بعد میرے بھائی کا گھر آ آ رہا ہے۔ ان کو اپنے عجیب

الگوں میں جانا چاہیے۔“

”تو جب یہ چلا جائے گا تو میرا دل بڑے لمبی (خشاہد) کے لیے نہ کہیے گا کہ ہر وقت آپ کے بھائی کے

ان کے لیے چھپ چھپا رہا ہوں۔“

”تو یہ بھائی گاؤں میں اس کا سوگند کرنے والے بہت لوگ ہیں۔“

”میں اس دنوں کا کاشنا نہ جانے لوگوں کو کہیں ہیں تو فرستے ہوں۔“

اس نے گل کر ان اس سے کہہ کر کہیں۔۔۔ وہ اپنا گل کیا۔ بھئی بھریے چائے پلان کو اور بڑے خوش سے

لہا کر رہا تھا اس نے لڑکی نہیں لیا تھا۔

مفت چکر دیکھ کر خدائی آؤ اور گھر کو نہیں برا مارا نہ سہاؤں کے لیے کھانے پلانے ہوئے وہ بھی سوچتی

پڑا۔۔۔ چائیں وہ کاشنا نہ جانے گا بھی نہیں۔

ان دنوں وہ اپنے بھائیوں میں تو نظر نہیں آتا تھا۔۔۔ کیا خبر، وہ بھول ہی جائے۔ وہ لڑکی کو خود گھرا تا

نے۔۔۔ مگر اب انہیں وہاں کے تمام خوشیاں خلافت ہوئے۔ ضرور وقت پر وہ انہیں سے سہاؤں کو لے کر

کہہ کر گیا تھا۔

محنت بیگم نے بھائی کے ساتھ ساتھ بھائی کے درمیان کھنگالنا بھی کیا۔

جا۔۔۔ صابو سے ساتھ رہا۔

”تمہیں پانی کی پٹی کھینچی کسی کی بات کر دی ہیں۔“ (مخبر نے ان کو دیکھتے ہوئے شہرت کر کہا۔

”نہیں۔۔۔ میرا یہ خیال ہے کہ بڑا کھر بیٹھے بڑا ذکاوت دکھانے کے سوا میں ہوں کی وہاں تو شام

میرا کی شہر میں کھر رہا ہے۔“ شادشاہ نے کھٹکھٹا کر اسے دیکھ کر کہا۔

”ابھی اسے یہ سنا دینا میں وہی۔ کوئی اور سوچ رہا ہوتا تو ایک بات پر اس کا غم شانی مگر انہوں نے

خوش تھی کہ وہ شادی خوشی کے سونے پر طبیعت میں نظر انداز کرنے کی غوی وہ وہی ہے۔ ایک اور ملافت اس میں

ملافت کی طرح کھٹک جاتی ہے۔

”یہی بات آج شادشاہ نے اپنی بیوی خوشی سے آپ کو تو اچھا صاحب لوگ ان کو کھانا کھلائیے۔“

صابو نے کہا۔

”ہاں ہاں، میں نہیں۔۔۔ میں ابھی کھانا کھا کر آؤں۔“ شہرت نے کہا اور کھر پھر سے کھائیں گے۔“

”آپ خود سو رہے (خبر) کو لے جائے۔“ صابو نے شہرت سے دعا کیجئے ہوئے کہا۔

”مگر کیوں؟“ شہرت نے شہرت سے دعا کیجئے ہوئے کہا۔

”اوس لیے کہ آپ صاحب صاحب قبیلہ میں شہرت ہاں کھانا کھا کر آؤں۔“ جب آپ پہلے کھانا

خوشی سے کھا کر آؤں۔“ صابو نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

اس دن ان کو شہرت پر یاد دہان کیا تھا کہ آج ابھی اس کو

”آج آج بھی۔۔۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

ہوئے چھپا۔

”آج صبح باور کرنا کھائیں گے۔“ شہرت نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

کلی ضرور نہیں ہے۔۔۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”کھانا ہے، جو میری لڑکی کے کھا رہی ہے۔“

”مگر شادشاہ کو پتہ نہ ہو گا کہ آج بھی۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”میں اس دنوں کو کھانا کھا رہی ہوں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”ہاں ہاں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”کھانا ہے، جو میری لڑکی کے کھا رہی ہے۔“

”مگر شادشاہ کو پتہ نہ ہو گا کہ آج بھی۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”میں اس دنوں کو کھانا کھا رہی ہوں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”ہاں ہاں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”کھانا ہے، جو میری لڑکی کے کھا رہی ہے۔“

”مگر شادشاہ کو پتہ نہ ہو گا کہ آج بھی۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”میں اس دنوں کو کھانا کھا رہی ہوں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”ہاں ہاں۔“ شادشاہ نے کہا کہ وہ کھانا کھا کر آؤں۔“

”کھانا ہے، جو میری لڑکی کے کھا رہی ہے۔“











"مگر کوئی میں بھی خرمن عزت، فخریت، نصرت، سب ہی ہوتی ہے، وہ کیسے ہیں؟"

"دیکھی پاکستان آئے ہوئے تو بیل، میں نے انہیں کہا دیکھا ہے۔"

"پھر بھی خبردار تو کوئی میںوں کی آخروں کو دیکھتے ہیں۔"

"کوئی تو ہیں، انہوں نے جہاں میں گئے وہیں میں، سب کا راج ہوں گے تو پاکستان کا پندرہ گاشٹیں نے اسٹریٹس میں گئے انکا کرشمہ دیکھتے ہیں سب چپ ہو جاؤ، نہیں انکی گردنے لگا کر طرارت ہے؟"

خیر وہ حکم اور فریاد وہی دلی ہو کر سن رہے اس کے بعد وہ کراچی روانہ ہو گئے مگر ان دنوں میں انہوں نے بدھاؤن کے ساتھ نہیں دیکھا، وہ دھوئے تھے۔

تنگن نظر خونی بھی ان سے کھو کر کیا تھا کہ روک روک کر نے بارے کا، اسے دیکھ کر نہیں بنے والا زمانہ، ان شجاع بھی محبت میں لگا کر کاٹا تھا۔ انوں ہلکتے خود جب شلو اپنے اپنے دکھ بھول گئے تھے انوں میں اپنی ذات سے ایک دوسرے کو خوش کر کے کی گئی تھی۔

خیر وہ مزید بیکر خاصا، مٹھن میں کڑی کے جھونکے سے چم کوئی مائے فکریں تھے۔

"کونسا ناکی لڑکی۔۔۔" خواجہ اور دینی دیا، کچھ ملامت خواجہ کو کرا سب کچھ بھول جانے کی۔ انہوں نے ملی میں سوچا اور سر شائستہ ہو گئیں۔

☆ ☆ ☆

"اگر وہیں بدھاؤن میں شادی کا تیسرا دن تھا، دو کرے سے نکل کر مہمانوں کو چائے بنا کر فودر دینی تھی۔" شرف کی کہانی نے ان سے کہا۔

"کچان کی تو کڑی اکل آئی تھی تو سہرے سے دلیس ملی ہے۔ گوری اٹھی۔۔۔ کہ سفید پیر اپنے تو کچر اس میں وہ میلانگے پھر تھیں۔" شیری تھیں کچر ہوئی گاؤں کے لوگوں کی کئی عزت کر رہی ہے۔ سلام سوا نہ کر رہی ہے۔ گلتی ہے، سب کی دعا کیسے لے رہی ہے۔" شرف کی لانا ہے پوری تقریر ملی کر رہی۔

"خیر تو بھی تو ہی رہی ہے، انا کچھ شجاع کی فریادیں سنیں۔۔۔ تو کئی کچھ شرف کی بھانے لانی بن رہی ہے۔"

"کیا جاتی ان کی لڑکی میں، اس کی کوئی خاص۔" بھتے داری تو نہیں ہے۔" شرف غصے سے بولا۔

"اگلے گاؤں میں، بھتے داریاں دہرائیں اس کی نہیں دیکھی تھیں، خوشی اٹھ میں سب کا کونہ ہوتا ہے۔"

"اس میں کچھ اور ہی فرق ملتی۔۔۔ جا کے تو دیکھتے کہ شجاع کو لکھا ہوتا تھا، سوتا تھا اور اس کی دھن تو اسی دھن، رات اکھاڑی دینے بھی کس سے ملتی ہے، انہوں نے دیکھی۔"

"انوں آپ کو کیا شجاع کی ماہ؟" خواجہ کو دلیس تقریریں کر رہے جاری ہیں۔

"تو بتا کر دے۔"

"ایک شہر کا وہاں ہے۔"

"پھر کیا؟" شرف نے دیکر شریف بھرے ہوئے میں نے اسے بیٹھ کر بھری جھانکے دیکھے۔ اس کے کسی دیکھنے کے لیے وہی کچھ دیکھا، وہ تو دیکھا ہی نہیں۔

"نہیں، اس آپ کچھ نہیں جانتیں۔" وہ دہرایا ہے۔ لوگوں کو بے وقوف بنا کر خوش ہوتا ہے۔ کچھ پورا

پاکستان۔ اپنی بھتیجی، کچھ کر رہی محبت بھنے آنے گی، اٹھی کسی کو اب نہیں ملتی۔"

"سو بات آج آئے ہے میرے دل کی گدہ دی ہے۔" شجاع بھی میرا بتا رہا تھا۔ وہ کچھ خبرت سے اس میں کہاں ہوئی، اسے باکر میں یہ بھول کا کٹا لٹائی ہے بھنے بچے کی فطرت سے نہیں ہوا۔ جو بات میرے جھانے میں ہوئی ہوئی، کچھ خبر نہیں کہاں ہو گئی ہے، فریاد اس نے فیر ہونے کے لئے، کے بعد میں کچھ رات داری سے کہا۔

اور محبت کا کچھ خوشی سے نکلنا سا ہو گیا۔ بھالی ہے کتنی محبت بھری بات کی گئی کسی کی خوشی سے ان کا مسرت تک کہہ کر تھا۔

☆ ☆ ☆

مسند میں بھی ہی مقلاتی آجائے۔ سیلاب کی شدت سے وہ کٹاں کچھ ہوا، اس کی مٹھن میں نہ ان کر سکتا ہی سرنگی پر بار ہو رہی سند کی یہ کیفیت ہمیشہ میں نہیں رہتی، وہ جلد ہی اپنی اصل رو میں برآ جاتا ہے۔

جب ان کا پانی ٹاموش سا نظر آتا ہے اور لہریں اٹھتے دیکھتے ان میں بھی ہیں کہ رافا کو تک سب دیکھیں۔

سیر میں اس کے پانی میں بڑا سیرنگ ہے۔

کچھ کیفیت اب شجاع کی بھی، شرف سے شادی ہونے پر جو وہ غیلا دھنپ سے بھرا بھرا بھرا تھا انہیں سے شادی ہو جانے کے بعد وہ بچوں کے جیسے نہ ہو گیا تھا۔

وہ۔۔۔ جو اس کے بے شکر ہو کر گئے تھے، اب شکر ہو کر آدھ ہو گئے تھے۔

زاد کی ہے، بڑا اچھا کھسک گیا، جو وہ شہر حویج کی مائے مائے ہے، وہ بھائی تھی۔ جو اس کی ہر بات پر سر جھکا دیتی تھی۔ محبت کچھ کا رہی تھیں، خاک کچھ شجاع میں کو باکر میں بھول جانے کا، دوسرے دیکھ کر دیکھ کر آدھ تھا۔

ان کی شادی اور بھنے کی قریب گھر کے قریب اسکول کے سب ان میں ہوئی تھی، جس میں گاؤں کے بے شمار لوگوں نے شرکت کی تھی۔

جس نے بھی لڑکیوں کو دیکھا تھا، بے حد تعریف کی تھی۔ شہر کی انہوں کے بارے میں یہاں یہ کھانا تھا کہ بے حد تھی، یہ بھی دیکھی تھی، بڑا بڑا کھانے کی ہیں اور ان میں شرف کا طاقور، بے ہوش، بے ہوش، بے ہوش کی کوئی بھی اٹھا نہیں تھی۔

وہ خاموش، چپ چاپ نظر میں چلائے بھی تھی، گاؤں کی لڑکیوں کا پیچھے چڑا کے جواب میں بھی، اس کے لیے یہ شکر ہونے کا کوئی اور نہیں دیکھا تھا۔

"بھئی دلیس ہو گئی تھیں، جس نے گاؤں کی لڑکیوں تک کلمت کروا دیا، مرنے میں۔" مرنے کی مائی نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ کس کی بھتیجی؟" محبت بھنے نے فریاد انداز میں مرنے کی مائی کو دیکھا، بیٹھیں ان کا کہہ لیں۔ "مگر یہ بھئی امریکا میں گئی، ملی ہوئی ہوئی بھی ایسی ہی دیتی۔" مرنے کے اس کی لڑکیاں دلیس ہی دیتی ہیں۔

"نہارے ایک بھائی، شہر امریکا میں ہی رہتے ہیں، ان کے بچے بھی ہیں۔" مرنے کی مائی نے اٹھ کر اپنے پیچھے کر کے چوری کی تھی۔ (مرادی کھانے سے دوا دقت نہیں)

"خیر کچھ تو کوئی لڑکی ایسی نہیں ہے، صرف دولا ہے۔"



”شیر بھائی! آج میں تم کو کڑاؤں گی۔ میرا دل جس جگہ، اُپ جگہ کرے گا۔“ مبارک نے کہا۔

”مبارک! یہ سارا درد اُن کی خاص بات ہوئی ہے جو تمہارا راجہ بن آؤ آج ہو گیا ہے؟“

”جہادی بھائی جو حیدر آباد میں آئے تھے، میں انوں اب مستقل آگے کی درخواست میں دے رہی ہوں۔“

”یہ سب جنگ کیا ہے؟“

”کیا جنگ؟“ ”شیر! یہ قریب سے ہے۔“

”جی! آپ کا اہل سیدی بنی چڑھا کو بیٹھے، دور عمارت کے اس کے دھن دھن میں گرنے کا سوچتے بیٹھے ہیں۔“

”تم کو تم کو سہرا سے کرنا چاہی ہو ان؟“

”ہاں! اور تو میری اولیٰ دن سے کہہ رہی تھی، یہ راجہ راجہ کی جگہ کا نہیں، اسے ماؤں بولنے کی دھمکی سنو رہا ہے۔“

”ابو! وہ ملک کہا ہے جہاں تم کو کھینچ کر رکھتی ہو ان؟“

”کھینچنے کی بات کروں میں۔ وہ بھائی جاننے آپا جان لے سیدھے سب سب بڑا بھائی رکھا ہے بیٹھے۔“

”تم راجہ سے مشورہ کرو۔ اور اپنی آپا کو کہہ دو کہ کھینچنے کے لیے کوئی دن ستر کر لے۔“

”راجہ! میں تم کو کھینچ رہا ہوں۔“

”کیسے نہیں مانے گا اسے میں سمجھاؤں گی۔ تمہارا ایک ہی بیٹا ہے۔ تم ان کی سب خوشیاں دیکھو! شرا نے یہ خبر سنے کچھ نہیں کہا۔“

”ابو! بھائی! شرا کو پتہ ہے۔ شرا ایک دم پریشان ہو کر کھینچ رہی تھی۔“

”سورہ! اچھی بات چاہئے تم نے فرما دی، میں کی شادی، میں نے یہی ہوگی جہادی بھائی! لاؤ تو میرے دل کو، وہ راجہ کیسے اور کس کی راجہ تھی۔ میں جانوں کی تمہارے ساتھ۔“

”راجہ! یہ آپ کا کیا کھینچ رہی ہیں؟“ ”شیر! نے اُن کو خبر سے لے کر کہا ہے کہ مبارک نے یہاں کھینچ کر رکھا ہے۔“

”نہال! یہ خبر کی ہے، میں نے سنا، تو نہال ہے؟“ ”کی لیتا آپ بھی۔ آپا یہی اچھا ہوا ہوگی؟“ مبارک نے نالہ لے کر کہا۔

☆☆☆

اگر اسے اپنی بہت نہیں تھی تو تمہیں بھی کھینچ رہی تھی۔ کیا تھا کہ ہر کا ساتھ ہو جائے، کم از کم روک سکی اور اسرار ہو پائی۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ اس کی شام فردا دوپہانے کی گئی تھی۔“

”آئی! آپ نے راجہ کا کیا نام ہے؟“ ”راجہ! نے پوچھا۔“

”شیر! نام ہے، بہت اچھا لگا رہا ہے۔ یہ سب بہت کچھ ہے، دل! میری تم کا ایک ہی بیٹا ہے۔ جب تک نہ ہو۔“

”بہت سے دن تو میں کھینچ رہی تھی، تمہارا راجہ! نے بولے۔“

”آئی! تمہارے نام سے راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“

”راجہ! نے پوچھا۔“





"کیا نام ہے آپ کا؟"  
"گلین"۔

"آپ کا ہم بھی آپ کی طرح یاد ہے۔"

"اور آپ؟"

"میں فرخ ہوں، اشراف کی گھروالی۔"

"اچھا آپ ہیں فرخ... مثلاً آپ سے ملنا چاہ رہی تھی۔"

"کیوں؟"

"شجاع آپ کی بہت تعریف کر رہے تھے۔"

"کیوں کر رہے تھے، میرا ان کے ساتھ؟"

"میں آپ کی دوست ہوں، ان کے ساتھ اچھے فیر نہ سمجھتا تھا۔"

دلیلا۔

فرخ نے چاروں طرف ہر کئے اہلاد میں اڑھائی کے بعد آہستگی سے کہا "گلین! آپ بہت خوش قسمت ہیں، شجاع جیسا انسان قسمت والوں کو ملتا کرتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں فرخ، اگر کاش... شجاع کی شادی آپ سے ہو جاتی تو وہ بھی خوش قسمت ہوتے۔"

"یہ آپ نہیں دیکھ کر کہتی ہیں؟ میں اپنے گھر میں بہت خوش ہوں، فرخ لڑتے ہوئے ہوں۔"

"انہی کرے آپ کیلئے خوش و خرم رہیں، آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے آپ کے حق پر ڈاکا مارا ہے۔"

"آپ اپنی دیکھ کر شجاع کی شادی کی شادی سے ہوا جاتی، میری قسمت میں جو کچھ تھا وہی مجھے ملا تھا۔"

"ہاں، بیوہ ہے۔ شجاع کے بھائیوں سے ہم آگاہ نہیں ہوئے ہیں۔ آپ خوش ہیں، گھر میں آپ کے بھائی ہیں؟"

"ہاں، ابھی آئی ہیں۔ ان کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"ہاں، ابھی آئی ہیں۔ ان کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"آپ کی بہن باکرہ بہت خوش ہوں گے؟"

"اور نے تو یہاں بھی، مجھے انگریز نہیں آتی۔"

"مجھے جانتیں لی تو میں ادھر آگئی، فرخ نے دعا دیا تھی۔"

"وہ سائے فیروز کی فراد سے وہاں شجاع کی بیوی ہے جو شہر سے آئی ہے، اس کی شہر سے اس کے صاحبہا بھیجے ہوئے ہیں۔"

"یہاں؟"

"میں نے اسے اس کے کانوں سے دیکھتے ہوئے سنا تھا۔"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

"یہاں؟"

















اور دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے جمال نے دلوں ہاتھوں سے اپنا قہقہہ لپٹا۔ غم اور دکھ حقیقت کی ایسی گنگڑھی پر آگئے تھے جہاں سے کوئی راستہ بھی منہول کی طرف جا تو کھائی نہیں دے رہا تھا۔  
 جیسے انہیں کسی کا کھٹ کھٹ کی جھڑپ سے کی طرح جہاں کے سر پر لگ دیتی تھی اور اسے یوں لگے کہ ہاتھ کا اس کا سر پیسے بھٹ جائے گا۔  
 "ہاں..... کمر..... کم کمر کچھ سے زیادہ کوئی کم کرنے پر قادر نہیں....." اس نے دغا مائی اور دوا نسو اس کی آنکھوں سے کر گئے۔

☆☆☆

دستی برآمد کھلی کی جانب چھوڑ دو۔  
 "کی ٹھیک ہے"  
 "اٹنی ہی کے پاس بھی دو دروازہ کمرت چلا کر۔"  
 "کی ٹھیک ہے۔"  
 "اور اچھی بات یہ کہ بیٹری لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"  
 "جی، بالکل۔"  
 "جس دان پائے جا چکی ہے اسے جان دیج اپنے لیے بکھار دیا کہ دیگر کمر چڑیا پر گزرتی کھائی ہیں۔"  
 "ٹھیک ہے نہ مائی جان؟"  
 "نہیں بڑا کام وہی کر رہی تھی، جو اس کی مائی جا رہی تھیں۔ اس کا دل بھی چاہ رہا تھا کہ اس سر پر بیٹا

چاکل بچا اس کے پاس آئے۔  
 "تھے کی جان ہو گئے تھے دوسری کی طرف نہیں کی تھی۔ ہاں، ٹھیک تو تھیں، ایک دھڑکا تھا۔ جب دونوں پر اس سے بات کرنی تو اسے دھت کا لانا وہ انہیں سوچا۔  
 وہ یہ جان کر بہت خوش ہوئی کہ کچھ اور شیار ایک دوسرے کے ساتھ پر محبت زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک شام وہاں سے فون پر بات کرتے ہوئے غور سے دیکھ رہی تھی کہ مائی جان شے سے اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ اس کے ہاتھ سے بیورو لے کر بیٹری لے کر پکے ہوئے لوہے۔  
 "دیکھو اس باتوں کا دل نہ رشتہ اسے بھی اڑا رہا ہے اور وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ ہم ہر وقت اپنی ماں کو یہاں کی بی بی لٹی کی رہو، نہ رشتہ دینی ہو۔ آج تو میرے بچے کی نکاح میں بھی اساتذہ نہیں ہونا چاہئے کہ ٹکلی خون کا تلہ نہ دیا ہے کہ نہیں اس سے کیا کھر کو کھر سمجھتے توں بے دردی سے فون کا استعمال نہیں کرتیں۔"  
 "جی نہ لیکہ کھر ٹکلی خون کے تلے والی تو اس میں یہ وہ شہر کا کوئی تحصیل درجہ تھی۔"  
 "سمائی جان! یہ ان خبروں کا لڑکا نہیں ہی جو ہر درجہ ہے۔ لوکل گاؤں کا صرف سات سو روپے ہے۔"

"سمائی..... آپ سمجھتے تھے انہیں اتنا بھروسہ تھا کہ وہ ہتھے سے کر لیں۔"  
 "سمائی جان! یہ بات نہیں ہے۔ یہ تو تل میں درج کا گاؤں کا کر رہی تھی وہ گاؤں کا کر رہی۔  
 "زیادہ غلط عمارت بنی کی ضرورت نہیں تھی۔ (یہاں غلط عمارت تل کے سٹوڈنٹس میں استعمال کیا گیا ہے) کیونکہ میرا یہ بھراؤ نہیں ہے۔ یہ ٹکلی خون کی میرا یہ بھراؤ نہیں ہے۔ مجھے کچھ نہیں فون کرنے کے لیے دیتے تھوڑی اجازت دے گا کہ ہے اور یہی کوئی تیرہ۔ ہاں تم بھی جب اپنی ماں کو فون کر لی، مجھ سے اجازت لے کر

کر لی..... اور تلے میں صرف ایک دن کر لی۔ یہ تو وہ بھی سٹوڈنٹ فون کرنے کی عادت سے دیکھا تھا کیا کیا جانے کی معلومات وہ حاصل کر چکا تھا ہے کہ مجھے اس کی بی بی تکلیف دہ زندگی بسر کر رہی ہے اس لیے جس روز اس کے فون پر بھی نہیں کھنکھنہ سے کھنکھنہ۔"

☆☆☆

"اسے کہتے ہیں زلازل، اسے کہتے ہیں کھینگی اسے کہتے ہیں بی بی بھگت۔ فریڈ ایچ نے ریشم کو بی بی بھاکر فون کر دیا کہ شیار کی مائی کی ٹھکانے سے کروا دیا کہ وہ سننے میں جھٹ جائے۔ باہر میں مائی کرنا تو انہوں کا کوئی بی بی کو سمجھنے کو جاننا ہی نہیں تھا۔ (خوشامد) بطور کر رہی تھی، اور ان کی آواز بھگت بطور بھگتی کر رہی تھی کی مائی کے کمرے میں فرار ہو گئے تھے جیسے بی بی کو کھانا لے گا کہ اسے اسے اسے۔ ہاں پر ایک عجمی ایسا نہیں تھا، جس میں داد اور بی بی کو کراچی آئے کی دعوت دی ہو۔ نہ چچی کی دعوت ہوگی، نہ شیکے کے پائلے ہوئے۔ چچی جو نہیں ہوئیں، ہمارے شیل کا کڑاں میں ہوئیں۔" عظمت بیگم کو تو خاصہ آدمی تھا کہ فرحت بڑا کے پاس آئی تو دل کے پیچھے لے (دھم) چھوڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔  
 "نہیں ای ای اسامی! شیل کا کڑاں کی ہے، ہاتھوں نے علی غرض کاہر کی تھی کہ وہ شیار بھائی کی مائی کی تھیں سے کہ میں نے کتے کو دیکھا اس کا روٹی کر لیا اور وہ کون میں گئے فرحت نے ان کو بھجواتے ہوئے کہا۔  
 "کھاں تو وہ اپنے مرنے کے دن میں کھاں کھاں اب وہ اپنی محنت اپنی کی جان بھگتا رہا ہے۔ وہ نہیں مرے گا کہ کچھ لیرا۔"

"نہیں چھ کمری ہیں ای ای آپ..... اسوں اسے چار ہیں، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے، کیسے زخم دیکھے ہیں۔ ہاتھوں نے فون پر نہیں تھا کیا کہ کمری دت میں ان کی زخمی کا چار کھل ہو سکتا ہے۔"  
 "اس بات کے چار کھل میں تنگ رہ گیا ہے، کچھ سمجھئے گا۔ دیکھو کہ تم آگ مائی سے دل میں اسوں اور کھنکھنے لگے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ زندہ رہے کہ کینڈہ ہویش کا جھنڈا اور گاؤں کے مرنے دت میں کھائی لکھائی۔ اور مجھے تو کھانے سے اس کے ساتھ فریڈ شیل سے کس آسانی سے اپنی بی بی کی مائی کر گیا۔"  
 "ای، آپ باپ کی کیا باتیں کیوں کر رہی ہیں؟ آپ کی بچے کا بھگتا ہمارے بہت جلد ریشم اسوں کی طرف لے کوئی خبر آئے گی۔"  
 "نہیں آئے گی خبر۔ خوشی کی خبر میں نہیں اتنی آسانی سے نہیں ملتا کہ میں۔"

"اچھا..... کیوں نہیں ملتی ہیں، آپ کی بی بی تو میری بہن کا کس کر رہا ہے کہ بیورو تو تل میں کھائی تھیں۔"  
 "ایہ خوشی کی خبر نہیں ہے، یہ کچھ عجیب ہے۔ ہمارے ہر سے گاؤں میں کوئی نہیں کھائی تھیں جس میں ہمارے جس فعل میں وہ جاتی ہیں، مجھے چاہی ہیں۔ ہر شخص بہت سا ہو کر انہیں دیکھنے لگتا ہے۔" فرحت نے ان کو بھجواتے ہوئے کہا۔

"اچھا..... خوشی کی فعل کے سوا ہے کیا اس کے پاس ہاں کی فعل کو کچھ میں کیا کر رہی؟ یہ تو پہلی اس کا انہماک تھا۔ ہمارا ہے۔ مجھے اپنے دل میں کمری کی کمری توں سے کیسے کھنکھنہ گاؤں؟....." عظمت بیگم نے جس کر

”اگر یہ حرکت وہ غیروں میں تو اگلے دن عروہ لوگ اس کی بیٹیا کو گھر پہنچا دیتے۔“ وہ بھڑا جوتہ میں بیٹھ گیا کہ

”اے میں! کیوں شور مچا رہی ہو خواہ مخواہ..... اس میں بے چاری ملنے کا کیا تصور؟“

”اب کیا ہو سکتا ہے؟“

”میں نہیں ہو سکتا، لیکن آپ کو یاد رکھنا کہ مجھ کو ساتھ جو وہ چاہائی کر کے مجھے ہیں، اس

”ہاؤس میں۔ نو ماہ کی لڑکی اور کوئی اور صاحبہ نہ ہو۔۔۔۔۔ تاکہ مکان کا گریڈ نہ ملے۔“

”میرا جتنا کوشش کیے میٹلرک میں کرا..... جن میں آگے بڑھنے کا جذبہ نہ ہو وہ ایسے ہی لاتے ہیں۔ ابھی تم

آپ کے پاس پچاس کروڑ روپے تو آئے گا۔ وہ کہاں خرچ کریں گی؟" شعلہ نے طنز سے منہ کر کہا۔

نہ انوکھا کرنا تو لوگوں کا ہے۔ ہماری رشید نے خواہ مخواہ جیسے کی روشنی دکھا کر دیا ایک گل کو چا۔ ارے

اس میں ایک خاص مقام تو ان کرکٹ کے ہماری زندگی میں ان کی شہرت اور جب ہم نے اس کی بات ان کی تو ان کے  
 اس سانس ہندی دکھا گیا۔ مجھے تو لگتا ہے اس نے یہ جان لیا تو ان کی جان میں جو کرکٹ تھا کوئی بارہوی نہیں ہوا

وہاں سے جب گیا تھا تو خوب بلا لگا (صحبت منہ) ساتھ ساتھ یہ انکا اپنا اپنی بیماری آگئی کہ وہ باغ تک نہ گئے۔

میں نے سوچا ہے، انعام الہی کو کون فرازا ہے..... جو اس نے ایسے ایسے چمکے (والے سیدھے) میں فون

☆☆☆

۱۰۔ ان کے ساتھ اسپتال لایا تھا۔ ان کی فرسٹ کزن کے ہاں بیٹا ہوا تھا۔ وہ دہلوی میں چلا اسپتال کی طرف آیا۔ وہاں رہے تھے کہ منہ سے بھی اور فدا ہو کر کب واجب چاہتے ہوئے عین ان کے سامنے کھڑے تھے۔

۱۱۔ اہم حکم: "اے! تمہاری ساری زندگی کے لیے اختیار رکھنا۔ تمہاری ساری زندگی کے لیے اختیار رکھنا۔ تمہاری ساری زندگی کے لیے اختیار رکھنا۔"

”اے اللہ! اس کو کھڑی کر کے مجھے بولیں۔“ (کمزور لہجہ)  
 ”اے اللہ! یہاں ہے۔“ منجھ نے کھنکھیا کر پوچھا کہ وہ جینا اس کے سامنے کی کھڑی بنو اور اسے دیکھ دے تو جینا بھی۔

عظمت چیدہ رکھو۔ بیٹھی نہیں۔ فرقت بھی حب ہی تھی۔

ابھی انہی رشید بھائی کا سر پکا سے فون کیا تھا، ان کی طبیعت مزید بہتر ہو رہی تھی۔ ہر ملطاج انہیں سوال کرنا تھا۔ کہاں اور کبکل جھڑ سے خود انڈہ تک نہیں جسے کبھی اسے اور اب وہ چھڑی کے سہارے جانے قدموں سے

عظمت، عبادت، معرفت، ان کی کائنات کو جب ہی ہو گا جس میں۔ چنانچہ کہ رزمیہ آگ لگتی ہوئی۔ انہیں صاف نظر

۱۰۔ کچھ سالوں پہلے، ایک اور ایسی ہی طبعیت خراب ہو۔ ڈاکٹر احمد علی نے شک دلائے مگر پندرہ دن بعد ختم

وہ چاہے ہے اور ہاں ڈاکٹر تک جانیں ہو گئے۔ تاہم تک جتا دیا گیا پھر محمد الن کا نام نہیں آیا۔۔۔۔۔ عقلیت کو کھڑی

”ای..... ہمیں ان کے ذمہ رہنے کی خوشی ہے..... محروہ اور ان جو انہوں نے ہمیں دکھائے تھے..... اسی پر  
علاقہ کے رہنے والے لوگوں کو دیکھ کر ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیں اے دوسرے لوگوں کو کہیں کہیں پاکستان میں

میں کو کریں۔ کہا ہے کہ اردو پچاس کروڑ تھی وہ پچاس کروڑ ہی بنی ہوئی ہے۔ وہ تو بھائی پاکستانی ملک امریکا سے زیادہ بڑا ہے مگر پچاس کروڑ کے کچھ انسانوں کو کچھ جانیں مل گئے ہیں۔“

بھی فرماؤ تھا اور اب جب بہت چھوٹا گیا ہے تب بھی وہ فرماؤ کر رہا ہے۔ انا بیسہ کھان کر لوگوں کو پاگل بنا رہا ہے۔

اور اس کا جواب ہے: آپ کا ہے کہ اصرار کر رہی ہیں، ماسوں نے وہاں تک تو دعویٰ اور کہاں کہا ہے؟

”ہاں، میں سوچ رہی ہوں کہ اسے لے کر چلوں گا۔“

”آپ نے کیا سے پوچھا؟“

”میں! اتنا دانا غراب ٹھکی کر پی کہ بعد میں وہ میرے سر پر چڑھ کر بیٹھے۔“ اور فرحت نے اس کی بات سن کر کہنے لگی: ”میرا بھی مکان تو اس کو دیا ہے۔“

اور جب وہ اگلے دن مکان دیکھنے گئے تو ان کا خضر سرائے پر پہنچ گیا۔ فریڈ ہائی نے اچھے دالے مکان کا

دینے کی بات کی کسی عمرو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو انسان نے اپنے لیے دنیا کی بات کی اس کی جزا ہے کہ وہ اس کی جزا کے ساتھ ہو جائے۔

انہیں یہ گمان نہ تھا کہ شاید یہ سب معنی میں ایسا ہو گیا ہے۔ وہ دیکھ کر اس کا دل ہل گیا۔ اس نے سوچا کہ اگرچہ یہ ایک نیا مکان ہے، مگر اس کے اندر وہی وہی ہے۔ وہ دیکھ کر اس کا دل ہل گیا۔ اس نے سوچا کہ اگرچہ یہ ایک نیا مکان ہے، مگر اس کے اندر وہی وہی ہے۔



”ایک انسان کی پسند پسند بڑی بکری ہوتی ہے۔“

”اچھی بکری کی پسند پسند... جتنا تیز توڑ رہا ہے۔“

”جیسا ہاں بیٹے کو بھاندا کہہ کر ہر بکری کاٹنے کی طرف متوجہ ہو کر اس سے قتل و شمشیر دیتی تھی تو عظمت بیگم نے اسی بات پر مدد کی تھی۔“

”اے سے... اے بکری تھی، ہاں بیٹے کی بڑائی کا سوا انداز ہی ہوا۔“

”عظمت بیگم...“

”اب بکری چلے رہا ہاں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”کیا وہ بکری کہہ دے گی کہ وہاں سے اچھا کر رہی تھی، جہاں کوشت... جیسے... کرے، سب کچھ دے... کوشت دے... کوشت دے... اس نے پالے میں رکھ کر تنگ بند کر دیا تو جب کھائی ہوئی۔ اس نے پلک بڑھائی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندر مڑا گیا۔“

”بھیک...“ ایک بے اختیار دیکھ کر اس کے پاس سے گزرا اور اس نے دیکھا کہ ساتھ رکھا رہا۔

”عظمت بیگم کے ساتھ شہر بھی بھاگا چلا آیا۔ چھ منٹوں میں ہی پیچھے ہو چکی تھی اور چہرہ ہلکی سی نظر آ رہا تھا۔“

”کیا وہاں تک نہیں؟“

”پہلے کوشت کی خوشبو بڑی تھی پھر بکری کی ہوئی اور اس کے بعد پھر سب...“

”چلا چلا رہی تھی... میں نہیں کی...“

”کوئی ضرورت نہیں ہے... میں جانے کی... شربت کا کاشا نہیں کھانے دے...“

”میں کاشا نہیں کھاتی، آپ... یاد رکھنا کہ بکری کے پاس نہیں لے جانا چاہیے؟“

”اس سے کہا۔“

”اس وقت تو کل ہی تھی، میں...“

”مگر... میں...“

”کل ہی خود خریدی، ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گی، چنگاپ کے لیے کہ خوشی کی خبر ہے۔ اب تو آپ...“

”ارے کیا واقعی...“

”اور پھر پھر آئی اور...“

”کوشت ہاں...“

”اسی نے ہم سب کو بلا دیا...“

”ہاں...“

”کوئی اور وقت تو تھا...“

”کیوں...“

”نہایت سے کوئی آدمی نہیں ہے۔“

”مگر جسے اس کی ماں یا باپ کی گنتی...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”جس سے مجھے عیب نہ لگے...“

”اقتل“ پر چونکہ حصولِ حرمِ جنسی کے لیے ہی ہے۔۔۔ جنہیں آگے بڑھنا ہی نہیں ہے۔۔۔ جس لیے  
معاہدہ کی رو میں اور بد چلتی اور کھانا کھاتے رہتا ہے۔۔۔ ڈاکو کی طرح زندگی بسر نہیں کرتا، وہ خود کو کتنی ہی  
معاہدہ فرما کر کہتی ہیں۔۔۔ اللہ کے رشتوں کے لیے خطرہ بنا کر لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔ ”ٹرپا کے ستر میں  
خانا، کپڑے، کھانا، کھانا“

”اے اے... تم بھی کس سے سہارا کی کرنے بیٹھ بیٹھیں؟ ورنہ اس بچی کے منہ لگ دھکی ہو؟“ قریبا کی بھاری آنکھوں نے اس کی طرف دیکھا۔

”ہاں تو کچھ دیر کی گزری گئی ہے پر مجھے شرمندہ ہونے کے باعثیں بخاری ہے اور مثلاً کہ اگر دیکھا ہے“۔ اور اس کا اس سے کیا تامل..... وہ تو انگریزوں کی رہی ہے۔“

”میں تو کہہ رہی ہوں کہ بی اے میں داخلہ لے لو کہ یہ کہہ رہی ہے کہ پہلے سی بی کیڑی گئی۔“  
 ”ہاں مجھے پتہ چل رہا ہے تو سی بی کیڑی گئے“ نرگس بکھرے ہوئے لیں۔

”اوسے پاپا کیا کہہ رہا ہیں۔۔۔ لڑکیوں کے لیے بیچینگ تو بہت اچھا شعبہ ہے۔“

فطرت میں کچھ ہوتی ہے نہ ملاکت۔ مجھے ابھی نہیں کہتیں یہ جھگی جسم کی ٹیڑھیں جو کہی کی بات سے اللہ کی کراہی نہیں جانتی ہیں۔"

”میں آج، ایسا خوشیوں میں ہوں۔“

”خوب کہہ رہی ہوں سنا، تمہیں کیا پتا تم نے کون سی دنیا دیکھی ہے۔ میں کوئی کتا ہوں کہ دو گئے بھائی کر کے

”ہم سے یہ تو شے بھی چھوٹی ہے عمر میں، اتنی سی عمر میں کیسے شادی کر دوں؟“

”لوگو! ایک تو مولیٰ مٹکی ہے تھاری..... مٹکا ہلا کا کا لٹکے سے کیا مقابلہ۔ دلوں کا کربن رعلی ہے۔ انہی کی مولیٰ کا تو کوئی مسئلہ ہوا نہیں سکتا۔ مسئلہ تو تھاری بیٹی کا ہے۔ اے قرقر ڈوڑھو میں کو کون کیوں تھمتے آئے گا۔ اچھا ہے،

ہمارے فارغ ہو جانے پر وہ بھی اوروں کو بھیج دیتا تو میرے لیے خوشامیسی کر کے چھوڑ گیا کہ اللہ کے واسطے  
 ہمارے بچے کے لیے کوئی رشتہ بنادے۔“

”اللہ نہ کرے، آپ! میں بائبل کو دیکھ کر ہی آپ بچنے کے سامنے۔“ انہوں نے بیکلی بڑی لالچہ کو اپنے ساتھ لے ہوئے کہا۔

اور شہزادہ جب کہ کراچی چل چلا کرتا تھا کہ کراچی کے لوگوں نے اسے اس کا مستقبل جھانک کر دیکھا اور اس وقت مال بھی کچھ نہ تھا کہ خیران کر دیا ہو۔

☆☆☆  
 رات کے ٹٹا حالی کا غصہ ہوگا منورہ اپنے کمرے میں گھبرائی بیٹھ سو رہی تھی۔ کچھ دیر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ وہ سو رہی تھی۔

”ہیچو“

"ہاں..... رات سونے کے لیے جاتی ہے۔ وہ بھی آگ لکھ گئی تھی میری..... اور نے رقم نے مجھے چکرایا۔"

308

”کس پٹا میں گھومنے پھرنے کے لیے۔“

”مجھے نہیں ہے شوقِ باری ماری بھرنے کا اور اب تو نہیں مگنی بسکے جانا چاہیے۔“

”مذہب کے بچے دلوں میں سفر نہیں کرتے۔“ اُن کا حال کھل نہیں..... اپنی چٹائی کی نو پیسے ترقی پزیر  
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اے دن ہو گئے..... میں کراچی نہیں مئی..... لوگ اتنے پار رہے ہیں مجھے“ وہ معمولیت سے بولا۔

”تمہاری داس نے کہاں بلا کر نہیں..... چائیں، حق ماہیں ہیں انسان کی..... قدوں میں ارمان، تیروں.....  
روٹاؤں کی کڑے چرچا گئیں تلوٹ کر خبر تلی..... اور اب میں تمہیں جانے دوں گی۔“

”نہیک تو کہہ رہی ہیں انا۔۔۔ اس دنوں کا ستیا نیا دور کھینچے ہیں“ شجاع نے اسے وارننگ سے روک دیا۔

”اے بھیک ہے“ اس نے سر جھکا لیا۔

اب جو بیگم اہل جا ہے... قرآن سے کہاں انہما جانے گا، مگر انکا کریم بھائی حوٹا۔ "عقلمند حکیم امیرؒ نے قرآن

☆ ☆ ☆

یہاں تک کہ محال ہوتا ہے۔

نمائندہ شخصوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ "اس کمیٹی نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگرچہ اس وقت پاکستان میں ایک ایسا ادارہ نہیں ہے جو اس کام کے لیے مناسب ہو، تاہم اس کی ضرورت ہے۔" اس کمیٹی نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگرچہ اس وقت پاکستان میں ایک ایسا ادارہ نہیں ہے جو اس کام کے لیے مناسب ہو، تاہم اس کی ضرورت ہے۔

جائیں، ان کا پیلا سوال یہ ہوتا کہ آپ کی لڑکیاں (اکٹھریں) رعبی ہیں یا نکاحی اور اگر نکاحی ہیں تو کس کس میں

انہی سبھی کے اصرار میں ڈی کرپشن نے پروگرام کی خصوصی نشست پر گفتگو کر دی تھیں کہ اگر تمہارے پاس دلائل موجود ہوں

”پھر میں نے عرض کیا جانتی ہوں تاکہ شہزادہ کا چہرہ، بانہہ و کمر نہ ٹھیسے۔“ یہ بھی نے ہوا اس میں ہو کہ تھا کمر نہ  
کہ آگ کا لگنا۔

”اُسے یہ جانیں کہ اصل ایسا ہی ہوتا ہے۔ کھالیا مکان لپکا خوش ہو گئے۔ زیادہ سے زیادہ تم کوئی ایسی کتنی ہو۔ حرم زادوں میں اور ہمیں کسی کیلکول کا وقت ہو۔ ہم نے اپنی بیٹی کو چلا جاتے وقت اپنا آپ ملایا تھا۔

”اور ڈاکٹر صاحب نے اس کے لئے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ اس شخص کو کبھی نہیں۔“

کھڑے ہوئے سزاوار ہاتھ۔

"میرے کلاس بچے کھڑے ہو گئے ہیں۔" وہ ہلکے آواز سے۔

"جب ہی وہ سنبھلے ہوئے اور..... میں ہی پوچھ رہا ہوں کہ کیا کیا کیا ہے؟"

"یوں تو آئی ہی تھی سے پچھلے سے میں سب لپکتا مگر آؤ تو کون، چاکل، میٹس، کڑھائی، کوش، سڑک کوش،

ہوا کا زبیاں، اچھا لگتا۔"

"یہ کون، کون کے ملاوٹ کی جوتا کیا ہے؟"

"ہن آتا ہے مگر کوش میں بہت شوق سے کھاتی ہوں تال۔" زخا نے شرانے ہوئے کیلے میں اطلاع

دی۔

"مگر میں جھگڑی میں ہوں..... کھوت ہرے ان صرف چھتا ہوں..... آئی کھو؟"

"آپ کے راستہ دالان پکاؤں کی کٹھنیر (ہراوینا) کی پٹی بٹاؤں گی۔"

"پلایز میں بتانا..... اس وقت میں شے دالے ہیں، توڑی اور بچے سوئے ہوئے۔ ہاں، آج دو رات کو مجھے

ٹھک نہیں کرتا۔"

"مگر ٹھک کری تو؟"

"مٹو..... تھوڑی سی راحت خال خال سے کروں گا۔ مجھے تو خود ڈاؤن ہی نے چھڑا دیا۔"

"کیا لپٹے؟" آپ کی سرکشی میں کیا گیا؟

"ہاں..... ابھی میں چھڑا ہوں، اس جانب سوچ رہی نہیں سکتا۔"

"تھیں آپ کسی کو اپنا دل آج تو کھڑے ہے۔"

"اس اخلاقیات کی فرمت نہیں ہے مجھے۔"

"تو میں کیا قصور (قصور) کری جو آپ ایسا دل کے بول ہے۔"

"قصور نہیں ہاں، میرا ہے..... میں نے اپنی بات سمجھانے کی جی تو تھیں ہوں۔"

"کیا آپ اب تادور (دور) بھائی کو بولو گے..... اٹھایا تو کراہا آپ، میں اپنے اتان جڑوئی تھا؟"

"اوکے..... اللہ جانو۔" منور نے گہرا سانس لے کر فون کر لیا ہر کھانا۔

☆ ☆ ☆

کبھی کبھی دلی سے ملنے سا ہو جاتا ہے۔ نہ کھانے میں سزاوار ہے نہ پیٹے میں..... ذرا رام میں ختام میں

.....

جی صورت حال نہیں کی ہو رہی تھی..... جوں جوں دن گزر رہے تھے اس کا اپنے پیش بڑھتی جا رہا تھا۔

ڈاکٹر کو بتایا تو اس نے ہلکی دے دے کہ تھا کہ وہاں ڈاکٹر ملے تراشیں کو ایسا محسوس ہوتا ہے..... شری کوئی

پریشانی کی بات نہیں ہے، آپ کوئی بھی بات منگی اللہ میں نہ سوچا کریں۔

مگر وہ کراہا؟ پتہ نہ لگتا؟ وہاں میں ہی، اس کا دل دلیوں سے ڈھانکھڑا تھا..... دوسرے کمرے میں اس کا

بیوی کمرہ ہو گا۔ ہاں، ایمانی کا کلاں ڈال رہے ہوں گے۔

نہ کہ بات پر غماض ہو جاتا تو وہ اپنے آپ کو قصور وار سمجھتی تھی..... اس خوش ہونا خود وہ بات تلاش کرنے لگتی۔

پانچ سال پہلے جیسا تھا کہ اس کی بے گلی میں اضافہ ہو رہا تھا..... اس دن نہ کھانا کھانے میں دیر ہوئی تو اس کا

"آپ نے فون کیوں نہیں کیے میرے کو؟" زخا نے طنز کیا کچھ میں کہا۔

"ناگوار، اسٹینڈنگ ایک ہیں..... جی بھی میری پریشانی ہے۔" منور نے بھائی بھری..... یوں بھی جی کر کے

دو جاگہ رہا تھا۔

"یہ سب تو چلے گا..... مگر فون تو کرنا تھا، آپ کو۔"

"کیا ہی لپٹے کیا ہے؟" منور کو اس کی بات میں کھڑا کیا۔

"ہاں..... اس واسطے بھی..... تو ہاتھ کھینچتے رہی۔"

"میں کھینچ رہی۔"

"میں کئی گھنٹے آپ سے اجاڑا ہوا ہوں کیوں نہیں پوچھے۔"

"کیوں، تھوڑا عرصہ گزرا تھا کیا؟"

"تو یہ میری..... وہاں کاں سے کال ملے جاتے آپ..... میں آپ کی بھیج رہی ہوں ناں....."

"ہاں، یہ بہت اچھا تو ہو گا ہے میرے ساتھ..... منور شرات سے لولا۔

"تو میری صحت الکی..... کوشیجی..... دو رات میں خدائے کی لپٹ کر کے....."

"ظلم لائن میں چار نہیں..... اور فون تو کیا تھا میری ساری سہیلیاں خوش رہیں۔"

"میری سہیلیاں خوش رہیں....." وہ حیرت بھری آواز میں بولی۔

"اور کیا..... تم سب سے فون سے کیا کر رہی ہو؟ کوشیجی میرا ہاتھ کوئی ہو رہی نہیں لگتا۔"

"پتہ میرا ہے (ٹھیک ہے)؟" وہ ان کی بات سے لکھے ہوئے کیلے میں بولی۔

"وہاں ایک بات پوچھو، یہاں تو نہیں ہو گی؟"

"کوشیجی..... آپ ایسا کاتے کو چوے....." (مگر میرے لیے میں کیا گیا)

"تم نے فون میں نہیں کر سکتی تھیں؟"

"دن میں بھی کروں گی ناں....." (اس نے بات کا سلیم علی حد بل کر دیا)

"اس وقت کیا کرنا تو لگی..... مجھے تو دیکھنا ہے....." وہ نصف کھلا۔

"اللہ ہی کہے بول دے آپ؟"

"کیا ہے، بولو..... وہ وہ پتے لگے کرنا ہو جائے ہوئے لولا۔

"آپ کیا کیا چیز اور شوق (شوق) سے کھاتے ہیں؟"

"کھوں....."

"میں بدمعاش بنا جاتی ہوں ناں..... تاکہ میرے لپٹے چلے کر ہم دونوں میں کتنی اچھا ہم آگئی ہے۔"

نے بڑی لپٹے میں کہا۔

"اچھا، آپ نے فون سے کھانے پینے کی کیا سائیت ہم آگئی کیوں نہیں ہے؟" منور نے ایک ایک لپٹ

دیا کر کیا۔

"موز کیا..... ایسا ہی اچھا ہوتا ہے زندگی میں..... اب خالی کی کھلی دال، پنڈول کھاتے..... خالو کی کو رہا

دیکھیں کتنا..... تو ہر وقت ہر چیز پر اپنی ہے..... آپ کے مگر میں....." زخا نے طعنے لگائے اور میں کہا۔

"پتہ ہے تازہ کر نہیں کیا کیا ہے؟" منور کی آنکھوں سے نیند تو اڑی گئی تھی، اب اس کی ساری











کہا۔  
"ہاں۔۔۔ آں۔۔۔ تمہارے پو پچان۔۔۔ بھی۔۔۔ فریال کے چلنے میں اس کے گلے میں چھپنے لگا۔  
"فریال بچو! میری بات! آں۔۔۔" ٹانے پر کھوسو کر کہا۔  
"ہاں! بھو۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"بھو۔۔۔ وہ بچے کی تو کوئی مدد نہیں ہے۔ جس کے پاس جتنا ہو کم ہی ہوتا ہے۔ آپ یہاں آیا ہوا ایک چلا رہا تھا۔ پھر ایک دیکھو پڑے ہیں اور کتنی کے چبے ہوا ہمارے ہیں۔ تو کیا یہ اچھا نہیں ہوگا؟ آپ بھی چھوٹے کے پاس جا کر چائیاں۔۔۔ ٹانے پر چھپنے کی جگہ میں اس کی بات نہ کرنا۔  
فریال ایک دم چپ ہو گئی۔ وہ کہنے کو کیا کہے؟  
"بھو! بھو! میں اس کا چھوٹا۔۔۔ اس کی خاموشی کو سن کر دھڑکنے لگی۔  
"فریال! کیا تو تم ٹھیک رہی ہو؟ ہر جگہ ایک دھند مقرر ہے ابھی وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں رکھ سکے اس کا

دو ہاتھ بٹھا رہا تھا۔  
"اگر ایسی بات ہے تو آپ ہرگز ان کو اس پاکستان واپس۔ اسٹاٹوٹ آپ کا بیک سرچ ہوا کہ رہا۔  
جب پھر باہر آئی آپ کے پاس میں شامل ہو جائیں گے۔ آپ کی کامیابیوں دیکھنے والی ہوں گی۔  
"ٹھیک ہے۔ جب وہ آئے گا۔ اس کے پاس منسوخ ہر بات ہوگی۔ فریال جتنا اس منسوخ سے بھاگ رہی تھی۔  
"اس بچہ کا آپ کیا کہیں گے؟" اس نے ذہنی طور پر پوچھا۔ "میں نے تو نہیں دیکھا تو کیا

ہے۔ جب آپ کے گھر آؤں گی تو تصویریں دکھائے گا۔  
"اگر اسے تو سننے میں ہیں۔ تمہارے بچے کی آئے ہے ایک ہفتہ۔ اس سال دیکھ رہا ہے یہ بچہ کا  
پتہ نہ کر سکیں گے۔" فریال نے اس کے ہاتھ سے لے کر کہا۔  
"اچھا۔۔۔ اب جب اس کا فون آئے تو میرا اسلام آباد کیسے گا۔  
"بھو! میں اس کی۔"

"ہاں! ایک جی آپ کو ضرور دلاں گی۔ جتنے وقت داری نے مجھے بتے کہ دال کا طوطا بنا کر دیا تھا۔  
وہاں جب تک رہی، خوب کھانا سب آپ دادی کے ہاتھ کا طوطا بننے کا خوشخبر دیا جائے گا۔  
"اسی کے ہاتھ کا طوطا۔" فریال نے گلے میں چھپنے سے لگنے لگا اور انہوں میں آنسوؤں کے چھلکا  
ایک دم سے جل گئے۔

☆☆☆

"سوچ سمجھتی ہوں تمہاری زبان میں خود بخود انٹرنیشنل ہے۔ آئی جی تو جسے اپنی چاہنی کا خیال تھا  
میں قتل اس روز ان کی شکایت تھی۔ دیکھتے تھے۔ (دور اس کے ساتھ کسی فنانس کرتے تھے) کان،  
جسٹس فون کر کے جاتی تو ہر بار کہتے تھے۔ ایک بار تو میں نے کہا کہ وہ کدو کھانے میں نہیں ہوا، بلکہ  
واہ چاہا وہ کوئی اس طرح کرتا ہے۔ پتہ نہیں چلتا۔  
"امی! اب میرے پاس اسٹیشن نزدیک تھا۔ پراپرٹس میں چھوٹا ہوا ہوا میں۔۔۔ اب میرے پاس اسٹیشن  
تو نہیں ہے۔ ان کے خزانہ دیکھنے کے لیے چنے کی دعا کی باتیں سنوں۔"

"ہر میں سب جانتی تھی۔۔۔ رحاب باہر لی گئی تھی۔ اس سے بات کر کے تو میں لی نہیں چاہتا  
تھا۔۔۔ کچھ نہ تھی، جب میں اسے اسٹیشن میں تھے۔ تو پھر کیوں نہ کر کے اس کے ساتھ گئے۔ سارا گ  
فہم میں نہیں رہا تھا۔  
"اسی کمال کرتی ہیں آپ بھی۔ کاش کوئی سمجھتا ہے۔ دیکھ رہا ہوں۔ ایک فن گھر میں پلے پڑے  
ہیں۔ اس کی تو مجھے عادت ہے۔ اس کے خیراتی کردیت ہو رہی ہے کہ میں تا نہیں سک۔ اس کا حزن  
بکھرتا ہوا اور میرا۔۔۔  
"مگر تمہاری نگاہ تو دھارے ہوئی ہے۔ اس سے حراجاں ملاؤ۔ دوسری بڑی کے گانے کو کھلا (مقصد)  
مخرج پھر۔"

"افسوس۔۔۔ خالے کی بات نہیں ہے۔ رحاب میری بات سنیں سمجھتی ہے۔ تو کیا بات کہہ رہا ہے؟"  
"جب باہر کر کے تو وہ کہنے کی بات۔۔۔ امی! بچی ہے وہ۔۔۔ بہت مستحاج کرتی رہی میرے  
سے۔"

"وہاں سے تو درخشاؤ نے دیکھے آپ۔۔۔ دھانے میں سمیت میں ڈال دیا آپ نے۔ منگی کر لے  
چکا۔۔۔ میری بات نہیں ہے۔۔۔ وہ کوئی اور۔۔۔ لڑے گا۔ آپ نے پڑائی کا چال بھلیا اور میں نے آپ کی  
بات مان لی۔" منور مل کر کہہ رہا تھا۔  
"میں سب جانتی تھی۔"

"سوچ سمجھتی ہوگی ہے تو باہر کیوں نہیں کرتا؟ اپنی فنانس کرنا جیسے الزام کئے جا رہے ہیں اور اگر  
میں نے کوئی فنانس کر لیا تو اتنا اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ آج اسے اسودہ کر لی۔  
"وہ کیوں بھلا۔۔۔ اس کا کیا کیوں ہو گی؟" سارا نے حیرت سے پوچھا۔  
"وہ اس لیے۔۔۔ کہ تو آپ کی فنانس بھائی کی کمزوری بات سمجھ رہی ہیں اس کے آگے اور اسدہ کی بات کر کے بھی  
ایسے مطلب لایا کہ۔۔۔ کہ جوعی نکال سکتی ہیں کہ اس کا اندازہ ہے مجھے۔"

☆☆☆

"بھائی! والدہ نے راز دار سے پوچھا کہ کون سی تصویر اس کے لیے رکھنے کی کوشش کرنے کو کہا تھا  
اور آج وہ یہ خوشخبری لے کر آئی تھی کہ کون سی تصویر اس کے والوں کو دے دے۔ پھر پتہ نہ لگ سکی۔  
"تم نے یہ بات بتادی ہے۔ ہاں کراچی کے ہی میں لگے ہے۔ اور وہ سمجھتی ہو چکی ہے۔"  
"سب بتا دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ علاج ہو رہا ہے اور ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ مسلسل فزوتھراپی سے یہ بحال  
دور ہو جائے گا۔"

"اللہ کا شکر ہے کہ لڑکے والوں نے اس عیب سمیت دیکھ کر نہ کیا۔  
"ہاں۔۔۔ لوگوں بہت اچھے ہیں۔ میں نے جب کہا کہ کوئی لڑکی ہے۔۔۔ سمجھ گئی۔ پچھلے کا تو لو کے کی  
ماتہ سے کہا کہ اس کو کوئی لڑکی نہیں ہے۔ اس کی بیوی ہو گئی۔  
"مگر آپ نے مجھے یہ دیکھ کر۔۔۔" دلچسپی کے ساتھ اس نے سب سے پوچھا۔  
"اب یہ بتا کر کہنے کا کہا ہے۔ مگر جنہوں نے مجھ پر کہا ہے کہ کوئی رالوں کو دیکھ کر یہ لڑکی دوسری  
شادی ہے۔ کبھی یہی کہہ تھا۔ وہ چکا ہے۔"













”ارے قسم تو تڑپتا بھی نہیں کیا۔ یہ اڈا پر اٹھا اور کپ کی چائے کی بوتلی ہے۔“  
اب فیروزہ کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”ای۔ میرا کسی چیز کو بھی کھانے کو دیں نہیں چاہو۔“

”تم اچھی لڑچہ ہو۔ دل چاہے یا نہ چاہے تمہیں کھانا چاہیے تھا اور یہ بھالی جان ویسے تو بہت محبت فرماتی مگر حق پس وہاں سے اتنا بھی نہیں ہوا کیا کے ۱۰۰ روپے لے گئی کہ ستم میں (۱۰۰ روپیہ)۔“

معمالی جان بھی باہر کھڑی نہا گئی تے رعبی جھیں دھورا کھرے میں آئیں اور جھٹ کر بولیں "یہ میرا قصہ ہے سہی،  
 تے بڑھوں کی مثال ہے کہ جو ماں سے شادو جاوے، پچا پھاگتی۔ تم ماں دیو، ادا بی بی کی خدمت کرو، میں تو پنا

فاجیر کے منہ کھاروں گی۔ پھر مجھ سے کسی کھلاؤں گا۔ یوں کر کہ تم بھی کو اسے مگر لے جاؤ۔ اسی طرف  
 بھا جاؤ۔ ہے۔ جتنی خدمت کر سکتی ہو اتنی ہی بچی کر لو۔ اپنے ہاتھوں سے نوالے کھاؤ۔ جس کی بات کرو۔ آخر

”اے اے..... اور کیا کیا میں نے کر لی ہیں، ایک دم کم کر لوں گی تو کوئی یہ مجھ پر احسان نہیں ہو گا۔“

”مہمچشم سے اور نہ جنت کے کھنڈی کی بجلی کی ٹٹے تو کسی کمرے۔ جب سے عبادت گاہ کی لائیں ہوائے خدمت میں آئے ہیں کسی کھنڈی کا۔ میں تو بھراؤنی آگیا ہوں۔“

”ٹھیک ہے، شکالے جلد ہی ہوں۔ اب اگر چارواں اہد فہد لے جانے کے لیے آ کر، تو کچھ عرصہ کی نہیں۔“

”تم جی بھر کر رکھو۔۔۔ ہم لینے نہیں آئیں گے“ ممائی نے اس نے تکیوں کر رکھا۔  
 ”اس بات کا کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔“ فیروزہ کا کاٹھا ٹھٹھا۔

”فیروزہ..... امیر ایک علی بچہ ہے۔ میں اس کو چمکا چھوٹا دیکھنا چاہتی ہوں اور مجھے نہیں ملتا کہ مجھے اس کے پاس

”وہاں غراب ہو گیا ہے آپ کا۔ ختم ہو گیا ہے۔۔۔ اچھی ہنسی جلدی پر کی گئی ہوگی تو بچے مذاق کہتا ہے جب کہ لڑکھنڈے بھی کہا کرتے ہیں کہ بچے صحت پر قہر دار۔ مگر آپ تو چاہتی ہیں کہ بچے درست سے لڑ کر لے

”میں پاگل..... میرے دماغ میں خفا ہے۔ مجھے تہوار ہے سارے پنکھ کے قول مرزا کے اچھے لہجے کو اپنے

”چلو ابھی! منہ پر دھڑنے سرعت سے بھیجا کواٹھایا۔“

اور وہاں کے سناہ سے اس طرح چلے گی جیسے اس کو گرد آفریں باد کیسے ہوائے جادوی ہو۔

یہاں ہی جہڑا چھٹ پر دلوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں کئی کا پالتو بی..... ارادی سے سداٹھائے بھی کو کیمہ

☆ ☆ ☆

انہوں نے صرف چار سو روپے کو حاملہ خواتین کو چیک کیا کرتی تھیں باقی پورے ممبر میسوں کے لیے تھے۔ عسکری  
 ایجنٹوں نے ان کے لیے ایک ایسا چھوڑ کر ان کے چیک کیا جاتی تھیں۔ ڈاکٹر کی بی بی کی ہسٹری میں سے نکال گئی

ہوئے، وہاں کھڑا ہوتے ہیں پر ہمارے منہ عین ان میں تو آج تک کھسکا کہے جاتی تھوڑا سا بچے نہیں ہوئے، وہ بچہ اور اس  
سوا ہو گیا۔

”میرے خاندان میں خود کو تو کیا، قینا تین بچے تک ہو گئے ہیں۔“ اس نے جھوٹ گھڑا۔  
 ”تس کے.....؟“ اس نے حیرانی سے پوچھا۔

”ہمارے اہلکاروں کی ایک رشتہ کی بہن کا اصرار تھا کہ وہ جیٹس کے ہاں چڑھا دیں گے۔ اہلکاروں کے پھر چینی نازک ہوائی جہازوں میں رہتے ہیں ان کے پاس تو سارے ہی جیٹس اور ہوائی جہازوں کی ضرورت تھی۔“

”اس کا مطلب ہے کہ تارے ہاں بھی ہو سکتا ہے؟“  
 ”کیا نہیں۔“

”آج رات کو میرے ساتھ چلنا چاہتے ہو؟“

۴۷- کھانا کھاؤ تو

”جیہیں ڈاکٹر کے پاس۔“  
 ”جاء، لے کر آ جا..... کھا۔“

اور جب وہ کھانے کے بعد برتن لے کر باہر نکلے گی تو

ایسے ہوئے ہیں ان کریمہ..... ان کا چہرہ جیسے سورج کی کرنیں ہیں۔ میں دھماکے سے بچے رہا۔  
 بک کر رہے ہیں اور بچی کو کہہ کر ٹانوں ٹانوں کرتے ہیں۔“

اس کی سسرال داغوں نے بنا دیا تھا۔

\*\*\*

جہی کی بھوک پر اس جیسے سب اڑتی تھی۔ صبح کا ناشتا اسی اس کے کمرے میں رکھ کر تھی اور اس نے آٹھ افراد کرشمہ رکھنا تھا۔ وہ پہلا کھانا مجھ کو دے آتی تھی اور وہ مستقل چھوٹ کی خرابیاں مجھے پہلی بار ہی تھی۔

”باقی کی انہی روٹی کھا لیجئے.....“ اسی نے جاتے جاتے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے، انہوں کو“ انہی نے جھکے جھکے لہجے میں کہا اور غریب سے ملنے والے بچوں کی ہنسیوں اور کھینچے ہوئے

وفا دہر ہو تو کوئی نہیں دیکھ سکتا اور جب دہرے دہرے چلا گئے تو بچے بھرتے ہوئے چلے  
 ہیں۔ جیسے کوئی پھول کھول رہا ہو۔

”اور ایک میں ہوں..... کوئی پھول میرے پتلوں میں اکتائی نہیں ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ میرے اولاد والے  
میں ہوگی۔“ اس نے سوچنا شروع کیا تو اسے یوں لگا جیسے وہ کسی صحرائی بھاگ رہی ہو اور پانی کوئی بوند بھی اس

”میرے لیے تو یہاں اس کیلئے ہی بنی ہوئی ہے۔“ فیروزہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے لڑائی مانتا سا دیکھ کر

پوچھ کر۔  
"میرا ستر سے اٹھنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا۔ وہ، میں کہ بہت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکتی۔"

[illegible][illegible]



١٠٤

”بیب میں نے متوجہ کیا تھا کہ کچھ دلوں میں سفر نہیں کیا کرتے۔ ذہن کو میری بات اپنی طاعت تھی اس پر اس قدر  
 ہے میں فیرا، اب کی بجائی۔ ہر بات میں میری جگہ کرتی ہے۔“

اسے گھر لگائی ہے۔“

جس کوئی بات ایسا ہوئی ہوگی..... جو اس کی ساس نے مگر  
 خواہاں۔ "عظمت جگر کوئل سے نیچے میں لوگوں، "بہی ملن اپنی بس کا کھڑا رہا ہوگا۔ کہنے ہیں کہ پتھر کی  
 برآمدات کی مال کی دانتوں پر ہے۔"

مگر تجلیاں جہاں خواب پر نہیں تھیں، ان کی طریقت میں کچھ ہی نہیں ہے۔ جو دل کا عذاب ہے کرتے ہیں۔  
 ایک صوفی میں اولیٰ الراقبہ صوفی میں بصورت دلی مثال ان پر ماضی ان الیٰ ہے۔ تفرقت کے سطر کا رکھا۔

"خجانبان! اپنے باپ کو گھبراہٹ میں دیکھا، مگر اس نے ہنس کر کہا: "تم جانتے ہو کہ تمہاری والدین کی زندگی کتنی مشکل ہے۔"

”ان کی بات سنو۔“  
”مگر تمہیں یہ پتا ہی تو نہیں ہے، جو بات کہو۔ علمی سے ان جانی ہیں، اُنھی انکے کمال کرتے ہی جانی“

تھیں، میرے کہنے پر آپ کی اسکا دانا چھٹا پٹا ہے، آپ سے مل کر ایک نکل کر چلنا چاہئے۔ اس دن سے ۱۱ سال تک لگا لگے۔ آخر میں نے ہمارے کی طرف کرتے ۲۲ میں کے ہر میں بیٹے ۲۲ کہا۔

”سب مہمان کو دکھانے کی اجازت دیا۔ میں نے کرائچی باغ کو متوجہ کیا تھا مگر چونکہ یہاں کی مہمانوں نے بلا اجازت اس لیے انہوں نے ہرگز نہیں رکنا تھا۔ اس حالت میں مجھے کسی جگہ کمرہ نہ ملا۔“

”اگرے چوہے کی اسی وجہ سے سڑکی ہوئی ہے۔ ورنہ یہی کہاں گھس..... سڑکی کے بعد یہی سڑک تو بننے لگے گی۔ ان کی چوٹی تک تو ہوئی نہیں۔“

”اب اس شے بھی ہمارا قصور ہے کیا؟“ یوں یاد کو گھمراہ کرنا اُن کا ہی سہرا ہے۔ یہ خرچ ہونے لگا، سوچ کر ان لوگوں نے غصہ کیا۔“

”میں جھوڑی، باپ تو بالوں..... گھسا، تک کوٹے کو کہا۔“

”سبحانہ کو مانتا۔“  
 ”سبحانہ صاحب کا بیٹا ہے جو کے ساتھ تھی سولن تک پر طالع کی نصیب۔“  
 ”میرے چچا، میرے مرنے پر اس کی لالہ ہو گئی، جو میرا اور وہ بھی ساتھ لے گئیں۔ یہ قبر تہ دنیا بعد میں، محلہ

”اے صاحبِ صاحب! کچھ کہہ رہی تھیں کہ ان کے بڑے بھائی کے لئے کوئی لڑکی ہے، میں نے کہا اللہ

اُس کو لڑکی نہیں کوئی محبت دے سکتی تھی۔ اب کے بھائی کی بیوی کو مرے اوئے اچھے سال ہو گئے ہیں۔  
 سال کی لڑکی ہے سن کے۔ اب تو کھانا کھا جگہ ماری کریں اپنے بھائی کی جتان کی کوئی کھجی نہ سہاے۔

”لہجہ کہا تم نے“ عظمت بیگم نے جیبا کو مہرا جتے ہوئے کہا۔  
 ”مہرا اس چار دیواریوں کے بھائی میرا چہرہ والا ہے۔ اس کو تو کوئی  
 باجے نہ ہوتا آجھی بات ہوگی۔“

”چند ہی کی فکر کرو اور سناؤ گی..... یہاں؟“ غصت بھگم غمزدہ  
”میراں ہے ای اجنبی کو سناؤ گی شدو ہے۔ رو کی لڑکا ہے، جو ا

”میرا خیال ہے کہ فطحا کی سب سے راضی قسم آنے والی جیسی ہے  
 بڑی کائیاں (غیر) عورت ہے۔ طلاق کے بعد فطحا کی سادگی ہمیں

اوپر ایکسا مسلمان آگاہ ہے کہ مجھ کو ان کی اجڑی ہوئی بیوی کو ہم نے آپا  
 "الطوفان" کے کئی کھولنا تھا۔ آپ کسی یا نہیں کر رہے ہیں۔

۱۰۰ : سنت بھری نظروں سے اہل کونہ دیکھ رہی تھی۔  
 'خیر مت اتر میری بیات لکھ کر رکھ لے' شیخا اعلان کیا جو  
 وہ دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆

اول ہے۔"

"مختی تو تم ٹھیک ہو۔ میں کوٹلی کروں گی کہ دل سے تم کی جاؤ کوئلہ جاناں۔"

"آپ یہ سوچتے کہ زندہ بھائی آپ کو آزدہ سادہ کر کے ملے گا۔ رہے ہوں گے۔"

"اوں۔۔۔"

"سہانی جان کو کتنا اذہ دیتا ہوگا۔ آپ کو یوں آسوہا ہے تو دیکھ کر۔"

"اوں۔"

"تو عجب کوٹلی کر گئے۔ یہی آپ کی خوشی ہوگی۔"

"بہن۔۔۔ سب کوٹلی کرنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ لگتا ہے ابھی تجھے نے چال کا بھاؤ سلوم نہیں ہوا ہے۔ عقلت مجھ سے زیادہ تیرا بہت زیادہ اچھی ہیں۔"

"اوں بہت اچھی ہیں۔۔۔" عین نے نر کہا۔

"مگر تو لی تو اس قدر ہو رہی ہے۔ گاؤں میں وہ کرک تک دب گیا۔" فیروزہ عین کے اسے بظور کیے

"اے لگے ٹھیک کا کھل کھاتے ہوئے کہا۔"

"وہ۔۔۔ خود میری ہجر ہے۔۔۔ عین نے فرماتے ہوئے کہا۔

"اگرے اس اچھا کیا تک نہیں۔۔۔ فیروزہ نے خوشی سے کہا۔

"میں نے سوچا پا کر جادوئی کی۔"

"عقلت مجھ سے اس حالت میں سحر کرنے سے منع تو نہیں کیا۔"

"اں کیا تو تھا۔۔۔ سکر آپ سب اٹھایا۔۔۔ دے گئے کبھی خود کر کے آئی ہوں۔۔۔ مگر مارے مانتے اپنے

اوپر آتے اگر کسی جو کر پھینکی آئی ہوں۔"

"اب عجب ڈھیر سارے دلدار ہاتھ دھو بیٹے پاس۔ کتنے عرصے بعد میرے گھر میں رہتی ہوئی ہے۔"

"اے فیروزہ دل کے جانے کے بعد گھر میں کبھی ناشوئی چھائی ہے کہ دل بہت عجب لڑا جاتا ہے۔"

"عین کے آنے سے کبھی کی عینیت پر کسی خوشگوار اور پر اتحاد وہ جو ہر وقت انھوں میں آنسو بھرے اٹنی

پڑا تھا۔۔۔ عین سوچا کہ کتنی ہی جگہوں میں سب کبھی سکرانے لگے تھے۔

"خیر عین تو فیصلہ کرنا تو چکا۔۔۔ دوڑیں۔۔۔ عینیں پاس آئی لیں وہ تیرے ہاتھ میں بھی چلتی رہیں۔"

"اں بہت دیر تجھے میں خیال رہے۔"

"فرحت۔۔۔ گرتہ نہ تھو تو نہیں کھال۔"

"اگل بھی نہیں؟"

"اگر گاؤں کے کسی گھر میں کوئی نام آتا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ کسی کے پاس کوئی نہیں جانتی۔۔۔ سامنے سے خیریات کے ا"

"وہ کیوں۔۔۔ اس طرح تو شہر میں ہوتا ہے۔ گاؤں میں تو لوگ سب ایک دوسرے سے ملے ہیں۔"

"یہ سامنے بھی پایا کر۔"

"سیرا نکھل جانے کو دل عین نہیں چاہتا۔"

"کیوں بہن۔۔۔"

کبھی برسات میں شاداب تھیں سوکھ جاتی ہیں  
برے بیڑوں کے گرنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا  
بہت بیڑے دل کو اس طرح کھنکھاتے تھے  
کوئی بارش ہو یہ کاغذ۔۔۔ ذرا بھی غم نہیں ہوتا  
"بہن۔۔۔ دیکھوں گے پہلا گھر کے اندر تجھے کتنی تنگ نہیں ہوئی۔۔۔ دیکھو تو کسی کسی سے تیار و نامرودی ہوں  
میں۔۔۔ نہیں ہے عین کو کہ کوئی گھر ہے مجھے شکر ہے۔"

"میری بانی۔۔۔" عین ان سے بے اختیار چمت کی۔۔۔ تیار کردار تو کتنی مایوس ہی نظر آتی تھی جی اسے۔

اس کا دل غم سے پھٹے گا۔۔۔  
"عین۔۔۔ لگے کہ کتنی ہی دیر ہوئی ہے۔۔۔ جب اس کی سسکیاں کسی صورت میں بند ہونے لگیں  
آئیں تو فیروزہ نے اسے بڑی پیچھے لایا اور پانی پلا۔

"بانی اپنے آپ کو سنبھالے۔۔۔ دیکھتے تو کسی آپ کتنی کمزور ہو گئی ہیں۔" عین نے دوپٹے کے پلے سے اس  
کے پیسے کے قطرے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کتنے عرصے بعد دیکھا ہے عینیں۔۔۔ یہ جہاد کی شادی میں شریک ہوئی اور نہ ہی تم میرے دیکھوں میں شریک  
ہو گئیں۔"

"یہ اتفاق ہے بانی۔۔۔ آپ کے ساتھ آیا ہو گیا۔۔۔ رہنوں سے کچھ کے بل بھرتی پایا کرتے ہیں۔ سب  
اس اتنی ہی بات کہ آپ اپنی جان کا غم بہت مانتے۔"

"نہایتی کی بات ہے اور نہ ہی یہ جوتن کا غم۔۔۔" عین نے کبھی کسی شے سے ساتھ ہوئی۔  
"مگر یہ کیا بات ہے؟" عین نے کہیں نہ کہیں دیکھا ہے وہ کوئی اتنی ہی بات کہ کبھی اپنے اوپر  
"مٹی بات تو یہ کہ میں بد قسمت ہوں۔۔۔ روز گھر میری شادی ہوئی۔۔۔ اسی وقت پر پتلاں ہو گئے تھے میرے  
پلے۔ بہت عجب اور شگوار شوق ل کر لیا گیا۔۔۔ ہر شادی کی کہ پند میں کسی تھا۔۔۔ دوسری بات یہ کہ میری قسمت میں  
اولاد ہی نہیں لگتی۔۔۔ ہوئی ہوئی تو خوراق ہوئی۔"

"تو آپ کیسے کہہ سکتی ہیں؟ اور اگر آپ کی شادی کو بہت زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا۔"

"مٹی عین اتفاق ہو گیا کہ کچھ خانے ہو گیا۔۔۔ مگر دوسری بار میرے ساتھ ہی اتفاق کیوں ہوا۔۔۔ میرا تو بھنگ  
اختیار کر رہی تھی۔۔۔ ہاتھ کی ستا پانچ پک اپ کر رہی تھی۔۔۔ یہ خود ضرور تھا کہ ٹھیک ٹھاک تھا۔"

"بانی جس روز سے جس وقت آئے وہ اسی وقت آئے کی اور جب تک ان کا حکم نہیں ہوگا کوئی خوش  
نہیں لے گی اس لیے میں سب کاس کی رہنمائی دیتی رہنا چاہیے۔"

"مگر میرا اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں؟"

"مجھے بھی ہو چکا ہے۔۔۔ اب آپ کی شادی کو ان دنوں گئے ہوئے ہیں۔ تو لوگوں کے تو میں ہاں ہی بعد ازاں

پھر بھی نہیں ملے گی۔

"آج تو ہم کو بھی آگے تمہارے بونیک میں۔ اور سبے مزد دے گئے۔ میں نے ٹکا کا تیار کیا تھا اپنے لیے۔" سبز زمان نے قس

کہا۔

"مزدوری نہیں کرے گا۔ پھر فریڈی تب ہی میرے بونیک میں آئیں گے۔ ویسے بھی آ سکتی ہیں۔"

"اسی لیے آ گئے۔"

سبز زمان کا دل چاہ رہا تھا کہ بھوسوں پر سچے چر جڑے کو بھیس جب کہ فریڈل کا دل یہ چاہ رہا تھا کہ وہ صرف شام سے ہی تھک چلا کرتی رہے۔

ان کو کھدرا اور کھدرا کھدرا دس ملائیں۔ چلتے وقت اس نے ٹکا کا ایک جڑا دیتے ہوئے کہا۔ "یہ آخری جڑی دہ

کیا ہے؟ چم لے۔" سبز زمان نے پوچھا۔

"صرف پانچ سو روپے کا۔ آخری جڑی کی ہوس وندناں کے ساتھ سوٹ خا میے جھٹکتے گئے ہیں۔"

"کسی اور سوٹ کا آخری نہیں چھوٹا ہوا۔ میں اپنی بھانجی کے لیے بھی لے لوں۔" انہوں نے خوب

سورت بھیس کے سوٹ کو دیکھ کر بے مبرکی سے پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ وہی سوٹ سبز زمان کو دے دے مگر فریڈل نے آگھوں ہی آگھوں میں اسے ایسا کرنے

سے منع کیا۔"

"فی ڈی کو تو کی نہیں ہے۔" فریڈل نے کہا۔

"یہ پانچ سو روپے....." سبز زمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔

"میرے آئی میں آ کر دے چاقول کی۔"

"انہی بونیک ہے۔ اس کے ہاتھ کا میرا بونیک پر دو بارہ آ جائیگا۔" فریڈل کے چہرے پر خوشی کی کرنیں

کھڑکیں۔

"مجھے اس کے پیچھے نہیں چاہئیں۔ یہ میری طرف سے ہے۔" سبز زمان نے پانچ سو روٹ فریڈل کے

ہاتھ دے دیے۔

ٹانے آگھوں ہی آگھوں میں رکھنے کو کہا اور پھر وہ خدا حافظ کہتی ہوئی سبز زمان کے ساتھ باہر نکل گئی۔

اور فریڈل کا پھر خوشی سے ہنسنے لگا۔ یہ سوٹ اس کے بطور خاص کام کے لیے لیاؤن کیا تھا۔ اسے معلوم تھا

کہ یہ دوسری گھاس کا بارٹ فٹ ہے۔

"اس کو کون کون کتنے کتنے گھاسے گئے گا۔" وہ آواز بھیس بند کر کے کہنے لگا۔ وہ چلی جا رہی تھی۔

"سبھی سے مل کر آج خوشی خوشی میں کروں گا۔" وہ مودت بھری آواز سے بھنی اس کا جائزہ لے رہی

تھیں۔ پانس آ کر پھوس بھوس سے پڑ پڑا کر بھیس بھول دیں۔

"فریڈل کھر بھلیں۔"

"آج اتنی جلدی۔" یہ دوسری شام سات بجے تک بونیک میں چھڑا کر لی تھیں۔ بیکہ بونیک دھت کو بھینے بند

اور تھا۔

"نہی ایسے۔ یہ پیر اول مہر میں ہی نکاسے۔"

"دیکھیں، اپنا لائیں مجھے اس کی زبردیا لگا کر۔"

"دھنیا بائی..... میں نے فریڈل یا دونوں کے تمام چرواہے گل کر دیے۔"

"اچھا کیا۔ زبرد بہت ہو جائے۔ پھر میرے گل بھٹے لگا تھا تو لغت اور خوشحورے لگے میں بھٹے دیکر ہا

تھا۔"

"ہوں....." اس کا ذکر سن کر بھینوں سے کھم بھلائی نہیں گیا۔

بھی زبرد اور اس کی۔ اس کو برا بھلا نہیں دیا اور بھین چپ چاپ بستی رہی۔

"خدا کا نامی بہت اچھا ہے۔ میرا اتنا خیال رکھتا ہے۔ اس کی آنکھیں سرمدت موت سے منکراتی ہیں مجھے

دیکھ کر۔"

"ہاں..... دل....." بھین نے بھائی بھرا کر کہا۔

"مجھے خیر دے رہا ہے۔ میں تو سچا ہی تھی کہ آج بھی رات میرا نہیں کریں گے۔"

"اپنی گزشتہ چار راتوں سے بائیں کر رہے ہیں۔ دن کی خندش رات کی خندش میں پوری ہوتی ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ چلو سو جاؤ۔" بھین بھین سوچنا ہو گا کہ کیسے جا کر اس کو بھول ہی جائے۔

اور جب بھین اپنے کمرے میں پہنچی تو بھین داغی جاگ رہا تھا۔

"دوستی بھین نے اپنا ہاتھ....." وہ بستی کر بیٹا۔

"اسے ڈھیر روٹوں کی باتیں ہیں چارہ دہن میں تو پوری نہیں ہو سکتی تان۔"

"اس لیے میں سو جا رہا ہوں سچ گاؤں چلا چلاؤں۔ جب تم فون کر لو گی تو آ کر لے جاؤں گا۔"

"ابھی کھانا روٹ کر چلا لیتے آپ....."

"نہیں۔ ای۔ ای۔ ای۔ بھئی ہوں گی۔ میں جلدی جاؤں گا تو وہ خوش ہو جائیگی۔"

"اپنا بچہ ہے۔"

"اچھا تو پھر کب آؤ گی؟" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"اگر یہ بات ہے تو سارا ہی ہفتی آؤں گا۔"

"نہیں نہیں، تم کب کروں میں تو آؤں کہہ رہا تھا۔ کیا فانی بھی نہ کروں تم سے۔" ہاؤ....." اس کا بھید شرم کا

ہو گیا تھا۔ تب وہ جیسے کہ بھین دلی۔

☆ ☆ ☆

فریڈل اپنی کسی کلا کٹ کے ساتھ آؤں میں اتنی کوئی کام سے جا بھی نہیں چلا کہ سبز زمان کے ساتھ اس

کی بونیک میں داخل ہو گیا ہے۔

جب ٹکا کی بات پر بھنی تو اس نے چونک کر پچھلے مڑ کر بھین کے ساتھ ڈائی کی صرت دیکھ دی تھی۔

فریڈل کی آنکھوں میں جیسے خوشی کے گام بھگت سن آئے۔ وہ در کران کی طرف آئی۔

"آئی کیا کیا ہے آپ؟" گورو یہ سبز زمان سے وہی تھی کہ تمام حیات شام سے علی غلب تھیں۔ اور

سے آگھوں ہی آگھوں میں چوری چھٹی۔

"کئی لوگ؟" اور بھئی آگھوں ہی آگھوں میں اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ اپنا پیرا ساتھ نہیں لائی ہے اس لیے

”اے ہے..... وہاں بدلتے رہے اور جھٹکا میں اے کہ کوئی آ رہا ہے۔“  
 ”اور بدلتے رہے خود مر صالحہ سائے کوئی“ اتنی ہی ہڑ بھول رہی تھی۔  
 ”اچھے آپ کو کوئی صبح کیا۔ ایسی بڑھاپے کے بچوں کے سہارا کھیل رہیں تو۔“ محبت نے غصے میں کہا۔

۴۰۰، چنانچہ شرماء ہے ہیں۔ تاخیر سے کہا)

”جی...“ میں سوچ رہی تھی۔“

تور کا دل چاہا کہ اپنا قلم تجھ پر لے۔۔۔ مگر مگر کا ماحول عجیب سا ہو گیا تھا۔

مرزا شرمائی شرمائی کی کھڑی تھی۔ طاغور، خالہ زعم بھرے اعدائے شمس صابر، سے باتیں کر رہی تھیں۔

مائدہ عالیہ بہن کی باتوں پر تائیدی انداز میں سرچلہ ری تعمیل چہرے پر مسکان تھی، مگر وہ دانت چوس رہی

میں نے یہ سب دیکھا اور اس کے غصے کی نشاہ میں آ کر کہی۔

”یہ صرف مندرجہ تھا جو کچھ نہیں ہوگا، ہر گز تھا کمراب صرف اس کی آنکھیں پلور رہی تھی۔

پس صرف متور ہی عاجز و ناتوان رہا۔ کھاراب صرف اس کی آہستہ آہستہ تھی۔

”بھائی! میں نے کب دیا ہے تجھیں اپنا نام۔ جو دعویٰ جیب سے نکال لیا اور بات کہاں سے کہاں۔ چچا دانا۔“

۱۰۔ اس مکان میں بھی مست رہنا کہ میں تمہارے اسی لیے کی غلطیوں سے کیا لب محبت نامے پر صاف پند کروں

[illegible]

مگر وہ اس کا قسم اپنے ہاتھ میں یوں ٹھکرا رہی تھی جیسے وہ کسی خزانے کی چابی ہو اور اس خزانے کا وہ مالک

19

☆☆☆

ہرگز کوئی کے شے پر تسوہاری تھی۔

کے لئے روئے؟؟؟ کسی کا نام ہے؟؟؟ کون نہیں رہا؟ کیوں باولہ تردد و دوسرے جتنا کہہ رہے ہیں؟

نہ لے کر رہے ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے ایک اور نیا رشتہ بن گیا ہے۔

نہ جانتی تھی کہ اس کے دل میں کتنی باتیں تھیں۔

نہیں کے آجائے لی وجہ سے وہ اپنا کم بھرتے لی بہت دوس لہی کی ساسے ساکھ، لی کی کی ساوچے

پانچویں: ایک نئی شہر بنانے کے لیے ایک نیا علاقہ منتخب کیا جائے گا۔

”اگر میرا بچہ ہوتا تو میری کفالتی پر سرور کے سیتے میں منہ چھپا کر مودا ہوتا۔ اس کا مس میں عسوس

*Journal of Management Education* 30(6)p.789-804

وہ نکلیں بند کر کے اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے سے چسپاں لگا لیتی جیسے وہں کا بچہ اس کے ساتھ چلا سورہا ہوا اور

۴۔ میں نے بے غمرد خود کو دیکھتی تو اُمید سے ڈر کر ہواک سی لگتی۔

۱۰۔ ارب لاکھ مسکین اور عورت کو ادا دینے لگا۔ اس کے بغیر ایک عورت کی تکمیل ہی نہیں ہوتی ہے۔

تو ایک زخمت گر صدمہ کے بعد بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ سب ساولوں کی خوشیاں منانے لگے تھے۔

میرا دل بھی اسی طرح تڑپا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں نے کیا کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں نے کیا کیا ہے۔

۶۔ جس طرح ان کی لویہ برکتی و گھوڑی درخشاں پارکی اسو بہانی سسوں دور کی تھی۔

اس دفعہ تو اس نے مگر پوری تیاری کی تھی۔ پھر سونے پھولے سے لے کر ریشم کی ڈھیلیاں۔ خوب صورت

وہاں لڑائی ہوئی، اس کے ساتھ ساتھ ہتھیاروں کی چادر بننے کا ہونٹ صاف کرنے کے لیے چلے گا، یہ ایک سماجی

۱. اٹھ ملن اسے کسی نے تہیا تھا کہ بچہ رنگ میں ملن سے بچے کے ہونٹ صاف کیے جا میں خود و گلابی ہو جائے۔

۱۰۔ رادھا والی چھوڑ کر سناٹا۔ جس پر پندہ سرور کے قہر و غول برپا ہوئے۔ سادھو لان پر امہرا پٹھانوں کے گھیلے۔ رات کی

۱۶ ۱۷ اس دن وہ اپنے بیک سے آئیپ ایک چیز نکال کر دیکھا کرتی تھی۔ اس شب بھی بچی اور باپ کا۔ وہ ایک ایک

۱۰۰: حیرت بھرا ہے انٹرنیٹ شرق سے دیکھ رہی تھی۔ عوام سائنڈی جیٹر تک طلبہ بھاتا ہوا گول گول محرم، اتحاد،

ہم نے اس کی محسوس بھی کی طرح خوش ہو کر شہر تھا۔

© 2004 Blackwell Publishing Ltd *Journal of Internal Medicine* 255: 103–110





”ہاں پھٹک ہے دھند سے سو بائبل برباد ہوا ازل کا سماں مگر بدلتا ہی ہے کیوں نہ سناں ریتا ہی ۔  
اب سو بائبل تو ہر وقت آگے نہیں ہو سکتا اس ۔“  
”ہاں ستر ہے ۔“

”اچھا... میں ان کے افسانوں کوئی ہوش اور کھلاں گی کہ یہ صاحب کو یاد دیں۔“  
 ”کرو... اخبار کا دفتر ہے، شاید بلا بھیجی ایں۔“

”فہم بھائی کا کیا کسی دوسری جگہ چرانا کرنے کا پروگرام تھا؟“

”نہیں ایسے تو کوئی پرگم نام نہیں تھا۔ ان رُپے جو صحتوں میں نہا گیا ہوں مجھے معلوم نہیں۔“  
تب گلستانے میں کھڑے کسوفانِ اہلِ با؟ جنوں سماںِ آفتاب نے دی رہی بیہوش کیا تھا۔

”گرمائی جان فہرہ بھائی سے بات کرادینا۔“ علیکون نے ان کی خیریت پر پوچھنے کے بعد کہا۔  
 ”اگر ٹھیک نہیں ہے۔“

۱۱. تم بھی! ۱۲

۱۱ "امجاد و آئیں تو کہہ دیں کہ وہ جادے مگر جگر لگا نہیں۔"

اور پھر ان بات کو بھی جھڑوا دیا کہ اگر وہ خدا کا بندہ ہے تو اسے خدا کا حکم ماننا چاہیے۔

[illegible]

”فہرہ..... ایگز رک جاؤ۔ میں اغی پر حاالی نہیں چڑھ سکتی۔“ جب مری میں رو پڑی پراشت سے نظمیر

”گواہی لے کر چلوں گا۔“ فہم سڑھٹ سے ہوتا۔  
 ”کیسی باتیں کر رہے ہو۔“ روبرم سے سرخ لہجہ سنائی۔

”جیسا کہ گھوڑے کی سواری کرتے ہیں، غلو“ (وہ کسی غلو  
 کے لیے کیا کام خواہ انھوں نے کر دیا۔

مجلس کے جلسے میں چاروں پر پچھلے سات برس دو مئی خوشی تھی۔ بڑی سے ہائی کو بینہ دیکر اس نے کہا تھا کہ وہاں اس وقت سے کس قدر آگے کی بنیاد ہو جائے گی۔

"کیسی؟ گھٹی نود ہے، جو۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔  
 "نہاں! سناؤ کتنا اور مجھے کچھ شیئر جانتے ہیں۔"

”اور اگر میں اپنی جیسا بنی تو آپ چاہیں تو.....؟“ اس نے شرافت سے پوچھا۔

روبرہی چھاننے کی راہیں (۱۹۸۱ء) میں بچوں کے (۱۹۸۱ء) کے لئے لکھی گئی تھیں۔

میں نے اس کے لئے ایک اور نیا راستہ تلاش کیا۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے جس سے میں اپنے کام کو آگے بڑھا سکتا ہوں۔ میں نے ان کو بتایا کہ میں نے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے جس سے میں اپنے کام کو آگے بڑھا سکتا ہوں۔ میں نے ان کو بتایا کہ میں نے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے جس سے میں اپنے کام کو آگے بڑھا سکتا ہوں۔

”اب وہ مجھے چھو کر مجھ سے بے نیاز ہو کر یوں چلا گیا ہے جیسے مجھے مانتا ہی نہیں تھا۔“

نہرو دیکھ کر بکھر گیا کی وجہ سے باورے میں دو مہماؤں حسین الی کی حاضرتیں ملانے لگا۔ فیروز دہلی پہنچا کبھی

طرح نہیں کہ دعائیہ فریاد احمد کے چہرے پر چمکا سکر اہٹ کا اجالا سا مکمل گمابھا۔

باب انی ہجرتی کہ باطن کا قلم ازبیک نہیں کیا تھا۔ اسے وہ منزل اپنی زندگی کی یاد دہانی لگے دی تھی۔

ہم سب سوچیں بھی تو ڈر جائے ہیں  
اے مہرِ حق تو نہ سے غفلت بھی

یہ ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ سب میرے دل سے نکلا ہے۔

اب وہ دھڑکیں مچا کر اتر جاتے ہیں

اب نہ مڑ مڑ کے ہٹاؤ ان لوگ  
لوگ رستے میں گھبرا جاتے ہیں

ایک آنکھوں میں تو بھر جائے

نہ کہیں چارے کے سوچے سن  
لوگ تھک ہار کے گھر جاتے ہیں

ہجرت کے بعد وہ اپنا تعلق کہاں رکھی :  
 ہجرت کے بعد وہ اپنا تعلق کہاں رکھی :

”توئی رہی کیوں بندھ کر رہا۔“

”تا کہ تم پہلے کھانا کھاؤ۔“  
”مجھے بھوک ہی نہیں ہے۔“

”نہی پڑاؤ کرتا ہے اچھا خیال نہیں رکھو گی تو کون دیکھے گا۔ میری جان زندگی  
 ہے۔ تم اہل کایہاؤ دشمن کر مٹا لے کرو۔“

”میں تو بہت کمزور ہوں، اپنا دفاع نہیں کر سکتی، مقابلہ کرنے کی مجھ میں طاقت کہاں ہے۔“

”نہم سے محبت کرتا ہے۔ وہ مجھ کو نہیں دے سکتا۔“  
 ”نی ظالم تو وہ صاحب ہے۔ یہ تو گمشدہ ہے۔ لوہا نہ ختم۔ میری جگہ پر نہیں آتا۔ کیا ہے کہاں؟“  
 ”چہرہ مکون رہو تمہارے ہونے کو کوفہ چھٹا کر اس کے بارے میں معلومات کرنا میں گھر۔“  
 ”زبردستی طوائف کا کوئی کام نہیں۔ جب وہ غریب تھے، چچا چھڑا چاہے ہیں تو میں نہ رہتی کہیں ان کے سر ہندوں کی۔“  
 ”کیا کہہ رہی ہو؟“  
 ”میں تو اپنے آپ کو بہت سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔۔۔ مگر یہ دوسرے افراد میرے دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔“  
 ”آج کل کے زبردستی ہی نہیں کر کے کرنا کہہ۔ چلی آئی تھی۔ چھوٹی موٹی ٹانگہ کرتے ہوئے وہ بچوں کے سامان کے ایک بڑے صندوق چلی گئی۔“  
 ”آپ کو کسی لڑکی کی ٹانگہ کرنی ہے؟“ سٹوڈنٹ نے ان سے پوچھا۔  
 ”ہر لڑکی۔“ سٹی نے ہنسنے کوئے۔  
 ”میرا مطلب ہے کہ آپ ٹانگہ لڑکی کی ٹانگہ کریں گی یا لڑکی میں؟“ سٹوڈنٹ نے سٹوڈنٹ سے پوچھا۔  
 ”ان لڑکیوں کو کوئی خاص مطلب ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اختیار کیا ہے کہ میں پوچھا۔  
 ”تو ان دنوں آپ لڑکی کے کپڑے اور اس سے وابستہ چیزیں خریدتی ہیں تو ہم آپ کو ٹانگہ کرنے کے مختلف شیڈز میں لڑکیوں کی چیزیں دکھائیں گے اور آپ کو سیکھنے کے کپڑے خریدنے میں یا اس کی چیزیں خریدنے میں تو ہم آپ کو لڑکی کے شیڈز دکھائیں گے۔“ سٹی نے کہا۔  
 ”یہ باتیں بڑے سچی والوں کو معلوم ہوں گی۔“ اس نے گاؤں میں تو کسی سے لڑکا ہو یا لڑکی بزرگ کے کچھ نہ پہنا سکتے ہیں۔ لیکن اس نے نہیں کر لیا۔  
 ”یہاں اگر کسی کے چاہا اور اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے کپڑے پہنا دے تو دوسرے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں کسی کے لیے وقف ہے۔ ساتھ ساتھ لڑکیوں کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔  
 ”سب کچھ چوسنے کے لیے وہ لڑکیوں کے لڑکوں میں ہی خریدتی تھی۔ کبھی کوئی لڑکی کی ہمارا لڑکا پالا پیدا کیا تھا۔“  
 ”لیکن یہ کہاں سے لیتے ہیں؟“  
 ”میں اس سے کہہ رہی ہوں کہ یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“

”نہم سے محبت کرتا ہے۔ وہ مجھ کو نہیں دے سکتا۔“  
 ”نی ظالم تو وہ صاحب ہے۔ یہ تو گمشدہ ہے۔ لوہا نہ ختم۔ میری جگہ پر نہیں آتا۔ کیا ہے کہاں؟“  
 ”چہرہ مکون رہو تمہارے ہونے کو کوفہ چھٹا کر اس کے بارے میں معلومات کرنا میں گھر۔“  
 ”زبردستی طوائف کا کوئی کام نہیں۔ جب وہ غریب تھے، چچا چھڑا چاہے ہیں تو میں نہ رہتی کہیں ان کے سر ہندوں کی۔“  
 ”کیا کہہ رہی ہو؟“  
 ”میں تو اپنے آپ کو بہت سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔۔۔ مگر یہ دوسرے افراد میرے دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔“  
 ”آج کل کے زبردستی ہی نہیں کر کے کرنا کہہ۔ چلی آئی تھی۔ چھوٹی موٹی ٹانگہ کرتے ہوئے وہ بچوں کے سامان کے ایک بڑے صندوق چلی گئی۔“  
 ”آپ کو کسی لڑکی کی ٹانگہ کرنی ہے؟“ سٹوڈنٹ نے ان سے پوچھا۔  
 ”ہر لڑکی۔“ سٹی نے ہنسنے کوئے۔  
 ”میرا مطلب ہے کہ آپ ٹانگہ لڑکی کی ٹانگہ کریں گی یا لڑکی میں؟“ سٹوڈنٹ نے سٹوڈنٹ سے پوچھا۔  
 ”ان لڑکیوں کو کوئی خاص مطلب ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اختیار کیا ہے کہ میں پوچھا۔  
 ”تو ان دنوں آپ لڑکی کے کپڑے اور اس سے وابستہ چیزیں خریدتی ہیں تو ہم آپ کو ٹانگہ کرنے کے مختلف شیڈز میں لڑکیوں کی چیزیں دکھائیں گے اور آپ کو سیکھنے کے کپڑے خریدنے میں یا اس کی چیزیں خریدنے میں تو ہم آپ کو لڑکی کے شیڈز دکھائیں گے۔“ سٹی نے کہا۔  
 ”یہ باتیں بڑے سچی والوں کو معلوم ہوں گی۔“ اس نے گاؤں میں تو کسی سے لڑکا ہو یا لڑکی بزرگ کے کچھ نہ پہنا سکتے ہیں۔ لیکن اس نے نہیں کر لیا۔  
 ”یہاں اگر کسی کے چاہا اور اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے کپڑے پہنا دے تو دوسرے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں کسی کے لیے وقف ہے۔ ساتھ ساتھ لڑکیوں کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔  
 ”سب کچھ چوسنے کے لیے وہ لڑکیوں کے لڑکوں میں ہی خریدتی تھی۔ کبھی کوئی لڑکی کی ہمارا لڑکا پالا پیدا کیا تھا۔“  
 ”لیکن یہ کہاں سے لیتے ہیں؟“  
 ”میں اس سے کہہ رہی ہوں کہ یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“

”نہم سے محبت کرتا ہے۔ وہ مجھ کو نہیں دے سکتا۔“  
 ”نی ظالم تو وہ صاحب ہے۔ یہ تو گمشدہ ہے۔ لوہا نہ ختم۔ میری جگہ پر نہیں آتا۔ کیا ہے کہاں؟“  
 ”چہرہ مکون رہو تمہارے ہونے کو کوفہ چھٹا کر اس کے بارے میں معلومات کرنا میں گھر۔“  
 ”زبردستی طوائف کا کوئی کام نہیں۔ جب وہ غریب تھے، چچا چھڑا چاہے ہیں تو میں نہ رہتی کہیں ان کے سر ہندوں کی۔“  
 ”کیا کہہ رہی ہو؟“  
 ”میں تو اپنے آپ کو بہت سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔۔۔ مگر یہ دوسرے افراد میرے دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔“  
 ”آج کل کے زبردستی ہی نہیں کر کے کرنا کہہ۔ چلی آئی تھی۔ چھوٹی موٹی ٹانگہ کرتے ہوئے وہ بچوں کے سامان کے ایک بڑے صندوق چلی گئی۔“  
 ”آپ کو کسی لڑکی کی ٹانگہ کرنی ہے؟“ سٹوڈنٹ نے ان سے پوچھا۔  
 ”ہر لڑکی۔“ سٹی نے ہنسنے کوئے۔  
 ”میرا مطلب ہے کہ آپ ٹانگہ لڑکی کی ٹانگہ کریں گی یا لڑکی میں؟“ سٹوڈنٹ نے سٹوڈنٹ سے پوچھا۔  
 ”ان لڑکیوں کو کوئی خاص مطلب ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اختیار کیا ہے کہ میں پوچھا۔  
 ”تو ان دنوں آپ لڑکی کے کپڑے اور اس سے وابستہ چیزیں خریدتی ہیں تو ہم آپ کو ٹانگہ کرنے کے مختلف شیڈز میں لڑکیوں کی چیزیں دکھائیں گے اور آپ کو سیکھنے کے کپڑے خریدنے میں یا اس کی چیزیں خریدنے میں تو ہم آپ کو لڑکی کے شیڈز دکھائیں گے۔“ سٹی نے کہا۔  
 ”یہ باتیں بڑے سچی والوں کو معلوم ہوں گی۔“ اس نے گاؤں میں تو کسی سے لڑکا ہو یا لڑکی بزرگ کے کچھ نہ پہنا سکتے ہیں۔ لیکن اس نے نہیں کر لیا۔  
 ”یہاں اگر کسی کے چاہا اور اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے کپڑے پہنا دے تو دوسرے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں کسی کے لیے وقف ہے۔ ساتھ ساتھ لڑکیوں کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔  
 ”سب کچھ چوسنے کے لیے وہ لڑکیوں کے لڑکوں میں ہی خریدتی تھی۔ کبھی کوئی لڑکی کی ہمارا لڑکا پالا پیدا کیا تھا۔“  
 ”لیکن یہ کہاں سے لیتے ہیں؟“  
 ”میں اس سے کہہ رہی ہوں کہ یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“  
 ”لیکن یہاں اس کی ماں اس کو ٹانگہ کرنے کے لیے لڑکیوں نے کہا۔“

”کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔“

’کس بھی۔‘ مگر نے اپنا ٹھہر لی کر کہا۔

"یہ تم آئی کر خود ہو چھو۔" "تھمسٹر سے ہو لیں۔"

”تھیک ہے۔“ اس نے ریسرور کر ٹیڈی پر دھک دیا۔

بازرغن میں اس شایعہ سے سنا رہا تھیں کہ چھپکالی سے ہاتھیں کر رہی تھیں مگر ان کی آواز نہ دے کے کمرے میں صاف آ رہی تھی۔

”بڑا کیا اس اپنی ماؤں کے وفادارے پر پڑا تھا جس نے ان ہی کے گھر بکڑے ہیں۔ ہماری بہن کی اسٹاپلی بھی ان کی  
 لہاں ہے۔ وہ جو جس کو دیتی ہیں وہیں پر ہی وہ عمل کرتی ہیں۔ وہ لڑکیاں جو اپنی ماؤں کے اشاروں پر چا کر رہتی ہیں  
 ہیں کیسے کبھی گھر نہیں ہٹا کرتے۔“

”کیا میرا گھر بھی اب جلنے والا ہے۔“ اس نے پرخن سا ہو کر سوچا۔ تب دردی کی ایک چمک اس کی کھنٹی

ایک پریشانی آئی تو پریشانوں نے اس کا گھر ہی دیکھ لیا۔ گھر کے دروازے پر مگن پوڈیٹ پر اس کا حوالہ کیا۔

پہنا۔ کمر میں چوری ہوئی۔

پھر کے گرفتار کر دیا مگر ان کے گھر میں کوئی نہیں تھا یہی ایسا آئی پر ان کا فیصلہ دیکھ کر ان کا دل رسیو نہیں کی جادی

پریشان سا وہ اسلام آباد آ گیا اور یہاں آتے ہی وہ ایسا ہنسا رہا تھا کہ اپنے آپ کو بھول گیا تھا۔ اس ایکہ ماہ میں اکی کو کبھی روحِ حادِ قرآنی سے کسم پڑتی۔

زیا دہ فون وہ اس مجھ سے بھی نہیں کر رہا تھا کراچی نے اس کی دوسری شادی کر جانے کا بیڑا اٹھا لیا تھا۔

”اب خاندان میں شادیایا کرنے سے اچھے لڑکے ماننے نہیں توئے ہیں۔ ہمیشہ باہر عیا کرکے چاہیے۔ ہاں

”نہ تو تم ہمارے گھر میں، تو ان کے گھر سے آجائے۔ اگر تاحقہ دار کر دیا، تو اس سے پہلے آبِ کمال کی آزمائش کرو۔“

تک دو اکڑنے کی کوشش نہ کر رہا۔

جب تک علی غیہی چھوڑ کر جا سکتی ہے تو میں کے؟ سرے کی بات کر رہا ہے۔"

و کہ جلی بھی تھی تو کیا اسے فون نہیں کر سکتی تھی۔ اتنی عرصہ فون کرنے کے باوجود بھی اس نے کوئی بھی جوابی فون نہ کیا۔

یہ نیاں پوری خوب ساتھ رہنے ساتھ جینے کی قسمیں کھاتی ہیں مگر جوں ہی اسرائیل کی دہلیز پار کر گئے تھے

نہا نہیں محبت کی باتیں نہایت کے ملے اور خوشیوں کے لئے ان کی گرفت سے کیسے نکل جائے۔

رات کو جب وہ تنہا بار ادا اپنے قلیٹ میں آیا تو چوہوں کا چائے بھجنا، اس کی کھڑکی سے نظر آ رہا تھا۔

”بچے کا چھوڑا کر کہیں غائب نہ کر دیا جائے گا۔ بڑے بچہ کے ساتھ تو رہا کرے گی۔ اور نیک بھلائی کرنا سیکھ جائے گی۔“

اور پھر اس کے بارے خواب؟ ہوئی میں ادوب گئے۔ دوسری مرتبہ خالی ہاتھ رو جانے سے مندر سے گئے۔

[illegible]

تھی، روٹی بڑی تھی اور اسے خول کر بھڑاس نکالتی رہی تھی مگر وہ اونچا نہ کہ سینے سے اوپر ساڑھے تیس فٹ تھا۔ اور پھر ۱۷ شام جب وہ بچوں کے لئے بہت سارے اجڑے اور کڑے لڑکے آ کر لڑائی لڑتے تھے تاکہ تمساری ہو جائے۔

فیروزہ ہنگامہ گرے بھی کوا پنے ساتھ لے گئی ہیں۔

”تمہاری سراس کا یہ کہنا ہے کہ یہاں دلہن رانی کی خدمت و تہیں طرح بھیجیں گی جاری بلکہ جس جہی کو بھجوا دے گا“

رہی ہوں۔ نہ کھانے کو رہے رہا ہوں نہ پہنے کو۔ اور ایسا کلمہ دویرداشت نہیں کر سکتیں۔“

”ہاں یہ بھی کہہ کر گئی ہیں کہ اب وہ چنی کو نہیں بھیجیں گی اور فہد سے لینے کے لیے آیا تو وہ بھی منہ کی کھائے

جیسی اب یہاں پر گزرتی ہے آئے گی۔ "نہد کی ماں نے بھی بات کو خوب بڑھلا کر کہا کرتا تھا۔

نہیں جاؤں گا۔“

”میں نے بھی کیا کیا تھا۔ اچھی بچی کو دل بھر کے اپنے گھر میں رکھو اور خوب اس کا خدمت سیکھ کر دو۔“

اس نے انہار کی مٹی بھینچنے اور بستر پہ لیٹ گیا۔

خود است کرتا ہوں۔ اس نے غیر ذوق بنگلہ کے نمبر ڈاک کے فون غیر ذوق بنگلہ کے نمبر ڈاک کے فون۔

”کیا بات ہے؟ ابھی تو چھی کوڑا ہے چپ میں کھٹے بھی نہیں دوئے اتنی جلدی حرا کی ٹھکانے آگے تمہارے اگلا

”بچپن آپ پیری فچی سے امت کر رہیں۔“

”اوپہ بات کرادیں!“ وہ بڑبڑا ئیں۔  
 ”بھڑھہ.....“ کالہ بچہ، اچھا

”وہ مہرہری فیملی سوری ہے ایں اسے نہیں اٹھا سکتی۔“ یہ کہہ کر انہوں نے ویسپو کو ٹیبل پر فٹخ دیا۔

”کیوں؟“ اس نے پھر پوچھا۔ ”موت کی وجہ سے؟“

”بھو آپ مجھ سے بھرت کر رہی ہیں۔“



اور اس کا دل جے گا اور سا جو میرے بچل کی کسی راحت میں اس نے ان کو دھنا اور یہی افسانہ عا تجھیں لیوں سے

اس نے ہنس کر کہا: "جیسے تکی کا سا کرٹ اسے لگا جو۔"

ابدر معذرت خواہانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

”اگر ہمارے“ ہر اچھا بیگ کاندھے پر رکھ کر جانے کو تیار ہو گئی تھی۔

اور باب در اپنے تھے باوجود کہ جو کلمہ اس واقعہ کی سرشت کے مٹانے میں اس کے کھٹے لیے بال کی ایک لٹ

”لڑا جانے کوئی نہیں جا رہا جو میری ٹکٹیں پائندہ رہی ہو انکی دلخواہ سے۔“

”ہیت“ اور سرخی ہو گئی اور زہد کی رنگوں میں ایک سنسنائی سی مٹی لہو ہو گئی۔ عین اسی لمحے لوٹی نے

اس کی جانب سے روٹی کی سال کا کام کھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔

وہ کہتا ہے۔

ہوں۔ مکی کی باتوں کی بازگشت اسے سنا ہی رہی تو اس کا حوصلہ بڑھا۔

”لوئی اٹھو۔“ رہسولہاں ہوئی لوئی کو عبت سے جگا رہا تھا۔

”جانو کیا بات ہے؟“ وہ منہ کی منہ کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

”رہجو کتنی خوب صورت چاندنی رات ہے آؤ اہم کھڑکی میں بیٹھ کر دیکھیں۔“

”اس وقت“ اس نے پاس رکھے کلاک پر نظر ڈالی۔ شب کے ڈھائی بج رہے تھے۔

”طبہوت ٹھیک ہے! انا فوہ کی؟“ اسی نے پریشان کرتے ہوئے پوچھا۔۔

”ابرا کیوں کہہ رہی ہو؟“ زور لگاتے ہوئے۔

”جاننا ہے کہ اس سب سے پہلے تم لوگ اس کے لئے کئے ہوئے ہو۔“

”فکرمیچر سے ایک بیوقوف افسر کا۔“

۴۴

”میں بھی سو جاؤں گا۔“ اس نے رنجی دلائی اپنے اہل خانہ کو کہہ کر اور صبح کی سانس بھر کر اپنا سر تھپے پر

۱۔ وہ اپنی بند آنکھوں سے جامع رویہ دیکھتا تھا۔ اسے دور کے

نہ اس پر ہی شہداء کیس آواز جو سید کی دل ٹلپا کر جائے۔

۱۰۱۲: نیکو نیتوں سے اپنی جانب ہمارے بھی۔ مذہب اور جلدی سے آؤ، میرے پاس۔

”نہم! جیسے روکو..... تمنا فرما ہوں.....“ اس نے کہا۔

☆ ☆ ☆

تھا۔ مہر نہ جانے کیوں تھمیں کے چٹا ہوں میں، کھوسا مہیا۔

”زیور..... تمنا سنا کہیں لے کر چلیں؟ ہوں ماں تو سارے ہفتا سہاری بھل اٹھنا کر لے جے ہیں۔“ اوس نے شرما کر کہا تھا۔

”پھر کیا ترقی ہو؟“

”ظاہر ہے غم سے افسوس کرنے لگتی ہوں۔“

”اور دنیا رنی امی سمجھتی ہو گی کہ کچھ بڑا خداوند ہے۔“

“انسانوں کو سزا دینا ہے۔“

”نبیہ! اچھا بات ہے کہ تم مجھ سے باتیں بھی کر سکتی ہو اور امی سے کوئی غصہ بھی نہیں ہوتا۔“ زور نہیں کر بولا۔

”خداوند! سائے آگیا جب ایمانے مشوں ملے میں لیں ہوئی۔ جب اکی کہے لگے، تو خاتمہ ہے پر جب دو دو ہو کر

جہاں پہنچا اُسے اُبلتا نہ پڑھنے پر لو کا بچا

وہ کہتا ہے: "میں نے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے۔"

”میں نے بھی کھلاڑیوں، آتش جہنم کی بارش تھی۔ حالانکہ وہ لوہے کے بعد ہوئی تھی۔ جب ہے

پارکھا مطمئن ہو گئی تھی۔“

کے لالہ کے رہنے سے چھٹی کی گاڑیاں آغا خضر اور گاؤں اپنے گاڑی کے اہل ان کے تعلق نکال رہی تھیں۔  
 ”کہاں ہیں آپ؟“ تو نے اپنے غمزدہ دل سے سنا سمجھ کر اس کے ہاتھوں پر رکھا۔

اور اگلے ہی لمحے سے گزری آگے بڑھا۔

جس کا خوب صورت ہاتھ تھمنا۔ اے مردِ صاف و محکم! تو خود کا رونا دھنا اور آقا کو کہہ کر

کمال دین کی طرح کمال حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا سوچ کر ہرگز کٹنا۔

وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک نیا آدمی بنایا ہے۔

اس کی کجائی کے سامنے سے کوئی لڑائی گزری تھی۔

”اس لیے تو کئی ہوں کہ اپنی اسی کو طوطی کیجیو عمر نہ رہا میرا کاز نہیں دے دو جہاں سالگاہے۔ ہاں کانو نکھائی

”اس نے فرحت سے کہا۔  
 ”اے زہرا! میری سوسنے والی ساساں ہیں۔ ان کی عزت کم ہو خیرا اور جو اپنے شوهر کی راولد رکھنا ان کو“







بریل کو یوں لگا جیسے "نارنگہ" وہاں گہرا سرنگین کے چند پتلون نے اس میں سرشاری کی ایک نئی سحر برپا کر دی تھی۔ جب "مشرطہ" لوگوں کے ساتھ اپنی لائق انوشہ لے کر باہر نکلا تو اسے اپنے بہت سے دوستوں سے ملنا پڑا۔

بریل کا دل گھٹنا کے خیالوں سے آباد تھا۔ "سکرانے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ گھٹنے جھک رہی تھی کہ بائیں جانب سے "مشورہ" کا سامنا ہوا تھا۔ اس وقت چل کر کہیں رہا تھا اور انداز میں دیکھ کر انداز میں گھبرا رہا تھا۔

سانہ سے آگے ہوئے فحش سے دوری ضرور نکلا۔  
"خیر عجب تو حال صاحب! آج کیا سانسے ہوئے ہیں؟ وہ "مشرطہ" نے فالے صاحب بھی گلے کے لیے نئے۔ جمال خوب ماہر اور ان کے صفات کے ساتھ ساتھ "مشورہ" کو دیکھ کر سرگراں کر کے بڑھ گئے۔

"آدم چٹا بھی میرے لیے دھوا ہوا  
میرے چھاپے پر بادلوں کا بھرم کھول دیا"

پھر مجھے کہتا ہے میرا چاہتے والا  
میں سوہ ہوں " اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا  
"بیلے۔ اپنے گھٹنے والے فرار کی ماس نے ان میں غصہ سے اپنے ہونے کہا۔

"کسی چیز کے لیے ہوں ماس! فرار نے مادی کے پر چھا  
"کیا بھی تک اپنی مصوم ہے پانی کا نہیں کہہ کر اسے کیل پر شان ہیں؟"  
"کیا بھلا بھلا ہیں؟" اب وہ مجھ سے بے چہری تھی۔

"موتی کل تیرے پیچھے کے پتلے ہو رہے ہیں، اشراف! ایک ہی شاہ ہے، اگر اس کے کولاد  
میں، وہی تو ہماری کھلی کھلی ہے پٹلی کی تیرے میں ایک تیرے نہیں مورت ہے۔ اس سے تو اپنے ہی پیچھے نہیں  
پ گئے۔ اب پھر سے سات سو دہے غرق کر کے رعبوں لائی ہیں۔ پلے کیا وہی سال انکا ناظر ہوا پڑتا  
آج ہے؟"

"نیا دور وال کا پہن لوں گی؟" غصہ نے کہا جاتے ہوئے ہوئی۔  
"اے، ابھی میں نے آئی ہوں مجھے پتا تھا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہوگا! ابھی میرے سامنے ہیں اس  
"بفرار نے غصہ سے کہا اس وقت اپنے گھٹنے میں ادا کیا۔

"اب تو تمک ہے ہاں۔" وہ اس سے بولی۔  
"کیا پتہ؟ تمک ہے! اہل۔" غصہ تو میں بھی نہیں تھی۔  
"کیسی کھلی۔"

"اچھا! میری شادی کو کتنی فکیر کی ہو رہی ہے ابھی بھی ہوتی۔ میرا اس کے آنے سے میرے  
کو میرے طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی۔ ہاں، جہاں ہاں لائی تھی۔" ایک نیا آدم نکھر کر آیا۔  
ہاں مرغیاں بار بار پڑا جاسر کے آگے آگے کر گئے۔ بھوہا (میں نے) وہ وہ دھماکے کر دیے اشراف کی آواز  
کا تھا۔ ہونے لگا۔ میرے وہاں۔ "اے، میں نہیں کا کھولا بہت ڈنک، کہتے تھے تمہارا ان پرست! لگتی ہی تھا

سال گزارا ہے، ٹھیک ہوں۔" اپنے گہرا سرنگین کی دھنکی سے "اماں" کہہ رہی تھی۔  
اور جمال سوچ رہا تھا "اپنے دوستوں سے بڑھ کر اسے بھلا کر دیکھنا تھا۔ وہ اپنے گیت کے سامنے  
کھڑی اپنی کھلی سے بائیں سرنگین کی اس کی بھی میں کیا رہتا تھا۔ وہ اسے گھبراہٹ میں، وہ ہم کی طرح غائی  
ہوئی تھی۔ ایک طرف رعب کی ذمیت ہوتی ہے اور دوسری طرف  
میرا حال کے لیے اس کی ذمیت بھی فحش نہیں ہوتی تھی "وہی اس کے دل سے، وہ اپنی تھی۔" "میرا مایہ  
فادہ کی کہہ رہی تھی۔

جمال کا صاحب دل جانتا اپنی اہلیت کے بچہ کے بچہ جاتا اور گہرا سرنگین کو بڑا سکرانا بائیں کرنا دیکھتا رہتا  
اور اس وقت بھی وہ اپنے سر سے میں اس سے گھبراہٹ۔  
"میں وہاں کے لیے پکارا ہوں کہہ کر؟"

"بہت زیادہ ڈانٹا گئے۔"  
"اور جب میں وہاں آؤں گا تو تمہیں کیسے پتا چلے گا؟"  
"میں وہ ڈر کر غصہ لے آؤں گی۔"

"خیر مست! اگر خوش رہتا ہے تو یہاں ہی خوشی سے مجھے تمہیں ہوگی۔"  
"میں خوش ہوں خوشیوں میں کی یہ پٹلی کی کہا ہے؟"  
"پٹلی کی تو کوئی بات نہیں۔"

"روہاں میں وہ خیال رکھتی ہوں مست کرنا تو کھانا جانا۔"  
"ابھاب مجھے بھی مشورہ دے رہی ہو۔"  
"کیوں نہ کیا مجھے آپ کا خیال نہیں ہے؟"

"پتا نہیں۔"  
"برائے دل کو دل سے دور ہے میری کچھ طرف نہیں ہوتی، اس کا احساس ہی دوسرے کے دل  
میں رہا تو، کچھ جانتا ہے۔"

"مگر تمہیں کیا پتا کہ مجھے میرے صوبت ہے یا نہیں؟"  
"جہاں کہیں کی کچھ مروت نہیں تھا، تو آگے نہیں بولتی ہیں۔ زبان سے کچھ نہ بول کر آگے نہیں  
کہہ جاتے۔ ہوسال سے پہلے تک میرا ہے۔"

"مگر تم نے تو میری آگے میں کی طرف بھی نہیں دیکھا۔ جہاں کی معلوم کہ وہی ہیں یا کوئی ہیں۔"  
"مجھے پتا کیا کہ خبر ہوتی ہے۔"  
"ابھاب! وہ اس پر اور پڑا رہی تھی کی آواز سے ہی جو کچھ آگے لگتے اس کے خیالوں کی ہاں بھی ابھاب۔"

خیالوں کے وہ بچے بھی آئے گئے تھے۔  
"تھان! یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ کسی کی بیوی کے بارے میں تم اس طرح سوچو۔ اب یہ کوئی امانت  
ہے۔" اس نے خود کھینچ لیا۔  
"خیالوں اور غلوں پر بھی کسی کا کوئی پس پلے نہ پڑے جو کچھ وہ اپنے کے ساتھ آئے ہیں اور میری سچ

مکھو کر کے چلے جاتے ہیں۔"











١٤٠٠

”کہ تو تم ٹھیک رہو!..... مگر میرے شجر کا کوڑا جوڑا ہے، میں نے مجھے ٹھیک ہی ہے۔“  
 ”آپ نے جو چیزیں کھیں، تو میں نے کھلی لہجہ میں کہا اس کا کیا جواب آتا؟“  
 ”بالا، یہ میرا تھا اس سے کہ میری بیوی میرے کھلی کھام سے کھانا کھاتی تھی۔“  
 ”تو میری کیا کہانی ہے؟“

”بھلا کدو کا دھڑکیا کیسے گھومتا ہے؟“

”ایسا جھوٹا لفظ ہے۔“ اسٹیم ٹرین کی آواز آئی۔ اس نے اچھے سے دیکھا۔

”شمار سڑی ہے، ہوائی اڈے پر کس کس کی گاڑی کو کتنی ٹکڑے کر کے پھینک دیا ہے۔“

”یہ تو ذرا عجیب سی بات ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہہ دو کہ یہ کس طرف کی گاڑی ہے۔“

”اگر یہ کہہ دے تو پتہ چلے گا۔“

”چنانچہ میں نے بڑے بڑے برکات پر کیا کرنا شروع کر دیا۔ نہ کہ ان کی کوئی لیا جاتا ہے وہ؟“

”کیا شہر کی عورتیں بھی ان کو لیں؟“

”وہ تو یہاں سے زیادہ دور ہیں۔۔۔۔۔ اور ان کے پاس بھی بڑے بڑے چولہے ہوتے ہیں۔ نہ زیادہ دیر کا تعلق کیا کہ نہ کسی حوائج سے بچال ہے۔“

”جب ہی شہر کی لڑکیاں مشکل سے دبا کرتی ہیں۔“  
 ”وہ تو کہاں ہیں وہاں ہیں۔“  
 ”تھیک سمجھ رہی ہیں آپ..... اب ریت ہی ڈال آ رہی ہے۔ پہلے بھونک رہا کرتی تھیں ماسوں سے“  
 اب ناسٹا اپنی بھوکا سے ڈر کر وہی دھڑکی۔“

”بھئی بھئی... میں تو کبھی ڈرنا ہی نہیں کیوں ڈر رہا ہوں؟“  
 ”خیر ڈرنا تو میں بھی نہیں ہوں... بعض دفعہ تو اپنی سیر کی اسکا کیفیت صاف کرتی ہوں کہ وہ خود اس بات سے  
 ہی ڈر جاتی ہے۔“  
 ”اچھا، کرتی ہو۔“

”میں بھی تھک کر آئی ہوں۔“  
اور پھر وہ دھڑل دھڑل دھڑے لگیں۔ کئی کئی نئی..... شاید اپنے کارناموں کا احساس، جو باقیات اپنی بلے حیثیت پر  
اڑا رہی تھیں۔

☆☆☆

[illegible]

- 4 -

”جی نے چونک کر دیکھا۔ قدم اس کے سامنے کڑا تھا۔ یہ وہی تیرا بیٹا تھا جو ابال اور سر سے لٹا گیا تھا۔  
 ”میں نے جانتا تھا کہ کبھی اس کے اس کی جانب سے کوئی اور فریق ہی رہنمائی سے اس کے سینے سے نہ نکلی۔  
 ”اے تیرے دلور احمد! نے جی رہا ہے۔“ وہ سسک نکلی۔  
 ”تم نے کون سا روایا کیا تھا مجھے؟“

”یہ بات آپ کہہ رہے ہیں؟ کمرہ آپ نے کہا ہے۔ اس سے چلتے سے سڑکوں بند رہ جائیں گی۔“  
 ”اب اس کے انوشو خیاروں پر غور کرتے ہو۔“  
 ”میرے لئے انھوں سے وہ میرے لئے اسے ادا کرنا چاہتا ہے کہ اسے ادا کر دے گا۔“  
 ”کمرہ چھوڑ کر کیوں نہیں؟“

”اے کاظم! یہ ہے اپنی بات تو آپ کو معلوم ہی تھی۔“  
 ”جی ہاں! لیکن اس کے بعد میں آپ کو کچھ سننا نہیں چاہتا۔“ اب وہ دونوں ڈرائنگ روم میں قلمی  
 اصرار کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے۔ ”اُمی میری دوسری شادی کرنا چاہتی ہیں“ کچھ لمحے توقف کے بعد فریڈ  
 کہنے لگا۔

”اور آپ کیا چاہتے ہیں؟“  
 ”میں صرف یہ کہیں چاہتا ہوں کہ گراؤ کی بات، اپنی جوتی تو میں تمہارے پاس کھنڈا؟ جبکہ میرا گراؤ  
 نہیں پہنچے۔ میں نہیں چاہتا۔“  
 ”اگر میں آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے دوں تو.....؟“

”فہرہ کی جس تعداد کی کتابیں مالوں کا۔“  
 ”فہرہ ایسا تصور ہے، تم مجھے بتاؤ؟“  
 ”جیسی کہ کوئی تصویر نہیں ہے۔ جس ذہنی امتحان یعنی راقی ہے اور ان امتحانات سے خوف زدہ نہیں ہو  
 پاتا۔“

”نکمر میں بہت ڈر ہے کہ تم کی موت ہو۔“  
 ”میری رفاقت میں تم کو کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ اب کیا ہو رہا ہے تمہارا؟“  
 ”پہلے میں آپ کے لئے چائے لائی ہوں اور پھر میں اچھا لکھا چیز کمانے کے لیے آپ بات میں مدد حاصل کر رہی ہوں۔“  
 ”کس بھی دانش ور میں سے غلطواری کرتے ہیں آپ کو بھی نہیں ہوں۔ اپنی کلاس میں آپ کو ٹھیک آجائے گا۔“

[illegible]

”آپ سوڑی دیر رک جا میں۔ اے اور میں اُلی ہوں لی جگر خیر ہے۔“  
 ”ترے ہاتھ کھل چکا ہے تو میرا رک جا جا میں مگر۔“  
 ”جس کی ٹانگہ لڑا کر اس نے پڑا۔“  
 ”خیر دیر نہ ہو گی پھر دیکھنا جب میرا کھینچ لے تو یہ کہہ کر میرا ان کا منہ۔“

انہیں ہوتے تھیں سے غلبہ نہ کر گیا۔

"بھئی تم اسے کہہ دے گا وہ وہاں اپنی ہم ہر بات اپنی ماں سے ضرور کہہ گا۔ جیسا تمہارا  
اں کے اس روپ سے بھی پوری دلف ہو چکی ہوں۔"

"تو اچھا تو کہہ دے گا کہ اس کے ہاتھ سے اسے تو ایسی ہی بات نہیں ہو گی۔"

"بھئی! ایسی نہیں سمجھ کر رہی ہوں! خود کے ساتھ مست جاؤ۔"

"اسی بات خود کے ساتھ ضرور، وہاں کی کہہ دے، مجھے اچھے آتے ہیں۔ میں اں کے ساتھ جا رہی ہوں۔ جی  
نہ خود اچھا نہیں کرنا۔ اس کی جانب قدم نہ بڑھانا۔"

"تم سوچ کر اپنے قدم رکھنا کہ تم کو اسے خود اپنے تمام معاملات خود ہی سمجھنا۔ میں تمہارے کسی  
ماتے میں نہیں رہوں گی۔"

"اچھا بہت بات ہو گی۔ جیسی کہ دوسرا قدم نہ بڑھانا۔  
خود نے ایک طریقہ بھی تمہارا دے کر کھڑی سے ابھر چلی آئی۔"

"اگر وہی بھی اچھا نہیں کرے گا کہ اچھا ہو گی۔ اب وہاں کہہ دے کہ سر ہاتھ بھر کر کہہ دے کہ اپنے ہاتھ سے  
ہر جگہ کرانے کا وہ دوسری عادی کر لے گا۔ یہ خود..... کار نامہ کا جتنا ہے۔" فریڈ نے ہنسنے کے بعد اس کی

حالت میں کہا۔

"کہا رہی تھی کہ عادی دوسری عادی کر لیں گے؟" چپ باب نے اس کی حالت میں سمجھنا شروع کیا۔

"ان کے پاس دوسری عادی کی پوری پوری تیار کیا جیسا۔ ہر ایک کے ہاتھ سے خود ہاتھ کے پاس سے  
ہیں۔ عادی کا جو نام تھا وہاں ہی رہا۔ سو نے کہ بہت جو نہیں ہے کہ اچھا ہاتھ ہاتھ سے لکھا کر

الہا اب کیا ہے۔ کوئی ہی عادی نہیں ہے جو ان کے پاس نہ ہو رہی ہو۔"

"آپ کو سب سمجھ چکا ہے؟"

"ان کے غلبے والے دوائی سے دلی کی ہر چیز میں ہونے سے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ  
اگر میں نہیں کرتی تو عمر وہاں کا لڑکا اپنی باتوں کے چال بچا کر کہہ دے گا کہ اسے لے کر کہنا ہے کہ مجھے  
خود دے دے۔"

"اس تمام معاملے میں بھی باہمی کا کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ ہر مہمانی جان ان کے ساتھ ہر اسلوب کیوں کر رہی  
ہیں۔"

"مجھ سے یہ بھول بہت دور سے ہوئی ہے کہ وہاں وہاں کی عادی اچھوٹے چٹاں سے کوئی۔ چلے مند  
پہننے کے لیے گھر آئے۔ میں بھی سمجھتی تھی کہ وہاں سے اپنے لیے کہاں کو لے گا کہ وہاں سے ہے وہاں سے  
اول ہیں جو کہ پوری کرتی ہے وہاں سے چلے گئے۔ اب بھی کی عادی کو خود میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پوری کی  
ضرورت تھی تو دارا کو خود ہی کوئی دھند کی عادی خوب سمجھوں گے کہ میں چلی۔"

"اب کیا ہو گا؟" چپ باب نے پوچھا۔

"میں کو لے چکا ہوں ابھی تو کہہ دے کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
کہا کہ میرے لیے اس کی ہر بات ہے۔ وہ چلے کے لیے اسے اپنے آگے بڑھانے۔"

☆☆☆

"جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ وہاں جانے کے لیے وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

"ابھی کہہ رہی تھی کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔ اب کیا ہو گا کہ وہاں سے چلے آئے۔  
میں۔"

گھٹ آ رہی توں کے بعد صابرہ کے گھر آئی تھیں۔ صابرہ انہیں اپنے گھر میں دیکھ کر بھرے ہوئی  
”بھالی پاشا! آج کیسے ادھر کا رستہ بھول گئیں آپ؟“

”کیا آنا گھبرا گیا ہے قاضی بھائی؟“

”آپ تو آپ ہی آپ نہ کہ بھلا کے بیٹھے تھے۔ رہنا کھانا کا ذکر کی تو اس میں میرا کیا دخل؟ اگر کیا  
کے تو سو گھر سے آتے ہیں۔ اب ہر ایک کو پاؤں نہیں بھر سکتے۔“ صابرہ نے بتایا۔

”آپ براہِ بولی۔۔۔ اس لیے آپ کے پاس آئی ہوں۔“

”جھپک کر آئی آپ جو تیرا سوا ہے۔“

”صابرہ! سننا! اللہ کا شکر کہ کبھی غلط فہمی نہ کر لی۔“ زہرا بھرے انداز میں کہا مگر۔

”ہاں! سچ تو میرے کچھ سے معلوم ہے۔“ صابرہ نے تسکین سے کہا۔

”آج میں تمہارے پاس بیٹھنے کا خاص کام سے آئی ہوں۔“

صابرہ نے راز دارانہ لہجے میں کہا: ”ہاں ہاں! بولے ہو۔“

”خاصی کوئی ہے۔۔۔ بولیں گے؟“

”بہت چارہ مند بارے (اندھیرے) میں بھی بیٹھے سوچا ہوا جاتا۔“

”سناؤ! تو کہیں میں۔۔۔؟“

”اللہ! کبھی بات نہ کرتی ہیں آپ۔“

”صابرہ! آپ چپ اس کی آخر چاہ کر کوئی؟“

”کیوں نہ کریں وہ بے بسی قریب کے لڑائی لڑتی رہے۔“

”پھر میرا ایک کام کہہ دو؟“

”کیسا کام۔۔۔ کاہے کا کام کہیں کا کام۔۔۔؟“

”تم کو کتنی بے گناہیت کا گئی۔۔۔ میں حالی ہر کوئی۔“

”بھالی پاشا! کچھ باتیں کرنا کہو اور صاف صاف بول دو کہ بات کیا ہے۔۔۔ آپ کی کوئی باتیں سے تو  
میرے بہت میں سونے اندھ بارے۔“

”تم شادی کی شادی میرے بیٹھے سے کر دو۔ میں ماری نہ لگاؤں تمہاری دھان میں دھو ہوں گی بول کے۔“

”ابھی کام ہے۔۔۔ بیٹھ صابرہ!“

”بھالی پاشا! شادی کا معاملہ بڑا پیڑھا ہے۔ میں۔۔۔ کوئی اونچی بیچ ہو جائے تو شادی بھالی تو ساروں میں  
ہو ملام (ڈکٹن) کر کو کر دو۔ یہی۔۔۔ شادی تو ان میں صابرہ دھانے کے تامل نگاہ ہواؤں لی۔“ صابرہ نے عا  
ماتہ ذرا کر کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا گا۔۔۔ میرے بیٹھے کے سنگات انوں بہت خوش رہیں گی۔ میرے بھائی پاشا بھی  
بہت اچھے ہیں۔“

”بھالی پاشا! ایک نہ کیب میرے ذہن میں صابرہ نے چھوڑ کر کہا۔

”اللہ! تو بات نہ کرو۔۔۔ بھلائی سے بھلا دو۔“

”آپ خود واقعہ بات کرنا کر بھالی ہے۔۔۔ اس کی لڑکی ہے انوں کو کچھ سے کوئی ٹی بیوی دے دیں ہاں!

”اللہ! میں کیا بولیوں ہاں سے؟“ عکیت آ رہے پریشان ہو کر کہا۔

”نہیں جرات ہے وہی بول رہا تو کہ آپ شاکے (اسلٹ) کے میں صابرہ دے بھائی۔

”ٹھیک ہے میں جاتی ہوں ان کے پاس۔“

صابرہ دھان میں شادی بھالی کے ساتھ شریا کے پورتن میں گئی اور کہا: ”ٹھیک بھالی! آپ سے ملنے کو  
ایک ہی بھالی پاشا آئے ہیں۔“

شریہ نے ان کا کہنے کو ڈانٹ دیا۔ دم میں بھلائی دے میں صابرہ ہاں سے انوں چھوڑ گئی۔ ٹھیک جہان میں کہ  
برابرہ کی بھلائی ہاں سے ملنے کیوں آ گئیں؟ جبکہ میں سے پہلے بچا سارا دھان کی میں صرف صابرہ دے

ابہر کے قدم پر صابرہ کی تھیں۔

”آج میں بہت ضروری بات کرنے کے لیے آئی ہوں۔“ عکیت آ رہے کہا۔

”کی فرمائیے؟ تو پھر تن کوئی تھیں۔“

”میں شاکے کے لیے آئی۔۔۔ میرا بیچا بہت اچھا ہے۔ انوں کہیں میں ملازم ہے؟ اچھی بھلائی ہے اس کو۔“

”آپ کے بیٹھے کی تعلیم تھی ہے؟“

”انوں کہ تھیں کہے ہیں۔ میری بھلائی بڑے ڈاڈاں سے۔۔۔ کہنے کی تاکو۔“

”عکیت آ رہا آپ کی ہر بات دست ہوئی کہ میری بیٹی ڈاکٹر بن رہی ہے اور ڈاکٹر بڑے کوئی دانی نہیں ہوتا  
چاہو تو یہ توڑ اس کی جگہ میں آ سکتی ہے۔“

”میں آپ کو براہ بولے۔“

”میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر کی ذرا کڑے ہی تھوڑی ہوئی جا ہے۔ ان دونوں میں بڑی ہی تم جتنی ہوگی  
وہی میں نہیں ہو سکتی۔ اب شاکے کی رشتے میرے اپنے خاندان میں سے آئے گھر میں نے سب کچھ کر دیا۔

ا۔۔۔ میں تو اپنی بیٹی کی قابلیت کے حساب سے اپنا اہل چنوں گی اس لیے میں آپ کے بیٹھے کے بارے میں تو کیا  
تھوڑا کئی لانا صاحب کی اور ان کو بھی شاکا کچھ نہ دوں۔“

”آپ کے خاندان کے کہنے کو ڈاکٹر بن کر بیٹھے ہیں؟“ عکیت آ رہے صابرہ نے آ گیا۔

”اب خاندان میں کوئی نہ شادی کر رہا ہے؟ میں باہر کر رہی گی۔ جب میری بیٹی ڈاکٹر بن جائے گی تو ہر  
طرح۔۔۔ ہر شے میں کی بھلا ہوگی۔ اس میں سے کئی اچھے اونچے ڈاکٹر کا انتخاب کر لوں گی۔“

”اور کو ڈاکٹر نہ کہو پھر آپ کیا ایسا ہی عا کر رہیں گے؟“ عکیت کی ہنسنے کو نہ ہر اچھے میں وہ  
میں حاضر تھیں۔

”بیٹھے والوں کے میں شاکا ابھی نہیں ہوگا۔ میری بیٹی چاہے کچھ ہو۔ جہاں جاتی ہے وہی عمل  
نہیں ہی جاتی پاتی ہے۔ اس کے کہنے سب لڑکیاں بھلائی کی گھٹتی ہیں۔“

”اللہ! آپ کو ڈاکٹر نہ کہیں آپ دے۔۔۔“ عکیت آ رہے تھیں کوئی اچھے میں اور صابرہ کو بھی خدا حافظ کیے  
اور بھلا آ گئیں۔ ”الو! کئی انرا آئی کتنا اچھا ہے۔“ ان کے دوا کے کے طرف سے کہنے میں نے صابرہ کو دیکھا اور

ا۔۔۔ ا۔۔۔ ہوتے کر شاکا میں بیٹھے تھیں۔









”نرم تر تھک گئی ہوگی“ گھوڑو آرا، رام کو لپٹا پاسوت کیں اس کو دست دیا وہ دو اہل نہیں کریں گی۔ پوچھیں تو فرد بلا طرف سے منع کیا ہے۔ سچے پیرے سے کسی کو دست دینا، غلطی کی خدمت سمجھیں مگر ممکن ہیں۔ ہم بہر وقت اس کو ہنگ سے جڑی گیوں کو بھی دیتی ہیں۔“

”لو مجھے ہی پکڑ لی ہیں۔ میں دست صلائے کے لیے بھی سر میں ہندی لنگھانے کے لیے آ رہی ہوں وہاں سے“

”لے“ فرخ نے دھکے پیچھے سے دیا۔

”اس کے پاس جڑ پھنس چکی رہتی ہیں وہ کیا تاشائی بن کر بیٹھنے کے لیے ہیں۔“

”سب شب کیا کر سکتی ہوں۔“

”تھک ہے، میں ان سے بھی کہوں گا، فرخ کے علاوہ بھی کوئی نام یا کرلیں جنہیں پکارا جائے۔“

”ایہ وہاں جاں بھی گئی“ وہ سزا کی کہیں اس بات پر بھی رو دیا تھک چکا ہے۔

”نہیں، زلمائین بھی نہیں مارا، کامیاب لوگوں کی خدمت کا یہ دھرم کیا ہے۔ کیا تمہارا آرام کرنے کو دل نہیں چاہتا؟“

”چاہتا ہے۔“ وہ نظریں پٹپٹا کر کیے کیے ہوئی۔

”تو بہار دل چاہتا ہے، نہیں گھوڑو پھری۔“ وہ آدھ جوتا ہوا آن پر آ رہا تھا۔

”اے! کیوں نہیں۔ گاؤں سے میری نکلی یہ دکر شرم کی تھی اس کا میاں اسے کراچی لے کر گیا تھا۔ میں نے دیکھی تھک لا ہو رہی تھیں۔“

”بھی مری جائے گا سوچا ہے؟“ اشرف نے اپنی سسکا جھٹ داب کر کر چھا۔

”نہیں، وہ تو بھی نہیں سوچا۔ اس نے بے لگ جاتے ہیں بھڑوں میں رہتے ہیں تو انکی جگہ کا سوچ کر بھی لیا کر دل میں؟“ اس نے پٹپٹا کر کیے کیے کر کہا۔

”سوچتے ہیں تو کوئی بھی فرخ نہیں ہوتے ہیں وہ تو خواروں میں باہر کے لڑا لک بنگ گھوم آتا ہوں۔“

”میرے تو خواب میں بھی بھائی کی آواز ہی آتی ہیں، فرخ میری کرکھانے سے شاید کوئی شہر کی چڑھتی ہے۔ فرخ بہر سے یہ وہ صلا دے گا جسے ہوں سے بخار چڑھ رہا ہے۔“ فرخ نے تانی کے انداز میں کہا تو اشرف نے اٹھیا کر دیا۔

”اب فرخ نے اسے بخیر دیکھا۔ چار ہفتا اشرف دھماک دہا تھا یا شاید جتنے ہوئے برقص کے چہرے سے“

”آخر ہو چکا ہے۔ زنی اپنی جگہ پہنچی ہے تو پھر بے پرور رہا چھانچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے ہوئے کوئی بھی دہا نہیں لگتی۔“

”کیا کچھ دہا ہے؟“ اشرف نے اس سے پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ گھوڑو ہو کر اس نے اپنی آخر میں بھٹکائی۔“

”فرخ!... کم لک بھی کر چکا ہے۔ میں۔ میری بچی میں اپنے پیرے بھی رکھ لے۔“

”کیا واقعی؟“ وہ حیرت سے بولی۔

”جائے فرخ! تم دونوں چارہ ہیں لگا“ اشرف ہنسا۔

☆ ☆ ☆

آج مری آئے ہوئے ان کو جسرا دین تھا۔ فرخ کو یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی خراب دیکھ رہی ہے۔

”وہ کچھ بھی دیکھ رہا ہے سب جانتی ہے کہ میں انہیں لے کر جا رہا ہے کہ وہ انہیں گھنہ دی۔ سارا وقت انکی ہی رہی جیسے کچھ پتا نہیں۔“

”اگر ان کو بھری مضمون ہی کی کوئی بہت تک کرتے ہو، اشرف نے سسکا لے لیا۔“

”یہ تو کتنے ہی بات کی خبر مگر اسے کرکھل سے پتہ نہیں چلتے دیتی۔“

”اسے کچھ پتا نہیں معلوم کیا جا رہا ہے؟“

”فرمایا اگلی جانے کی کیا سوچیں گے کوئی خزانہ ہے وہاں جویں لگ کر جا رہا ہے؟“ فانی کو غصہ دیا آگے تھا۔

”شاید خوشیوں کے خزانے سے مجھے بھی معلوم جائے“ اشرف دلی زل میں سوچا اپنے کرنے کی طرف توجہ دے۔

”پکا کیا ہے کوئی اصل فرخ نے جویں لگا ساہو باہے اشرف“ فانی اس کی سیرا لے گئی۔

”اس کی بہنوں نے اپنے اپنے میاں کو بے وفائی کر رکھا اور اسے بھگتو کیا ہی ہوگا۔ اب یہ بھی اسی طرح ہے برا گھبرا“ فانی آدھ جوتا ہوا کھڑکی سے باہر کو گولی کرتی چلائی تھیں اسے کہا۔

”میری کیا کچھ خبر نہیں رہا؟ کیا کچھ کھوتے کی پیداری کھلا آگئی آدھ جوتا ہوا لوگوں کے ساتھ جا کر خوش ہوتی ہے وہ جوتا کھلا جا رہا ہے۔“

”دیکھ لیتا“ کچھ برور کر رہی تھیں۔“ چھوٹی ہانسی سے ہنس کر کہا۔

”اے! یہاں یہ ہو گا اور اب اسے کسے گا کہ وہ نہیں آج جا کر اب میں لے کر لے گی۔“

☆ ☆ ☆

دل نہ جانتے تھیں گھر اسارا تھا۔ اشرف کی دلچسپی داکر وہ دھار دھار جتنے بھی تھی۔ فوار چڑھ کر بعد سے میں سر پر کھینچ دیتی رہی۔ سر اٹھا لیا ہر سے تیز سیر آواز میں اس کے سر سے تپتا رہی تھیں۔ (چائے نہیں کیا بات ہے وہ وہ کی گئی تھی)

”اشرف مجھے اپنی یاد میں رکھنا۔“ اس نے وہاں آگے اور پیچھے سے کتاب اٹھائی۔

”مٹھ لیتی کی ماری تھوڑی اللہ کی فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جس مخلوق کو جس عبادت کا حکم دیا وہ دوزخ و جہنم کی عبادت میں مصروف رہے گی۔“

”اللہ تعالیٰ نے خاص ہو گئے والے جاہلوں کو حالت جہد میں پھنسا رہا۔ وہ جیت جہد کی حالت میں رہے ہیں۔“

”تمام جاہلوں کو اوقات کی حالت میں تحقیق فرمایا۔ تمام دوزخوں کو تمام کی حالت میں تحقیق فرمایا۔ تمام چوچاؤں کو کوئی کی حالت میں اور اپنے پیارے نشان کو ان تمام جانوں کا مجموعہ ”مٹھا“ کی صورت میں مٹھا فرمایا اور ان کی مخلوق کی عبادت نماز میں جمع کرنا کہ انسان پر تمام انعام اللہ تعالیٰ نے ان کا کیا۔“

”فرخ سے کتاب پڑھ کر ایک گھبرا سالی“ فانی کھنکھاتی تھی۔ فانی کو فانی میں لگ کر رکھنے سے چہرہ ہوا تھی مگر فوار سے کھلے کھال تک نہیں آتا تھا۔

”جب سے اس نے نماز پڑھنے شروع کی تھی اس کے دل میں ایک عجیب سا غمراہ آ گیا تھا۔ اس کی بے یقینی اور وہ کتنے کے اضطراب میں غامضی کی راج ہوئی تھی۔ یہاں بھی اشرف لڑوں میں یہ خاصا مہراں سا تھا۔“





"کہیں۔۔۔؟"

"یہاں۔۔۔" اس کی پشت سے ہوتا ہوا اچھا بھلا گواہ اس سے تیار تھا۔

"فرخ۔۔۔"

"ہوں۔۔۔"

"مری میں گمراہ ہے یہ دن میں سامقوں میں گمراہ ہے۔"

"پتلیوں پر کب یہاں آ گیا ہے؟"

"ہر سال آ گیا ہے۔ اس دن پتلیوں بھٹی کی دھواں کا قند بچھا کر دیں گے۔"

"نیکو عیوب کے ساتھ گزرتے تو ہر بات اچھی لگتی ہے۔" فرخ اس کے کاندھے پر سر رکھ کر اس کا ہاتھ دیکھ رہی تھی جو اس کے ہر اس سر کا ہاتھ تھا۔ "دیکھو یہ مری کا پتھر میں کس تک چمڑے سے جادہ ہے" فرخ نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ تو واقعی ہمارے ساتھ ہے" اشرف بٹھا۔

"نہیں تیری سے گاؤں کی جانب گاؤں تھی۔" فرخ کوڑی پر سر تائے جھانکتے ہوئے ساحر کو دیکھ رہی تھی۔

"گزرے ہوئے دن سے خواب کی طرح لگ رہے تھے۔"

"فرخ آگیا سوچ رہی ہو؟" اشرف نے پوچھا۔

"نہیں کہ یہ دن۔۔۔ میرے جیسے تھے۔"

"ہاں بہت اچھا وقت گزرا مری میں ہمارا۔"

"کیا ہم پر سال آیا کر رہی گئی؟" فرخ صمیمیت سے بار بار یہ چوری چکی۔

"ہاں نہیں۔۔۔ میں ہر سال ملنے آتا ہوں گا۔"

"گاؤں جا کر بھی برا خیال لکھا کر رہی گئی؟"

"تو کیا میں نہیں دیکھ؟" اس نے اس پر کہا۔

"بالکل اچھی نہیں۔ ہر وقت دھب جاتے ہیں۔ دیکھو کی کتنی ڈیل کر رہے تھے اسے ایک فنکاروں کیجئے۔"

"اب ایسا نہیں ہوگا" اشرف نے اس کے لیے ٹھٹھکیوں پر ہاتھ رکھا۔

"آج آپ کا چھوٹا وہ ہے نا۔۔۔" فرخ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"یہ اشرف شان کا دھو ہے" اس کے ہاتھ پر دوسرا آکل ہاتھ اشرف کا تھا۔

"جب دونوں میں بڑے اور ان کی بچی کی لڑائی لکھ لکھ اس میں کے تمام ہماروں نے محسوس کی۔"

"لکھ لکھ میں شاید" مری نے سر ہٹائی۔ "اشرف نے اس کو دیکھا ہے" وہ گھبراہٹ میں تھی۔

☆ ☆ ☆

تین دن طبیعت کھو کر گئی تھی مگر بات میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کی ڈاکٹر نے اسے فطری اساتذہ کر دے کے لیے کہا تھا۔ اس سے بچنے کی جس کے ساتھ ساتھ اس کی پڑھنے کے بارے میں آگاہی ہو جاتی تھی۔

"اسی پہلے سے یہ چل چل جائے کہ ہمارے اپنا بیٹا بیٹی آ رہی ہے تو سارا سسٹم تو غم ہو کے رو جاتا ہے" لیکن نہ لکھا۔

"چیز اچھی بات ہے لڑکی ہر کسی کی فرمائش کو بھائی، اپنی اور سوچ رکھوں میں۔" اس نے لیس کے اور لڑکے آئے وہ لڑکے اپنے پیٹے سے اس کے لیے چھوٹی سی شہر والی اور کمرے کے لٹول کی۔

"سسٹم ریسٹو سڑا آتا ہے کدو سے چک چک تو غمی زیادہ ہوتی ہے" لیکن یہ خود اپنے وقت پر قائم تھی۔

"اب زیادہ اطفال میں مت بھڑکتی کی بہت سی باتوں میں سسٹم موجود ہے۔ اب اس فنکار سے فرحت

اور جب دیکھو فیروزہ شکم نے اسے سمجھا۔

اور جب ڈاکٹر سرت نے اس کی لڑکاساتذہ کے بعد دیکھا کہ پیار سا بیٹا آنے والا ہے مگر اس وقت آؤں

ال اس کی گردن میں گھومتی ہے۔

فیروزہ تو بیٹھتی ہی ہوئیں "اللہ کرے کہ میں نے کوئی کھانا نہ دیا ہو جائے۔"

ڈاکٹر سرت نے اسے سمجھا۔ "بچہ ماں کے پیٹ میں گھومتا رہتا ہے آؤں مال کے بطن خود بھی نکل سکتے

ہیں۔ کچھ آگے دیکھا کہ مال اور لڑکاساتذہ کر دیا گیا سب ہو گا۔"

دونوں ہی خوش تھیں مگر مال میں غمی کی ایک جگہ بھی موجود تھی۔

"خدا کا کرم ہے کہ میری بچی کے ہاں اور ڈاکٹر ہوئے والی ہے۔" بس اللہ اپنا یہ کرم بھی فرماتے کہ بچہ

نہ مانی کے ساتھ ڈاکٹر ہوئے ڈاکٹر ہوئے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتی رہتی کے ساتھ، کبھی بھی۔

"اسی اسی شجاع کو بتاؤں لڑکاساتذہ میں لڑکا بتاتا ہے؟" لیکن نے بڑے پر جوش کچھ میں اس سے

کہا۔

"نہیں اچھی بتائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" فیروزہ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کچھ بات کر رہی ہیں آپ بھی۔" اب اس میں بھی بات چیت چلی گئی۔ "لیکن مامی بڑبڑاتی ہیں۔"

"ہاں۔۔۔" انہوں نے اپنی کمرات چھپا کر کہا۔

"تو کیا چوری چوری ہوں آؤں؟" مگر میں شجاع کے ساتھ لڑکاساتذہ کرانے چاہتی تھی تو نہیں فوراً

بائیں جاتا تھا۔

"شجاع گاؤں میں ہے تمہارے پاس تو نہیں ہے تو کیا ضرورت ہے اسے بتانے کی آخر اسے بتاؤ گی وہ

نے غمی سے لڑائی میں ہوتا ہے گا۔ اب اس سے نہ بڑبڑاتی وہ پیرے گاؤں میں ڈھول بیت دینا گیا شجاع

نے پاں پیٹے ہوئے والا ہے۔"

"پاں پیٹتے ہوئے۔۔۔" وقت سے پہلے ہی سب کو پتا چل چکا تھا۔

"تو کرا کدو سے پتا چلتا تو زیادہ غمی ہوتی ہے۔" فیروزہ نے لیکن کے کچھ ہوئے نکال دیا۔ وہ اب۔

تھیں یہ احتیاط دیکھ لڑکاساتذہ کی پڑی۔

☆ ☆ ☆

سارے شین چاہنے لڑکاساتذہ کی جی اور شین اس سے قدر سے دوسرے ہاتھ کر رہی تھیں۔ ان کا قصہ مبارکہ

لڑکا تھا۔

"اسی آپ خود ہی تیار کر لیا کہ شین کچھ بیت کے ساتھ ہونا چاہیے۔"

"جیسا کہ تم مناسب سمجھو اس کے ساتھ شین کا رشتہ ہے کرا۔" شین شکم نے سادگی سے کہا۔











وہ کہتے تھے..... نہیں انہیں اس کے ساتھ اپنا کچھ بھی نہ ہو..... وہ کہیں براہِ روبرو چاکس کا اس نے سچا۔  
 بالآخر میری بھی کوسلاست رکنا اس نے دھاوا لیا۔ آخر وہ میرے نصیب میں نہ گئی۔ نہ نہ کی مگر بچہ  
 خوش و خرم رہے۔ اس نے اپنے آسوں کو ہاتھ سے پونچھا۔  
 کراچی میں تھا تو کئی عمارات پر نظر پڑی جاتی تھی۔ ٹیڈا اس کو بس خزانوں میں آجائے تو بہت حد  
 دہانے آپ رہتا تھا سارا دن اٹھا اٹھا بیٹھتا تھا۔ پھر وہ رہا تھا۔  
 چاند کی چرخوں میں اس کی یہ حرکت ہوتی ہے نہایت کرنے والوں کو دیکھ کر کہتی ہے۔ جمال بھی جاگسا اٹھا۔  
 بچے پر ہر شے ڈھلنے و پھلنے دو تھک کر باقی حواس زور آیا۔

بچے کی

سفر و جاہ کا ہے

کبھی پاؤں نکالنے

کبھی رستہ نہیں ملتا

وہاں اس کا وہ ہے

کوئی اور نہیں ملتا

نہلائے زار و بار

میرہ در تپ نہیں کھٹے

مجھے پھر بھی میرے مالک

کوئی شکر نہیں تھکے

تس جابا پر عمل سکا ہوں

میں ہرگز کھیل نہیں سکا ہوں

اگر تو آج فیروزے

حسرت ہم شرمندگی

(مستند ازرا)

”میں اب غف ہے غریب..... کوئی کی جی کو کیا ہم فرماتے کئے نہائی ہو۔ مذہب مردم..... کبھی کبھی غصہ ہو  
 تم اس نے اپنے آپ کو ملو اسے سناؤ کہیں۔  
 ”میں کے ہاتھ میں کوئی آجائے تو پھر اسے کہیں ہے۔“ وہ نے نقلی دیا۔ ”میں تو اس کو نہیں جانتا تھا  
 خزانوں کے در کچھ میں خود بخود بخود ہی ہے۔“ وہ نے نقلی دیا۔ ”میں تو اس کو نہیں جانتا تھا۔“  
 ”وہ نے نقلی دیا۔“ وہ نے نقلی دیا۔ ”میں تو اس کو نہیں جانتا تھا۔“  
 ”میں..... میں اب نہیں کر سکتا۔“ اس نے لپٹی آنکھیں زور سے بچا لیں مگر بکوں کے کناروں پر جھکے گا  
 وہ بخوبی تھی..... جیسے وہ اس سے کہے آتی تھی۔

وہ بچوں کی آواز نہ کیوں تھی یا  
 غصہ و غار ہی میں محبت کا حامل

☆☆☆

ہر کسی کے چہرے میں  
 اک قبضہ سی ہوتی ہے  
 رخ کے ایک حصے میں  
 حسن کے علائقہ کی  
 ایک اداسی ہوتی ہے  
 اس کو میں نے دیکھا تھا  
 گرم فو مینوں میں  
 اک خوشی کی محفل میں  
 حشر کے لینوں میں  
 اک طرف کڑے تھا  
 میں طرف کو دے رہے تھے  
 جن کے ساتھ کہاں نہیں  
 بنی میں لوگ بٹتے تھے  
 بے سکتی مکاؤں میں  
 جیسے چاند راسی نہیں  
 اس کے سر چہرے میں  
 خوشگوار آنکھیں تھیں

(مستند ازرا)

☆☆☆

وہ نے نظم پڑھ کر کتاب اپنے ہتھ میں رکھ لی زبات کو سونے سے پہلے اسے ملاو کرنے کی عادت تھی۔  
 ملاو کرنے کی وجہ سے خود جلد کی آجائی تھی مگر آجائے تو علم کے حشر میں کی تھی تھی۔  
 وہ جانتے تھے کہ وہ بھی اس کا وہ نہیں ہیں برا تھا کہیں وہ نہیں جانتا تھا۔  
 حشر سے وہ بھی کے بعد..... جب وہ اس کے ساتھ کرکڑی کے سامنے کھڑا تھا تو سوائے کھین کے اسے  
 حشر کے نہیں آجائے تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی روشنی ہوتی تھی جہاں سے اس نے کہیں میں بھی آئے  
 آجائے تھے۔

پانچس کوئی آنکھیں کھول کر جب وہ نہ کہیں کی بات کا جواب دیتی تو پہلے پچھلے تر زبات ہی کھول دیا  
 اس کا اس کے کیا چھوٹا ہے؟  
 نہ بہت بہت بہت سے چہرے ہوتے ہیں مگر ان میں ملا جلیبت کم کم ہی ہوتی ہے کہیں کی خوبصورتی میں



کر نہیں لے کہا۔

”تو کتنی سوچنی ہے اور اب اس کی حیثیت بھی ٹھیک ہے۔“

”ہوں۔“ فریڈ احمد نے اٹھ کھڑی ہو کر بیٹھ گئی۔ جس پر نئی دی کا پیر تین کوئی

دس بج چکا تھا۔

”فریڈ! ڈو کی کہ تمہیں سناں گزرا ہو پتا نہیں چلا۔“ فریڈ نے دیکھتے سے ہی بند کر کے

ہوئے کچلا۔

”ہوں۔“ وہ چہرہ پر کراس کے شیشے پر بلا جھجھک مائلے لگے۔

”چھوٹے بدمعوس کافی! اسی کا بیٹا جا نہیں گئے۔“

”ہوں۔“ بھائی بھکر کا گھر سے اٹھا دیا انہیں دیکھا جیسے کچرے ہوں کس وقت اس گھر کی

کیا ضرورت ہے؟

”بھائی! یاد آ رہا۔۔۔ شادی سے پہلے آپ کی ایک دوست تھی۔ اب وہ بھی ڈانی رادنی بن چکی ہوگی۔ ہا

نہیں کیا! ہم تمہارا کیا؟“ فریڈ وارے سر پر اتھر کر کھلے کالہ اکالٹا سے کھڑی رہا۔

”تو کیا تیرا بھی رادنی بنی ڈانی نکلتی۔“ وہ بے ساختہ بولے۔

”آپ کو کیسے پتا چلا؟“ انداز پار مارتا تھا۔

”اس کا شو ہر شوکت میرے دوست کا دوست ہے۔ اسی سے پتا چڑا رہا ہے۔ اس کے اشارہ اللہ چاہیے

ہیں۔“ فریڈ احمد کے بچے میں تھوڑا سا راز تھا۔

”اگرچا میں میں رہتے ہیں وہ لوگ۔“ بے پردائی سے پوچھا گیا۔

”میں! حیدر آباد میں رہتے ہیں۔“

”گو ملاقات ہو چکی ہے؟“

”ہاں! ابھی کھانا کھا رہا ہوں۔“ بے ہوشان صورت ہے۔ میری ہمارا کانتا کر دو چھٹوں کوئی دلی دلی تھی۔

”تو تو بے چارے کپڑے لٹا کر رہ گیا تھا۔“

”کیوں دلی میں اس کا آپ سے تعلق کیا ہے؟“

”فریڈ! بھکر کا تم کو بھی پتا ہو کہ وہ کتنا بڑا شوکت کا دوست ہے۔ بھائی میری بہت اچھی دوست

ہے۔ اس سے بات کر کے میں کتنی غلطیوں میں مبتلا ہوں۔ تم انہماں بھی نہیں کر سکتے۔ مگر وہ میری صرف

دوست ہے۔ بے شک دوست۔“

”تو کچھ شو سے بات چیت کر کے آپ کو قوی نہیں ہوئی کیا؟“ فریڈ نے غصے سے کہا۔

”میری دلی تو شروع سے ہی غصے کا ساتھ ہے۔ وہ تو بڑا شوکت کا دوست ہے۔ کتنی جوار کی شادی نہیں ہوگی۔ بھروس

کی بھی شادی ہوگی۔ اب مگر وہ رادنی ہو گئے ہیں تو صرف دوست بن کر۔ اسے کدے سے ڈانٹ کر شادی اور

بات سے ڈانڈا۔۔۔ وہ نہ تو کتا کچھ رشتہ دار نام ہوا ہے گا۔“ فریڈ احمد سمجھا نہ تھا میں انہیں بھلا رہے تھے۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر اور عورت کی دوستی یا رادنی یا ایتھد کا رشتہ لیے ہوئی ہے۔ مگر اس دوستی میں آپ

نے مجھے کیوں نہیں شریک کیا؟“ اپنے شو پر کوئی نہیں ساتھ کھا۔

”وہ اس لیے کہ تم لوگ جوار کی بات دوستی کی بجائے کچھ غلط نہیں کہتے۔“

شب ٹھیک وہ چیم نے اپنے آئینوں کے سامنے اندر کی آئینا دکھائی۔

”کے رات میں انہوں نے چیم کے سوا کسی پر غور کیا۔۔۔ اس کا بڑی آئیے آئی پر کچھ کدو جلدی سے بولی “فریڈ اکل

کہیں ختم؟“ کتنی انتظار کیا ہم نے کہاں پہلے گئے تھے؟“

”میں سرفریڈ بول رہی ہوں۔“ چیم نے کدو نصف کے بعد وہ بولیں۔

”اچھا۔۔۔ تم۔۔۔ ٹھیک رہا۔“

”ٹھیک ہی ہوں اور آپ سے یہ بچ چھتا پتی ہوں کہ بچوں اور شو پر کی موجودگی کے باوجود آپ میرے

شو پر کیوں صدمہ سے دلی جا رہی ہیں۔“ چیم نے بچے کی فریڈ کے بچے میں کئی کئی کی گئی۔

”فریڈ پہلے تو تم یہاں تو میں تھا کہ وہ درمیان میں آئی ہوں بلکہ ہم۔۔۔ درمیان آئی میں۔۔۔ فریڈ کا

کدو اس نے یہی مجھ سے محبت کر لے تھے اور میں اس کے شو پر میں دیکھ کر حالات کا ختم فریڈ کی شادی تم

سے ہوئی تھی۔ مگر میں نے ہر شے کے لیے اٹھا کر شروع کر دیا۔ یہی فریڈ کی خواہش تھی جو میں نے شوکت سے

شادی کر لی۔“

”مجھے افسوس ہے! کیا تمہاری شادی فریڈ سے نہیں ہوئی مگر اب جب تم چار بچوں کی ماں بن چکی ہو تو

چھبیں اپنے شو پر کے ساتھ گلے ہو جانا چاہیے گا دلی غلامیت حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے شو پر کو پکڑنا

بھرا۔“

”تم بے شادی کر کے فریڈ کو سوا سے پٹائیوں کے حامل بنی کیا ہوا ہے؟ وہ بچوں اور اس کے دو چار

سائل۔۔۔“

”اٹھو! یہ بہت خوش ہیں۔ بڑی اور گری فریڈ کی ایک دلی دلی میں آتی ہے مگر خدا خواستہ وہ اسے مائیں کوئی

بہن علاقہ نہیں ہے جس کو پانے کے لیے تمہاری ضرورت پڑے۔“

”تم یہ کہہ رہی ہو! اسے کتنی کیا پتا؟“ بھتیجی کا کہانی ہے۔ تم تو فریڈ احمد سے کبھی محبت کر ہی نہیں سکتیں۔ وہ کدو

بے بات کر کے جتنا سکون حاصل کرے ہیں اتنا تمہاری قربت میں بھی حاصل نہیں کرتے۔“ اب فریڈ احمد

نہیں۔

”خانا۔۔۔ مگر آج بجلی مر جی۔ حقیقت کا اعتراف ہو رہا ہے کہ شادی شدہ عورتیں بھی یہ سچاں ہوا کرتی

ہیں۔ انہیں محبت غلامیت اور دوستی کے پردے میں بہت سے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر میں تمہاری

حقیقت تمہارے شو پر سے بیان کر دوں تو کیا کراؤں؟ وہ جانے کی تمہاری۔۔۔“ فریڈ نے اسے ڈانٹتے ڈانٹتے بولے

کہا۔

”مجھے کوئی پریشانی ہے تم کو دیکھو یہ وہ ڈانڈا اور کوئی کہہ سکتے ہے؟ ایک گولی مجھے مار دے گا اور دوسری

کوئی فریڈ احمد کو لے ڈانڈا کا آدمی ہے وہ تو اس کی بات میں برداشت نہیں ہے۔۔۔ چھوٹوں اور ساتوں کی

ڈان سے تو آنا تھا۔۔۔ وہ درمیانوں کے کر دو ہو کر رہا ہے۔ اچھا ہے یہاں نہیں تو اسے جہان میں ہم ساتھ

اٹھ چلے جائیں گے۔“

ریسپر کو بول رہے تھے وہ بے چارے بیچے ہوئے تھے جس اور شو پر میں انہیں ڈانڈا۔۔۔ ایک باقی محبت ہے۔

میں عورت کا ہے نقصان کی پروانہ ہو کر کیا اس روم کے ذمے میں سوچ سکتی ہے۔ ذمہ کی بعض

تجزیہ کے سوا ہی کچھ نہیں ہے۔ اسی لیے میں نے کئی ایک طرح کی کدو کھا سکتا ہے۔ خدا کو ملے خدا کو پکڑا سکتا ہے۔





”فرح! الکی نہیں ہے بہت اچھی ہے۔ آپ تو گول نے اس کی جان عذاب کر رکھی ہے۔ مت کریں ایسا ظلم؟“

فرح کے آنسو بڑا آواز اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔  
 ”یہ آنسوؤں کا سمندر اس کے سامنے بھاگتا کیلئے شرماتا یہ مگر چھ کے آنسو۔ ہم پرانے کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔“  
 ہلکی آواز سے اس نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”چلو فرج! اپنے کمرے میں آؤ، ابھی تو رات ہے کی کلان بھی نہیں اتاری تھی! ان لوگوں نے لے کر مراد آف کر دیا“ شرف اس کے ساتھ چائے کمرے کی جانب بڑھا، ابولا بولا: ”فرج چپ چاپ اپنے کمرے میں آگئی۔“

”اے مرگ سے تیری پسوں کا جڑ اٹھانے کے لیے آج ہے“ مٹی اٹھانے کے لیے جس کو کہہ۔  
”موجودہ..... چائین اپنے آپ کو گھسیٹ گیا ہے۔ حق مومن سنا نے اکیلے ارگلی۔ کوئی جالیا کرتا ہے اس

مخرج..... پھر جیسے یہ نظر آتا ہے مری سسرال سے۔  
 ”اس جی خاوند کو لارہ ہو گی جیلا“  
 ”جی جی لارہ ہو گی۔ میں جی لارہ ہو گی۔“

”مجھے خبر ہوئی کہ یہ آئی علامہ (جالاک) کو بھی تو سمجھا اپنے گھر نہ لائی۔“

[illegible]

تھیں۔ تین مہینے ایک کے ہاں تو تھیں دوسرے کے ہاں اور جب بیٹیاں بھی گھر نہ آتی ہیں تو زیادہ عرصے تک رہا کرتی ہیں۔<sup>11</sup>

”امان! کیا واقعی میرے ساتھ بھی ایسا ہوگا؟“ امان کے آنسو ابھل چکے تھے۔  
 ”میرے تو ہمیں بیٹے تھے... تو انہوں نے انہیں رکھ رکھاؤ تو ان کو تھے وہ تو میرے گھر کے“ مانی امان نے

سفاکی سے کہا۔  
اسیہ اماں بیڑی تڑپا کے گلے لگ کر رو رہی تھیں۔

ایک علی گھر میں رہیں اور فاضلہ صدیقہ کا جو

شائستہ بیگم کی برائی سننے والی سسرالی بہت عرصے بعد ان سے اسپتال میں ملی تھیں۔ جب انہیں سسرال کی طلاق کی بات بتا ملا تو انہیں نے جہاں سے ہوا اور کتنا رونا ان سے کہنے کے لیے شائستہ بیگم کے پاس آئی تھیں۔

اچھے بڑے میں سناؤ کے بارے میں اور افراد کے بارے میں۔ اور بھوک میں کسی مسے کہیں سے کوئی

تجلی اور سکون انہیں سسر نہیں تھا۔

ڈرانگ روم میں بیٹھا تھیں۔ برقی رفتار کی سے انہوں نے ڈرانگ روم کا دروازہ کھولا۔ وہاں مسٹر پریٹریج

بچوں کے ساتھ پیشی رازدارانہ کچھ میں باتیں کر رہی تھیں۔

”اماں! میں اپنی سہیلی سے باتیں کر رہی ہوں، کیا بات۔“  
”کچھ نہیں.....“ وہ دواہن چٹوٹ آئیں اور ایک نظر لگاؤ۔

مہمان کو کافی نظروں سے دیکھنے کے بعد جودلی دی پراچا پھر

سرسطی کو نے کر وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ جہاں وہ

ہزار علی خود ہی کریں ٹھیکسٹ کر بیٹھ ٹھیکس اور سارہ سے  
 لگوں۔ سارہ وہ بیٹھ لکھیں سارہ سے کریں علی اور سارہ علی سے کریں

”تمہارا کیا خیال ہے تم بطور مہاجر نر یا رو کامیاب رہو سکتی  
 ”بہرہہ چا اسکول ہوگا تو میں وہاں شش روہا میاں جنس رہے۔“

۱۰ "تو چھوٹا، ہمارا اسکول کھوب چھوٹا، کھول لیتیں۔۔۔" مسرطور

میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے یہ بائیس میں تصور کرنا۔

۴۔ چند برسوں میں اپنی معروفیات کے سبب ملک سے

”ہاں! یہ تو ہے ہم تو ایک دوسرے تک ایک دوسرے کے پر  
”نہ! (اگرچہ) ایک دوسرے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔“

ہم اس کی دو پیار کی بیوی کی انتہائی سیر سے پاس ہیں۔ سیر

۴۴۔ صبح جب وہ اسکول جاتا ہے تو بچوں کی آوازیں سن کر کہیں بہت قریب سے دیکھا ہے، لیکن سوتیلے بچوں کو تو۔

”اس مسئلے میں میں کیا کہوں..... مجھے اپنے بیٹوں سے

”اوسا گر انہوں نے تمہاری بات نہیں مانی تو۔۔۔“

”تم! ہاں ہو! کیا تمہاری رائے کا کوئی اثر ہو گا؟ تمہارا بیٹا نہیں  
 ”خیر!.....“ شامیہ جلتکے کپڑے اوڑھ کر اٹھ کر گئی۔

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 278: 1039-1044.

ہا جے جے سے ایگجیٹ

نہ نے ہے محبت کبھی کہ طرف نہیں ہوتی: "اگر مجھے تم جاحیوں سے محبت ہے تو نہا، اسے دل بھی بھری محبت سے لپیڑا ہے۔"

”نہیں ای! ہم دونوں ہی حافظ اور فرمان ہیں اور آپ تو بہت اچھی ہیں بہت ہی اچھی۔“  
 ”بہتر سہی نے اپنی اچھی اچھی باتوں کے پلوے سے بڑے عمدے اور آبِ حرامت سے بھری  
 قدم بہت ان کے لبوں پر چمکائی۔“

☆☆☆

چنے رہے ہیں انھانے دلس کو جانے  
جانے دارا بجھے بجھے ہم بھی آج  
کچھ کمرے نیر نہ کہ ہیں کچھ دکھ ہیں ہم سب کے  
مولے نظر رہنا کے آسمان جانے ہیں  
اجی اپنی مجبوری ہے جو جس کا ہو جائے  
سچ تو پھر تو جھوٹے سارے رہے تھے ہیں

(خشیتم بر دمانی)

☆☆☆

۱۔ اسلام آباد کرسچن چورس چھٹی، علیحدہ کیمپاں کا حصہ سے زبرد خیل دھکوری جس دروازہ اس کے  
 ۲۔ لاہور میں دو گھنٹے کے فاصلے پر، جس کے برابر ایک مسجد اور دو گھر ہیں، جس کے سامنے ایک پانی  
 ۳۔ لاہور کے چورس چھٹی کے سامنے، جس کے سامنے ایک مسجد اور دو گھر ہیں، جس کے سامنے ایک پانی  
 ۴۔ لاہور کے چورس چھٹی کے سامنے، جس کے سامنے ایک مسجد اور دو گھر ہیں، جس کے سامنے ایک پانی  
 ۵۔ لاہور کے چورس چھٹی کے سامنے، جس کے سامنے ایک مسجد اور دو گھر ہیں، جس کے سامنے ایک پانی

”اپنی ذاتی منہ بھی سوچ رہی ہوں“ کیوں بھائی؟“

”اگرچہ میں تو میرے دل کا ہے“ بھال دلی دلی میں اپنے سرسنگرا کر چپ بیٹھا۔ اس بات کا احساس نہ اس پر ہوا نہ اس پر نہیں تھا۔

اسلام پانے سے اسے جمال کو نہیں دیا ہے۔ اس کے لئے اس کی صورت حال ان کے لئے سے بے خوف نہیں۔  
 "نہ مال کے دے ہوئے ہو ورنہ نہیں۔ خیال اس طرح کی ہم ضرور دے ہال کے ساتھ کے لئے اسے ہماری"

سال کی ادنیٰ صورت پر خال کی جتنی زیادہ بین ہوتی تھیں۔ ایک طویل عمر سے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ صوبہ سرحد ۲۰

۱۱۔ اسلامیہ اور غیر مسلم طبقوں کے درمیان جو کچھ آج بجا نہ ہونے کے برابر تھا اور اب مسیحی اور دیگر مسلمانوں کے مل کر خوش

۱۰۔ اُن کے لئے جو میرے گھر میں حقیقی معنوں میں بہادر آدمی ہے۔ کہ ہندو کثافتہ مزاج بھی ہے۔ اس کے لئے جو ہر طرف غائبوں کے چھوٹے گمانے ہیں۔

”یہ میری وی خواہش ہے میری بیٹی اپنے گھر میں جا کر اپارٹمنٹس کا اپنا گھر بنو جہاں اس کا شوہر ہو سکتے

”تو کیا تمہیں پھر ایسا لال اس بچے سے ہند نہیں ہے کہ اس کے پاس وہ چوہاں ہیں۔“

”نہیں بات کیا ہے۔“  
 ”جو کچھ بات چاہیے..... تمہیں بال بال رسد بھی ہے اور پھر مجھ کی بدستور قول کرتے  $n$  نے نہ اچھی پہچانیں گے اور

۴۶  
 "اصل بات یہ ہے کہ میرے بچے نہیں چاہتے کہ اب ماؤں کی ٹائی ہو۔"

”اور میں کی پہلی عداوت کی بنا کا بھی سے وار گئے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ دوسری عداوت اگر کوئی خود بھی نہ کام

”میں نے ایک دن ہو کر بھی ختم نہ اسے ڈیڑن کا بیٹے کیوں نہ لے کر رکھا ہے۔“

”ابوہدوئی کو میں نے جتنا زخم کیا ہے مگر ان کو ہوا ہے اور، ہاں تو اسے دل بھی بھری محبت کسی طرح کم

”جو باحادثہ کے ساتھ اس پر جھپٹی ہوئی دکھائیں ہوگا“

”اگر حاضری کی بنیاد لگنی ہے تو وہ چند مطلق ایسے افراد کو کہہ کر کے پھیرا کر دے، غی مشروط نہیں ہے تو کوئی بھی

لوہدروائے پر اجا کیا گیا۔ آج اس کا جنازہ چلے گا۔ سو فیروز خان نے کہا۔

”ای! آج آپ اپنی کوئی کرکٹ کھیل رہے ہیں؟“

”اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفر سے روکا ہے، مگر ان کے دل میں کفر کی جڑیں گہری ہیں۔ ان کے دل میں کفر کی جڑیں گہری ہیں۔ ان کے دل میں کفر کی جڑیں گہری ہیں۔“

”خوف کے مرنے کے بعد وہ نکلا، اتنا چاہا جی نہیں ہے۔ جس بوقت ضرورت ہو گا۔ اس کو پکارتا ہے۔“

”جہاں تو جا رہے ہو اس وقت کا بدلہ چاہتے ہو؟“

”نہیں! آپ مال کو لے کر جو صورت بنائے، گھر آئیں گے! جب عن نواری کی آپ کی بات پر ہنسی

خاندانہ جگمگ نے اپنے نگر بیٹا کو بلکھا اس کے چہکنے سنکر آئے جڑے بے بہت ہو گئے۔ بے حاشہ انہوں نے











ابو جہل نے یہ سنا تو کہہ دیا کہ یہ جو کچھ کہتا ہے وہ سب سچا ہے۔

☆☆☆

اے کہ پہلے کے دئے سے اب بھی منزل

صرف ہم نہیں چلتے راستے بھی مٹتے ہیں

آج بھی چھروں کے بعد ان کی نقل و حرکت اور تین اس کے پاس پہنچنا اس کے گھر کے حالات پر چھروں کی نظر ہے۔

چین۔ ہفا ہر تڑاپنے کریے میں ڈیرا جانا یا ہے مگر غلط کرنے سے

الوجہ یہ کہ کیا کر! میں نے کہا۔

”میں کوئی الحکایات کرنا نہیں چاہتی جس سے فہم کو دکھ ہو۔ جب دو میرے ساتھ ہیں تو مجھے یہ یقینی

“کے لیے مانی؟“

”بھئی بولنے پر توجہ نہ کیا میں، وہ بولنے لگی کہ کتنی چپ، چپ رہا می بھرتے دے جتے ہیں۔“

ہاں! میں نے اس کا بھی مشاہدہ نہیں کیا۔“

”سننا ہے (وہ اسٹارڈی پر خوشی ٹکرائے، آواز اٹھانے لگا) ”میں نے فہم سے کہا تھا کہیں اور ملاوی کرلو اگر تھی سے مت کر۔“

”جانبِ آدم آئیں گے وہاں پر چلتے ہیں۔“

ایسی ایکھی اسی سرسراہٹ میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ قہر میرا یہ حد خیال رکھنے چڑا۔ میری آنکھ

”جیسا چاہو! خوشیوں کے ساتھ کوئی نہ کوئی بھانپنا ضرور ہو کر رہتی ہے“ کھجور بھانپنا معمولی کام ہوتا ہے۔

اور یہی ہے۔ تم خوش قسمت ہو، تمہارا ساتھ ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ممانی

”میں نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی دیکھی۔“

۱۲۔ مجھ کو جو خوش ہو کر میں بطنہ سے روئے ہوگا۔

مغربی آپ کا چہرہ دیکھ کر زور مارتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے کبھی آپ کی طرح دل پرستی نہیں کی تھی۔

”جی! ایسی بہت کمزور دل ہوں۔ اپنے آپ کو سمجھانے میں کچھ وقت تو لگے گا علی ناں۔“ ان کے آنسو

میں نے اپنی تعظیموں سے وہی کے آنسو پوچھے اور سکرانے ہوئے کہا۔ ”الجزائی؟ آپ ہرگز ہی بٹانہ نہ

آمین شام آمین! افسوز و غم کے پیکارے ہوئے مجھے مہر ہمارے منکر نے لگیں۔

☆☆☆

”اسی گھاس کے ساتھ آپ کی بٹا دی ہوگی“۔ چلانے جمانے ہوئی شہزادیوں سے ڈانٹو کھینچے ہوئے طاہرہت کہہ۔  
 ”اب قسمت میں بھی بھلا ہے تو کیا کر رہے ہیں۔“ طاہرہ غصہ دلی سے مسکراتے کہہ رہا تھا۔

”آپ شہزادی کے بعد اچھی چابی رکھیں گی؟“ سنا کر بڑھاپا۔

”تمہارا کیا خیال ہے مجھاپنا چاہ کیا چھوڑ دینا چاہیے“ ہلاک الجہداستغفریہ فرما۔

”میں نے سوچا اپنی زندگی بھر سے مجھے کچھ نہ ملے گا مگر اب اس قدر تم جب اپنے آپ کو کبھی نہ ملے گا تو زندگی بھر میں۔“

”ہاں! رشتے میں تو میں آپ کی خدمتگوں ہوں مگر پابندیاں اور اعتراض کرنے والی نہیں! آپ کا دل چاہے جاگ کر کہے! آپ کا دل چاہے گھر میں اٹھنا نہ دے! یہ سب آپ پر کوئی قہر نہیں لگا رہا ہے! کوئی ہوش ہے؟“

”اس قسم نے اچانک ہم بچپان لیا“ بڑا کچھو فیک بار بھرا کٹا: اور دیکھا۔  
جلا کو اس طرح خراج کر کے دیکھ کر سسر اور سسر خان دونوں ہی عجیب سے ہر گئے تھے۔ ظاہر ہے دیکھا

اس حسرت کو رہا تھا۔ کیا کبھی ہوگی..... میری مقبضات چیت کرنے میں جتنی ہی ہے یہ احساس اسے بار بار دور ہوتا۔

”میرا توکل ٹیسٹ ہے اس لیے اپنے کمرے میں جا رہی ہوں“ ٹھاننی پیٹتے کے ساتھ وہ میز پر ٹیسٹ اٹھا کر کچن میں جا کر کھڑی ہوئی۔

”سید علی کی اسوہ تن کو تو سرگھبانے کی خدمت نہیں ہوتی۔۔۔ تم تو پھر بھی خاصا ناظم ویت کرتے ہو“ بیلا نے گھڑی پر تھک کر ہاتھ ہاتھ ہوتے ہوئے بولی۔

”کیا کروں؟ جب آٹھی، ہڈی اور ظاہر ہونے سے باقی ہر وہی ہوں تو مجھ کو کتنے کا چاہتا تھا۔“

اس کے جانے کے بعد وہ دہائی سے بولی "آپ نے خود کو کھو کر کہاں کیوں پال رکھا ہے؟ ایک دن کام ہمارا

”اگرچہ تم میری بات نہ سنی ہو، مگر میں تم سے ملنے کے لیے آ رہا ہوں۔“

”اگر کہیں کر آخر سے اپنے والدین کے سامنے جاتا تو اپنا ۷۵ کھانہ و موقوفہ کے پاس ساری زندگی کے لیے جو

”اور میں نے اس پر ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ تم نے تو مجھے آواز سے لڑا ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے تو مجھے آواز سے لڑا ہے۔“

جائے گی۔ "اٹال" نے سبھی میں جلال مانگنا ادا تھا۔

میں بھی مشکلات پیدا کر لیا تھا۔

© 2000 Blackwell Science Ltd, *Journal of Internal Medicine* 247: 393–401

[illegible]

چار روز خود بخوابا، لیکن سال تک خود اس کے قصود سے قیام نگاہ رہتا تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ وہ یہ قبول کرنا  
مستعد ہو گیا کہ اس کی زندگی میں اسے چھوڑ کر ان چاہنگی سے بچوں کے کوئی دامن نکلے آیا کرتا ہے





آج کے بعد کوئی بات نہ ہونے دیں گے  
میر کی آنکھ سے ہر بات نہ ہونے دیں گے  
آج کے بعد تقدیر کی خبر ان سے  
میری خوشیوں کو بھی بات نہ ہونے دیں گے۔

۱۱۔ آفس میں بظاہر کام میں مصروف تھا مگر اس کا دل سارا ہی عجبوں میں پڑا تھا۔  
تباہی اور تباہی کی آواز کی جگہ سے اسے ہر لمحہ حسرتوں کا طغیانی ملتا تھا۔ کل شہر ان کا ان سے فون پر اس  
... دھڑکے اور سے اسے جانتا تھا۔

”اچھے! دھماکے دارے میں سوچ دو کہ میں کیسی جاہلوں کا بھائی ہوں۔“

[illegible]

”اب اس نے کہہ دیا چاروں سال میری عمر بھی ہیں۔“  
 ”آپ سارے کے سارے سو سو سال کی الماری میں کس گروا کھینچے گا۔ اس کے ذمہ صرف ایک جڑے اور ایک  
 جڑے دھنن لے جائے گا۔“  
 ”میرے بھی خیرین کا کھانا کھو ادا کی لہذا میں نے چاہا ہے۔ میں بھی اس کے جتنی کیوسٹ اور کیکر اس کی  
 مہربانی اور دعاؤں کی بات کرتا ہوں۔“

”اے بھائی! میں نے اپنا دل آپ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی اور گھر نہیں بنایا۔“

”اے بھائی! میں نے اپنا دل آپ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی اور گھر نہیں بنایا۔“

☆ ☆ ☆

[illegible]

”ہم سب کتنے پیسے ہیں آپ اپنی سڑے ساتھ ساتھ ان کی مسرالہ دلوں کو بھی تپاتیے“ خزی نے جبر کرتے لہلہا۔

۱۰۱۔ اے میرے بھائی میری گود نکھلا اور سارے کاپا چھو پکڑ کر گاڑی میں بٹھا اور گاڑی تیزی سے چلی۔  
۱۰۲۔ اے میرے بھائی میری گود نکھلا اور سارے کاپا چھو پکڑ کر گاڑی میں بٹھا اور گاڑی تیزی سے چلی۔

[illegible]

430

”اُمّ النبی امیر کی کوئی چند بیٹیاں تھیں جنہوں نے رجم کا مل جائے، وہ ممکن نہیں تھیں۔“

”مگر یہی چٹا میرا ایک کا کلیہ نہ کوئی فیورٹ نہ کرتا ہوتا ہی ہے۔“ اس کی اس کا اس کے سامنے بیٹھی ہوئی اس سے

اس کا کہہ رہی تھیں۔

”آئی زیادہ تر میں سنیہ اور اہل وادعہ طرز پر تھا جیسا کہ وہاں۔ شرح رنگ شایہ خروج کوئلوں کے لیے ہے۔  
ہوئے ہیں اس کے لیے کہ ایک جہت اور ادبی کو کھول دے سنیہ ہو جس کو کیا تھا اور لڑائی لے گیا تھا کہ سائروں کے۔  
لے کوئی بھی لڑائی طرز پر غریب و غار میں نہیں ہے۔ ہوں کی کتاب اس کی زندگی میں کوئی بھی لڑائی اور دیکھ سوز گشت میں ہے۔  
چراغ کی ایک جگہ جانی کے سامنے تو کوئی کہ اس نے وہ والا دھکا کیا جس کے سرخ اس کو قاضی میں ہے۔  
سے دیکھا گیا تھا۔

لغات سے علی معلوم اور ہاتھ کر اسے ایسے کھنکھنے لگا ہے جسے ڈیڑھ گیس کھنکھنے کے ساتھ اب اسے کھنکھنے لگا ہے۔ علی معلوم ہر کھنکھنے کے ساتھ اب اسے کھنکھنے لگا ہے جسے ڈیڑھ گیس کھنکھنے کے ساتھ اب اسے کھنکھنے لگا ہے۔

شام کو جب وہ گھر آیا تو فری سے کہا "میرے سزا دیکھ لیے ہے سب کے گھلوں کو کیا کی امت میں سے ہوتی ہے مگر اس کی نذر ہو گیا ہے یا اس کی ہول ہے کہ کماؤ کے یہ خواہاں کہ اپنے گھر میں موجود ہیں۔"

سرکل نے کچھ نہ کہا تو فری کے پرے پرے کے کدے میں سے ڈالے ہوئے کہا "فری کے بارے میں شائستہ بھی کچھ انکو بتا چکی ہیں۔۔۔ اور مجھے تو ان کی بعثت اور میری حیرت جو فری ہے کہ کہیں اسے ناسا کا حالات میں اور بہ وقت کار فری ہیں۔"

”اب کے خیال میں یہ حرکت کسی کو بھی ہے؟“  
 ”موتے خیال میں جیسا کہ وہ کہتا ہے دوسرا نہیں ہو سکتا۔“  
 ”میرا بھی خیال ہے۔ بالکل سچے کچھ مچے ہوئے کہا۔“  
 ”یہاں نہیں کہ کھانسی کا مقام دیکھا ہوگا۔ اس جسم کے لوگ اپنے نام نہ سمجھتا تھا تو مجھ کو  
 دیکھتے تھے کہ وہ جانا کرتے تھے۔“

”میں جانتا ہوں اسی کی بڑی ناک کی کوئی روایت نہیں ہے۔ لیکن اس کی بڑی ناک کی کوئی روایت نہیں ہے۔“

”پھر تم سے کیا کہی؟“  
 ”کہ اگر سزا ہوگی تو اسے دلائی جاوے تو ضرور کہہ لیتا۔“  
 ”بالکل ٹھیک جواب دیا تم نے۔ مگر مجھ سے بھی کوئی طرح کی وصول ہوتی ہے کہ تم نے اسے آپ کو بھیج دیا ہے۔“  
 ”جیسے ہاں۔۔۔ تم سے کہنا چاہتا تھا کہ وہاں سے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہ رہ جاتی ہے۔“  
 ”پھر تم بھی آپ سارے کو دلوں میں جاؤ گے۔ یہ تو واضح ہے کہ وہ دیکھ کر کبھی نہیں بھیجے کہ تمام کی کوئی رقم



”آپ یک بھی چکڑ کیا بات ہے؟“

”سائرہ پھپھو کی شادی جوگئی ہے“ تھانے کہا۔

”کب... کب... کس سے؟“ فریال یا نگلوں کی طرح اسے جھنجھوڑ کر پوچھ رہی تھی۔

”سکس اپا ایک ہی گھر بچی کو معلوم ہوا..... ایک دن گلی پھوپھو کا دیرمدا ہوا تھا۔ شادی کی خبر سے مجھے بھی لاعلم لگا رہا تھا۔“

اس قدر چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا عرکا: بھینے دکھانے کے قابل نہیں ہے؟ فریال اب پریشانی کا عالم بنا جو عرصہ تھی۔

”اس کی کوئی بات تھی جس سے سناؤ اور جان کی بیڑی سے تقصیر نکالی کر دکھائی۔ یہ ان دونوں کے دیکھنے کی تصویر تھی۔“ سناؤ اور جان کی کسی بات پر کھٹکنا کہیں روحانی طور پر ان دونوں کے ساتھ کھڑا اسے محبت بھری نظر سے دیکھتا تھا۔

”پہاڑیوں پر لال بھائی۔۔۔ جو کبھی مارے چڑیوں میں ہوا کرتے تھے ٹھہرے لوگ اس پر چلے گئے تھے۔“  
 ”ابن آدمی ہیں۔ ہمارا کی بہت گوری کھیل گیا ان کی اکی۔ بے حد خاردار جوتے سے سائز، پھوپھو سائز  
 کا کتا کھا۔ جھیرے کے پتے ان سے کھو کر رہ گیا۔“

”واقعی بہت اچھی لگ رہی ہیں سائزہ حاجی! کتنے عرصے بعد میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔“ فریال نے بے انتہا تصویر اٹھا کر جم لیا اور تھپتھپاتے ہوئے آنسو اٹھا سنے۔

”ادراپ جیکہ روای کی تصویر.....“ ٹائٹل دوسری تصویر دکھائی، جس میں دی سائرہ کو جینے سے لگائے لڑی جیسا۔ ہن سے چہرے کا حزن و ملال صاف عیاں تھا۔ خوشی اور غم کی یکساں صورت، دل ال ان کی آنکھوں میں نظر آ رہی تھی۔

”اے بیٹی!..... چاری اٹھ اٹھ! میں بھی آپ کے کس کو ترس رہی ہوں! اپنی جانوں میں میرے لیے بھی جگہ رکھنا۔“

”یسا تو پورا الجری میس آپ کے لیے لائی ہوں“ ثنائے اپنے بیگ سے ایک چوڑا سا رخسار نکال کر اسے

”میں نے ہر اس تصویر کی کاپی کروائی ہے جس میں راوی خریال پہنچے اور پھر چاہیں۔ باقی غیر ضروری لوگوں کو اس کا کش تھامو رہیں“ ٹائٹ نے ہنس کر اس سے کہا۔

”سبق کا نام لوگ ہیں۔ غیر ضروری تو میں بھی چہرہ پر آگئی۔ اپنے آپ فیصلے کرنے والی لڑکیاں جو دماغ کی فصل کا پتی ہیں۔ میں بھی انہی سے دور و کرگاٹ دی ہوں۔“

”چہ: اب آپ ہی بتائیے۔“ دینی اہم خبر کیا ہے؟ فون پر سناٹی جا سکتی تھی؟“ اس کا وہ بیان پھر تصویروں کی

[illegible]

—

تقریب کے اختتام پر مسائرہ نے دونوں بھابیوں کو سونے کے پیٹ گفٹ کیے تھے۔

”مکہ (مکہ شریف) میں ۱۰۰۰ مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔“

”میرا دل اس کے لیے تڑپ رہا ہے، اس کے لیے کہ وہ میرا دل لے لے۔“

ایک خوب صورت سی ایم ایمن انس نے اپنی ماں کے گلے میں لگا دیا تھا۔ "کوہر یہ لاکھ کا بیٹا میری شاکا لے لے اس نے تڑپا ہوا لالہ کو ہوتے ہوئے کہا۔"

”مناویں نے یہ یا نہیں شہزادی شادی کا۔ اس کے الٹا زوں استمالی اور ہے ہیں۔ چا چل چا تو وہ لڑکی آ جاتی۔“

”اگر آج آئے۔۔۔“ ”میرا روم ہے۔“

آج فریال ہوئی تو آپ سید ام کو بھی ملے، پھر اس لڑکی نے ہر موقع پر اپنا نقصان خود ہی کیا ہے۔  
 فریال ہو کر۔

ابن سہیل نے کہا: "میرا دل اس کے لئے تڑپ رہا ہے۔"

مراؤ نے ایک خطرناکی چوڑی ہوئی جینا کو کھرا اور بال کی ہرا میاں آگے بڑھتی جہاں پچاس کے قریب غلاموں، حضرات اس سے لے کے لیے بیٹھ تھے۔

”اللہ تعالیٰ کو بھیج دے تمہارا ہے، انا ان طبیوں نے شریوں میں جو چاہی جارہی تھی۔“ ویسے تو ہمیں  
بیکار رو رہی تھی کہ ہم کتنے آئے نہیں کہیں جا رہے نہیں..... مگر یہ طے دلانی کیسے نکل آئیں؟ آج کل کے دنوں میں

چھپا کر لوگوں سے چھپی ہوں گا اور کہا جاوے گا یہ غافل بھی سارہ کے عاشق ہوں۔ آخر خورشید نے بھی تو اپنا پسند منا شادی کی تھی۔ بڑی بہن حلالک نقلی جڑا ہے عاشقا صادق کو گھبر کر کمر لے دیتی۔“

لالہ سائے کا اچھٹا تھا۔ اسے اپنے منہ میں سے نکال کر اچھٹا نکال دیا۔ اس کا چار دیواری کی جگہ لگا کر

1.  $y'' + y' + y = 0$

شہزادی تو شہزادے سے چوٹی۔ اب اپنے رنجور اور پیرے

ایک ایک آنکھوں میں نہی آ گئی۔

☆☆☆

$\sigma = \frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \sigma_i$

خیر خیال ہے کہ دل سے لکھا تھا

”بچہ ہمدردی کر رہا ہے۔ آپ مجھے کالج سے پک کر لیں۔“ نائن فریڈل سے فریڈل پر کھلا۔

”کیا بات ہے اچھی تو مہربان ہو چیک۔“ پتی ہو۔“













یاد نہیں رہا کہ مکمل کی کس مسجد میں بستی کی کوئلہ روٹا جس بابا جانا ہے۔  
 "آپ نے کہہ رہا ہیں اس سے کہہ دوں گی" زبازجی جو کر لولی، سنا نہ سنا نہ کیا، صحابہ اہل ازاد سے آگے  
 گزر رہا تھا۔

[illegible]

☆☆☆

[illegible]

"اللہ کوئی رکبہ لے تو کیا کہے گا!۔۔۔۔۔" انا نے حراساں سے بچے میں کہا۔  
 "جی ہاں پوینس، جوں،۔۔۔۔۔ پرانوں کو جیسے کوئی گراؤ بھی تھا نہیں، کیسے مرے لے کر کھنکھاتی، اللہ تو یہ عزت  
 الٰہ کو کہتا۔۔۔۔۔"

”پہلے غلطہ اپنی زالو..... ہنس ایں آخا..... نہیں تجھو! اور جو حالو سامہو کی آہا بھول، رہی تھیں اور زپا کو بولیں  
 آہا کوئی چلوئی اپنی مان پر اٹھنے کی تیار ہیں وہ بھی ہیں۔“

”اے بہت نیر ہے اے..... مجھ کو کچھ کر بھاگ جائے گی۔“  
 ”میں نے ہاں کہہ رکھا..... نیرت کو مظلوم بھی بڑا کڑا چبایا.....“

”اے میں اس کی انکسالی چھٹی ہوں۔“  
”اے میں کیسے نہ تھراں سے انوں کی.....؟“

”انوں، موت کا راز ہے۔ لیکن ایسے نظروں سے دیکھو گی جس میں ڈنڈا کر رہا ہو۔“

۱۰۔ اے بھئی زبا خیمہ اور صندوق سے سرخ سی ہو گئیں۔  
 ”اے بھئی زبا خیمہ اور صندوق کی۔۔۔ کو کھل لینا۔“

“كَلْبُ”  
“كَلْبُ”

ات ہمارے ایک اور سر جان بھی ڈول ویو۔ ”آج ایک کے بعد ایک غیر ہمدرد  
 مارا دل کو کھینچ کر لڑا کو گھونہ سے روٹ کر دھڑا دھڑا کر کے ر

۱۰۔ "اے بھائی! تم نے میری ساری دولتیں لوٹ لی ہیں۔ اب میری زندگی بیکار ہو گئی ہے۔" صابر نے کہا۔



ماٹھ لے جائیں اور ان کی وجہ سے مجھے بدعنوانی لگ جائے۔

شاہی بھائی کی ٹانگے پاس رو پڑی اور کہیں اور دوڑنا ان کو کئے کہ میرے پاس آ جائے۔ اور وہ مجھے معاف کر کے اپنے ساتھ لے چلے گیا۔ یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔

دروازے پر دستک پڑ جانے لگی۔ ان سے جھگڑا کر دو دروازے کھول دیے اور وہ خود ہی کھل گیا۔ ان نے دیکھا ٹانگے کے ساتھ بھائی کی کمرے سے۔

”میری بہن! میری جان فریال!“ بھائی کی دونوں ہاتھ جو سارے گمے لگے۔ فریال ان کے سینے سے لگ گئی۔ آنسو ان کے کان پر گرنے لگے۔

”بھائی! میں آپ کو کیسے یاد کرتی تھی۔“

”جیسا کہ میں نے کہا تھا، میں آپ کے پاس سے غافل تھا۔“

”بھائی! کیا بہت دیر میں آپ آئے تھے؟ میں تو سمجھ گئی تھی کہ آپ کو یاد کرتے۔۔۔“

”فریال! اب یہ بلا ہے۔ تم کو روکنا یا سامان میں آج بھی کی غلطی سے کراچیا جا رہے ہیں۔“

”آج بھی۔۔۔“ اس نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں! آج بھی۔ اسی وجہ کو کہ فریال کو ہوا میں گئی۔ مجھے کیا پتا تھی کہ جانے کے بعد سنان کے قلب میں کتنا جھلکے ہیں۔“

”ایک سو حلیم سے آپ مجھے لیتے آئے ہیں۔“

”سمجھنا! کچھ دم سے ہی مجھے دیکھنے کی توجہ تھی اچھا لگے۔“

”ایک سو حلیم سے آپ کو بہت دکھ دیے ہیں!“ اس کی آنکھوں سے پند بھر لگا اور سسکیاں لیتے ہوئے اس کی حالت فزونی ہو گئی۔

صاف دیکھا اس کی سر سے کہ وہ حلیم سے ایک توجہ بھی سنبھال کر کر پڑے ہو گئیں۔ وہ بیہوش بننے لگی تھی۔

”فریال! اس میں آپ کو؟“ اسے ہمارے کراٹھے سے ہونے والوں نے کہا۔

”مجھے بھائی کی لپٹے لپٹے سے تین گھنٹے بھائی کی لپٹے آئے ہیں۔“

”اچھا! کہاں ہیں۔۔۔“ مذاق پرانی تہنیت اور ہوشیار بچتے ہوئے پوچھا۔

”ٹانگے کے ساتھ آئے ہیں۔ ٹانگے کو لے کر دو ٹانگہ دم میں بیٹھ گیا ہے۔“ مذاق پرانی ڈانٹک دم میں بھی ہاتھ نہ اٹھا اور فریال کا ہاتھ پٹنے سے سلائے ہوئے کہا۔

”یہ قصہ ہی تم ضرور دیکھ کر خواہش میں سوخت کر رہے تھے یعنی یہ کہ ایک دم میں تم نے مجھ کو ضرور جاؤ گی کہ اب جاؤ گی اس کا کچھ مجھے نہیں ہے۔ تم ان کا انتظار کرو کہ اگر اس انتظار اب کو اپنے ہاں قابض مت ہونے

۔۔۔ کیا کروں یا ابی! وہ سب لوگ مجھے پہنچے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ ہن کی آواز میری سر سے کانوں میں اچھٹائی کی جیسا ابھی محسوس کرتی ہوں۔“

فریال نے بیٹھنے کی مخالفت اور قصور سنان کی انرا سنی ہوئی تیز رفتار ہوئی ہیں۔ مکان سے بھی بڑھ کر اونچی چڑھ گئیں۔

لپٹتے تھیں۔

مشتی زندگی کے تمام رسوں کو کھانا ہے۔ کیا جب ہے کہ زندگی میں پکا کپڑا نہیں تھا؟ اسے گھر بھی کہہ لو کہ ایسے جیڑا ہو چکی ہے ضروری نہیں ہونے شوق سے کرتے ہیں اور ان کے پیش کوئی کے لبہ فم سے آگیا ہو جائے چہرہ سارے مسلسل سوچ رہی تھی۔

”کاش کہ وہاں پر نکال کر بیٹھتے۔۔۔ اس کی آواز پوچھا۔

”مجھے یہ سوچ رہی تھی اگر میں آج کی طرح یہ سب کچھ کرتا تو میرے سر کا رنگ نہیں ہونے نکال۔ میں آج کر کے کچھ“ عبادت نے فرما دیا کہ میرے سینے میں لگا۔

رات سہانے تلاش کرتے ہو

گم خوابے تلاش کرتے ہو

”پلٹ کر بھی نہ آئیں گے

جو زمانے تلاش کرتے ہو

☆☆☆

صبح ہوئی تو فریال کے ہاتھ میں اہم ہوئی۔ رات ہوئی تو اس کے ہاتھ میں اہم ہوئی۔ ٹانگے سے سناہ سارے کی شادی کی اہم کی لڑائی لڑاں کا کام ہی یہ رہ گیا تھا کہ وہ ایک ایک قصہ سے لگے لگے کیا کرتی۔

آج بھی وہ اہم پر چلی گئی تھی اس کی تصویر سے بچنے کی ضرورت تھی۔

”اوی! آپ سارا وہاں کی کوئی تصویر سے بچنے کی ضرورت میں لیے آئے تو یہاں ہیں۔ کیا ان آنسو میں

آ تو میری یہ بوجھ بات کے لیے بھی سے نہیں لگے۔“

”اوی۔۔۔ اوی! کوئی بڑی خوشی میری آج کی کہیں اور ماؤں کے حوالے سے شہر دھتے کی جا رہا ہے اور میں جو

بھر کے لیے آپ سب سے رخصت ہو کر کیا میرے لیے اچھا نہیں آپ کے کولہاں ہوئی ہیں! نکلتا۔۔۔

اس نے صفحہ پلا۔ شاہزادہ بن کے سر پر ہاتھ کر کے کمرے سے سنان کی آنکھوں اور چہرے پر چڑخاؤ اور

ساحرا۔

”بھائی! مجھے کمرے سے نکالے کہ بعد میری ادا کا کوئی آپ کے دل میں جا چکا نہیں۔“

”تم اس قاتلی نہیں ہو فریال! کوئی نہیں یاد کرے۔“ اس کے کانوں میں آواز میں خود سنا جانے لگی تھی۔

شہزادی کی حرکت ہی ایسی تھی جیڑا ہو چکی تھی فریال آج سے تمہارے لیے سرگرمی اور آئندہ اس کو کچھ بڑھ کر رکھنا۔۔۔

”بھائی! میں آپ نے بھی یہ کچھ کہہ کر اس میں بہت دھوکا دیا ہوئی ہوں۔ سارے ہونے کوئی کوئی نہیں کیا کرتا ہے۔“ پتے سے رخصت ہوئی والی لڑکیاں کئی خوش نصیب ہو کر گئی تھیں۔

سارے کے ہر کے خوشی اس کی اداسی پر غالب نظر آ رہی تھی۔۔۔ خدائے بانی تم بے شمار ہے کچھ شہزادہ ہو۔۔۔

”ہو۔۔۔ اہم سینے سے لگے کہ اس نے دعا مانگی۔“

عدو شکر کوئی کے سر سے یہ فرض یہ حسن خور ہو اور سارے ہونے کی شاندار ایک دفعہ کمرے میں ہوا

کاٹنے میں سے بھی یہ قدم نہ اٹھایا ہو تو آج میرا عمر میں ان کی لڑکیوں میں عداوت کی شادی پر دعا میں

والے اچھا کر کے ہیں۔

غم کی یہ شعلہ کچھ بے کسی اس نے سوچا۔ شاہی سارے باجی اپنے مکان کے ساتھ آ جائیں اور مجھے



”السلام علیکم سہانی جان! “ شجراجہ و شہینہ: ”کیجئے کہ قریب ہے؟“ ”جی ہاں، ابھی ہے۔“

”نہی کسی کے ساتھ تھا؟“

”ہاں ہاں آئے تے پھر دیکھئے۔ ان کے ساتھ عیاجی جلی گنگا اور شجاع گڑ کشن سے سیدھے عیاجیاں آ گئے تھے۔“

نبی کو طمانیت پھرے انداز میں دیکھ کر انہیں بھی ولی سکون حاصل ہوا۔

”اس اسٹنٹ میں، ہر کہانے دوئم دونوں کے لیے کافی ہے۔ ہم دونوں باتوں کے ساتھ ساتھ کہاؤ۔“

”جیسی مہربانی! اب آپ گھر میں آرام کیجئے۔ مستقل اسپتال میں رہنے سے آپ تھکی تھکی سی محسوس رہی ہیں۔ رات کو میں جلی تھکے کے پاس دنگ جاؤں گا۔ ابھی ڈیوٹی فورس نے یہ جان کر کل صبح تھکے کی جھٹی جھوٹے گیارہ

اس ہمدردوں کا کھینچ کر آ جائیں گے۔“

”مگر طے! تم تھکے ہوئے ہو گئے؟“

”اوستے عار سے تھے کہ وہ کچھ کر مری ساری حضرت باقر علیہ السلام سے۔“

”ٹھیک ہے، ٹھیک رہا، مگر چلتی ہوں، سجاد اور انور کو کافی لڑنے کرنا پڑے گا۔“ تو اسے کہتے ہوئے جو سر دے کر

اور دعا اور مراقبہ کے ساتھ۔

”تمرا جہ اور کمرہ نہیں ہوا۔“ ”نہ؟“ ”نہ ہوا، نہ آئی، نہ گئے۔“

میں نے اپنے اور پر کے دل کا ہے: اس کی ہے ان کے ہے

۱۲۔ دقت: کاڑی، صدمہ، کارہ، کد، سرگزر، ہمت، حقارت

اکن دولت کاؤڈی حدود دی ہارلیٹ سے کر دوتی د

۱۴. اے اللہ! تجھ ہی سے ہم سب کو اللہ والہ بنانا چاہیے۔ آمین

”جی ہاں“ ڈرامہ نے استفہامیہ لہجہ میں پڑھا۔

سے کچھ نہ لے آئے اور شام پھر روز کو نہ کر کا می نہ مانی۔

”نیکمک ہے جی“۔ اب پراساں شاہ کو کہہ دیا تھا جس میں اس کے لیے کپڑے تھے اور شاہراہ ابھی تک فہرہ اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شہزاد کے گھر سے چار لکھ آئے تھے اور فرح بیوہ کی بیٹی اب ان لکھوں کے طفل اس کے گھر میں بنگلہ

خبرگزاری فارس

مالی خان نے باورچی خانے کا چکر لگا کر تو بلی بات بھی کر لی۔ اُسے یہ لڑکھائیاں آتے ہیں؟  
 ”بنا نہیں کوئی بھوسے مایا۔ اے میں نہیں، چوتھی کمرے کے گھر سے آئے ہو تو ہوا ہو گیا۔“

”نکرنے والے گھر میں تو مالِ عمری ہے وہاں سے تو نہیں آسکتی مٹھالی۔“ اماں نے لڑو کھاتے ہوئے  
 دوا کے درکھولے۔

”امروز کے جتنے دارال کے ہاں ہوتی ہوئی ہے، اس سے بھی مجھ کو کتنی مسخاتی۔“

”اے بھوتو مجھ کہاں سے آئی یہ مٹھائی کس نے پیچھی یہ مٹھائی کسوں بھیجی یہ مٹھائی؟“ مہرنی باجی اسے کھاتے ہوئے کہی۔

”نہیں! یہ تو نہیں ممکن ہے۔ کچھ چارہ روزہ کر چھوٹیں، مگر یہ ٹھکانے نہیں بچتی ہو۔۔۔ تاکہ ہم پاگل نہ بنیں۔۔۔ اور کوئی سہارا ملے جو دل چاہے کرتی رہے۔“ انہوں نے فرخ کو کافی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایسا بہن کوں ہوگا جو خواہ مخواہ کی دشمنی چاہے گا“ بات چٹنی الجھ رہی تھی اتنا ہی گھبرائے ہی فوج کو روک دیا۔

”اے لوگوں کی کوئی کمی تھوڑی ہوتی ہے بہت سے لوگ ہیں۔“ اب یوں آپ نے بھی دیکھ لی تھی شرماء  
”مجھے تو لگا ہے کہ کوئی ہمارے گھر میں داخلہ ہوتا ہے۔“

”کیا عمل؟“؟“ تالی اماں نے دیکھ کر پوچھا۔

۱/ کچھ نہیں ہے۔

”اور حیدر آگیا۔“ دوسرے ہاتھ مارا، ”جیسے ہوئی“ شاید فرحت باقی کا بیٹا تھا..... وہ دوسرے بیٹا سہل

وہ شایہ کہ طفل جو تلے میں رہی تھی سارے کے سارے اس پر مہم جوئی کیا کر رہے تھے۔

”اوس میں جلانے کی کیا بات ہے۔ کوئی بیوقوف کے ہاں دیا ستارہ تو کھابچہ تو نہیں ہوا۔ سب کے ہاں“

”خیک کہہ دی ہجرت مہ کے پاس عی سچے ہوتے ہیں مگر حمارے اہل نہیں ہوتے۔ تو ہماری شادی کو

اللہ کے لئے ہیں۔ تجارت سے پہلے ہونی چاہئے کہ ساری دنیا کی ساری دولتیں کا پتہ ہو جائے۔

”اگر آپ کو ہم اس کا جتنا سزاوارکریں گے، تو قیامت اٹھ جائے گی۔ آپ کو چاہیے کہ وہاں سے جلد فرار ہو جائیں۔“

”ابنہ؟ یہ نہیں کی کی اب سوے بیٹھ کر۔ بتائیں گی اب پاگل اشرف بھائی کو؟“ سہ طریقہ لہجے

... و ...

1. *Phragmites* (1990)











”نڑیا بھائی! اب روک جائیو برہنہ میں دیکھنی ہوں اور دہنی آپ آئیں گی کہ آپ نے اس صحرایہ قلعہ کو بھی نہیں آباد نہیں کیا، ہاں اب بھی فرصت ملے گی میں آپ کو گھر سے ملنے کے لیے آئی ہوں گی بلکہ آؤ گی ہوں“ سناؤ نہ کیا۔

”ابھی کوئی ضابطہ آتا ہوتا ہے چاہے ہاں کی طرح پانچ سو گز کے لیے جھانک کر چلی جھینا“ نڑیا نے شکوہ ہوسنے کیا۔

”نہیں بھائی! ہم لوگ بھی آئیں گے اور آپ سب کو کوئی اور نوجوان اس اپنے گھر میں بلائیں گے“ بلا میں اس کی ہنسنہ ہوا۔

”یہ جیانی بات..... جراثیم اور ناخوشی سے ڈار، نہ ہاں کی کیا“ نڑیا مسکراتے ہوئے بولیں اور خوشامد سے کچھ کھوسوں کرتے ہوئے ٹاشٹنگ کے لیے ہنسی پر مگر اس کی گھڑی۔

”اگر وہ ایک گاڑی کی گاڑی کے لئے کرنا دے گھر آؤں گی“ نڑیا نے کہا۔

”آہ! اس ضرور“ سناؤ دے پر محبت سے کہیں کہیں۔

کھانے سے سناؤ دے ہوئے کہ جیوڑی کے جھونک کی یاد دہانی کی سزاؤ کو ہی پہنچت شرت ہاں اس کی سانس کے لیے تھکن کا سوت اور کھوس کے لیے مخصوص قرار نہیں ہوا ایک لمحے کے لیے ٹاشٹنگ چکرائی گئی۔

سناؤ اور محبت میرے انداز میں نڑیا کو بچنے گئے اور سناؤ نے کہا ”بچھو نچا نہیں سب نڑیا نے خود فرما ہے۔“

”اب دہنی بہنوں کی طرح“ ہاں نے دل میں سوچا وہ اس کی نظروں میں وہی خطا مگر اب نڑیا نے اپنے کتے اور بچہ پر کھانا۔ یہ رورٹ کی گھنٹ میرے ظاہر سے کہیں؟ اور کھانے کا لالہ ہوئی، اٹھا۔

نڑیا کا راجہ اور آواز نہ نکلا۔ دیکھنے کو نہیں لالہ پر خود بدل کیے کی ۱۲۱ کے اس طرح غافلہ سے کہہا ہے؟ ٹاشٹنگ میری ہیٹھان ہو کر سوچ چکی تھیں۔

یہ ہوائی یا سناؤ سے کہہنا ابھی نہیں خورہا کر لے۔ ”میں سوچ رہی ہوں اس کا رشتہ تو میں بھی کچھ کچھ دیکھتی ہوں۔“ سناؤ نے اپنے سناؤ کی باتوں کو نہیں سمجھتی تھا وہ کچھ میرے انداز میں سوچ چکی تھی۔

اور سناؤ کے واضح بات میں ایک ڈھٹا سناؤ نے جواب دیا کہ میں نہیں کی عذت بدل گئی ہے مگر میں بڑا بھائی کی گویا اور غلط کی کہیں نہیں آؤں گا کہ ہم کو ایسے ہی گشت کی؟ ضرور کوئی ہم اس بات اسکا

ان خائف کے چپے چپیں ہوئی ہے؟ سناؤ سوچ چکی تھی۔

نڑیا اور سناؤ اور ہاں نے چپے سناؤ نے اپنی اس سے گزرتی میرے لیے کہہ کر کہا ”ہی! میرا دل نے ہائے نکستہا جاؤ دے۔“ چپے نہیں علوم کران خائف کے کہیں پشت بھائی کا کون سا مطلب جیسا ہوا

”ہی! اس سے بچاؤ خائف بھی دانی نہیں کیا کرتے۔ اس کا دل خورہا کر اورا ہوگا۔ مطلب جیوگی سناؤ آجائے گا اس وقت میرے خائف نکل کر آو۔“

سناؤ نے اس کی بات میں بدل کر لالہ کو بکھا بھی پھر جیوگی اس سال میں آپ کو کہا جائے؟

”سناؤ دہنی کھانک کہہ رہی ہیں۔“

”ہی! وقت نکٹھڑی۔“ ہاں جب تک ان کی جلیان دکھائی دیتی رہی۔

☆☆☆

اور طاہر حسن نے چاہی ہی کی نظم ”میرا بھائی ہے“ کا جو وہی کسی اور اس لیے اب خود نگرا ہے۔ جھٹکتا اس کی یاد دہانی تو اس پہلا نڈیا کی منہ خود گھڑتے ہوئے مسکرایا۔

”یہ بھائیوں کا موسم

ہاں سے ہاں سے

اور بگڑتے ہیں

بھائیوں کو دکھ چلی سوک پر چلنے ہوتا

وہاں آتا ہے

نڑیا کی کاپی پر چھنا

وہاں آتا ہے

نڑیا کی بھائیوں پر بھگنا

وہاں آتا ہے

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

وہاں آتا ہے

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

وہاں آتا ہے

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می

نڑیا کی شہنشاہی و ملک می







"ہوں۔۔۔۔۔" ان کی نظریں ابھی دیکھی ہو رہی تھیں۔

"ہیرا دل بجا بے جا نہ ہو چکا ہو۔۔۔۔۔" دل چاہا وہاں سے کھینچ لے۔ لیکن کچھ نہیں کیا۔

ازم بے حد یاد آ رہا ہے۔

"اے سہا سہا سہا سوچنے کی کیلا ت ہے۔ تم کل بھی جیلا جاؤ گزیرے کے نبوت لے گئے شہر کا۔

"آپ ہمارے نہیں ہوں گے۔" فیروز کو یقین تھا کہ وہ اپنی اور اگلا کھینچ لے گا۔ آسانی سے جانے کا وہ داخل

چلا ہے۔

"اس میں ہمارا بھی کیلا ت ہے۔" گنگی بات تو یہ کہ کلام بھی کچھ ہی بہت یاد آ رہا ہے۔

"تو بھرا پ بھی چلے، اب میرے ساتھ۔" ابھی خوش ہو جا کر بھی آپ کو دیکھ کر۔" فیروز کا کچھ بڑا شہر

سے غریب تھا۔

"آج ہی دوکان پر حصار ڈالنا تھا۔ وہ اپنے بھتیجے میں جانے ہوئے تھے۔ پھر اوجھار پکائی کر رہے ہیں۔ اور

لوگ غلط شہر کی کارڈز دے کر رو پکھ رہے ہیں۔ لیکن اب میرا اپنا مشکل ہے۔ تم وہاں سے رہو۔

شہر آگ لگا کر نہیں لے آؤ گا۔"

"تو کیا شہر سے آگ لگے یا اس ایک ماہر ہوں گی؟" فیروز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا مضائقہ ہے وہ بھٹی کی سرورل تھوڑی ہے۔ میری بہن کا گھر بھی ہے۔ اور پھر وہاں اچھے مارے

رہتے رہا ہیں۔ وہاں سے سب سے مل کر آپ کی سب کچھ کیا ہو گی۔ اسی طرح ختم ہو سکتی گی۔"

"تم کب جانا چاہتی ہو گی؟"

"میں تمہارا رگت کر رہا ہوں۔ اپنے ساتھ لے کر آؤں گا۔ تاکہ تمہارا شہر سے کھلت رہے۔"

"دو دروازے کے جوڑی سینہ کر ادریں۔ تاکہ آپ کے لیے دو چار سانچا بنوا کر رکھ جاؤں۔" شہر کی ہولی

کی جہات جاگ اٹھی تھی۔

"اے میری شہر سے کڑو بیچا دو تو ہے۔ میں پھر سے پاس۔ کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا۔ تم جلد از جلد تھوڑے

کے پاس پہنچو۔ اور پھر سے۔۔۔۔۔" کچھ قسم قسم کی باتیں ہوئی تھیں۔ لیکن وہاں سے کچھ نہ لے۔ کسی جہاز

کی رقم فروخت کرنے سے فیروز کو پتہ نہ ہوئے تھے۔ وہاں سے کچھ نہ لے کر۔

"میں تو ذرا ہی تھی۔ آپ مجھے جاننے کی اجازت دے۔ اب میں دیکھ کر آپ کو بتا دیتے ہیں۔ بہت

اچھے۔" فیروز کا کچھ بڑا شہر تھا۔

"میں نے کہا تھا۔۔۔۔۔" صرف تمہارے لیے۔ اگلا شہر سے کچھ نہ لے کر۔

"اب جانا ہی ہے۔ صرف تم ہی سچ کہتے ہو۔ یہ وہی ہے۔ تم لاہور سے اپنے لیے کچھ نہ لے کر۔

"بندہ جہاز کی خلیق رقم فراہم کرنے پر ذرا کچھ نہ لے کر۔

"لاہور میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ جب آپ آئیں گے۔ تو وہاں پر لاہور کا پکڑ کر لے آؤں گے۔"

آئیں گے۔

"مجھے آتا ہے ہی۔۔۔۔۔" کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

اور فیروز بھرا ایک شہر سے۔۔۔۔۔" کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

اصل کرنا جو شہر حاصل کرنے سے کم نہ ہو۔ آج وہ تمام ملتی ہے۔ جو تھے۔

اس وقت ان کی سرشاری کا یہ عالم تھا کہ اگر فیروز ان کا پورا ہوا بھی طلب کر لیتا تو وہ یہ چل دیتا۔

لیکن وہیں میں کھڑے تھے۔

"خیر، یہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

"بہت کرنے والے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔" کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

مارہ دو سو کھلی جو تھی کتنا سا اور اٹھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا ہے۔ آج کچھ سونی بھی

نہا رہی۔ اس سے کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

میں کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆

"آپ کیا لے رہے ہیں؟" مارہ نے کہا۔

"آج میں نے غریب (کمرے) کے پاؤں ہاتھ تھے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی تھوڑے ہی میں۔

☆ ☆ ☆



”اچھا نہیاد اول میجر سے بارے میں خود کہا کرتا ہے: ”خوبیٰ نے اس کے بیٹے پر اپنا سر لگاتے شرافت سے کہا۔“

”میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ہر مل: تم واقعی کسی نام میرے فریڈی سے مل لو۔“ منو نے اسے پرست  
ہوئے کیا۔

”فی الحال تم میری محبت کی نشانی اپنی آنکھوں میں لال لہو لگا کر مجھ پر میری نکالت کر سکو۔“ ایک خوبصورت اور بے مثل کی آنکھوں جس پر سونے کا شیشہ چڑھا ہوا تھا وہ دل نے محبت بھرے انداز میں اس کی آنکھوں میں دھرتے ہو۔

”اللہ! اسی کو بخیر و برکت سے پہنچاؤ۔ یہاں تو میری زندگی بے پروائی،  
 ”نعم سے بھرپور ہو رہی ہے۔“ ایسا نہ ہو کہ میری زندگی میں اس کی اہمیت نہ ہو۔“

”مگر میں کسی نے دیکھ لیا یہ کچھ تو میں کیا کہوں گی۔۔۔؟“ سب دور پر بٹان لگا ہوا ہو گیا۔  
 ”مگر کیا کرنا ہی اللہ ہی میں ڈال دے گا۔ کسی کو دھانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔“

”مگر میرا دل چاہے کہ بار بار اسے دیکھوں۔“

”میرٹھ میں تو اب بھی بسک آؤں گے، بسک آؤں گے۔“

"خیر یہ نے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔ دوسری انگوٹھی! اچھے سے اتار کر اپنی انگلی میں ڈال کر چمکا جاوے  
"تکریم زور نہ لگائی ہے۔۔۔۔۔ منہ باری ہو کر کھینچ کے تو قرآن پاؤں کا آپ کا"

”میں بھی نہ بڑی طرح اسے اپنی الماری میں چھپا دوں گا اور وہ قاتل اس سے بائیں نیا کھولے گا۔  
 باز گفت نم سے دل میں بھی غموں کردگی۔“

”میں نے اگر پوچھا تو میری انگلیوں کہاں گئی تو میں کہا کہوں گی..... بہ بڑا بڑا ہونے کی خوشی نے مجھے گنڈے کی خوشی“

”خداوند کوئی بھی پہنانا... تمہارے پاس کوئی بھی تمہاری انگوٹھیں ہوں گی۔“

”اپنی قوم کا میرے پاس نہ بہت بڑا اسٹاک ہے۔ پر قوم کو جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس پر کیا غور کیا؟“

ہے۔ اس کے چرچائے سے مجھے بہاری ہیرو نظراۓ کی۔  
"فحک ہے" منو مادی سے مسکرا دی۔

"چلو مہربان! آج ہمارے گھر گھڑے کی سواروں کا کھانا ہے۔"  
 "ہاں چلو۔۔۔ دو بچوں کی طرح خوش ہوگئی۔"

عدلی اس کا برس تھا سا ہوا آٹھوڑے کے یکجہ یکجہ چل رہا تھا اور پھر دس نے کمال نہ رست سے ہا،  
خوش اس کے برس سے ازوالہ۔

اور اسٹی مسکرائی مٹو کو زہنی شکست دیا کہ عدلیہ ان کے ماتھے کیا لہجہ غلیل مٹا ہے۔  
☆☆☆











”اے بھئی! کا سکتا ہے اور نہ سکتا ہے۔“

تب عدلین اپنے آپ میں مل جاتے اور لوہوں سے بھاگتا اور منو کے  
اُس نے ہر ایک کی اصل کو چھوڑ کر دیا۔

اب وہ لائن میں بیٹھی محنت سے آنسو بھرا دیا بھی۔ اس کے

جسبہ مجا اعلیٰ سے اسی کی خلافت ہوئی کی اسی کی پر  
اور اگر کے ملا متین پر چلائی رہ جاتی تھی۔

پیارے محبت کے نام پر کیسے کیسے فرائز کھاتے ہیں؟

یہ سچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنے لیے ایک خاص کام دیا ہے۔ اگر وہ اس کام کو نہ کرے تو اس کا دل بے چین رہے گا۔

સાચું

کبھی نرم تبیعی گرم..... نرعلی کی گاڑی چلنے لے لے کر  
 لے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس کو لے کر چلنے جاتا۔ گھر میں سب کچھ

جے پرواہ تو انگریزوں کو نہ کی گئی۔

آج پورے وقتے بیدا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ دلوں۔

اے حاضر روئے غی پرانا، مجھے محلِ شایعہ ہمارے قلاوڑ

لریں گے۔ وہ سردی کے بچوں کو چھٹی دیں گے۔ نہ ہمارے

”کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ..... بچے کوئی قاضی کا  
بھائی نہ ہو گا۔“

”دیر کا لفظ صرف میرے ہی ساتھ کیوں لگا ہے۔ سب لڑکیاں کیوں لگے؟“

”میرے قریبی دوستوں نے کہا کہ میں نے اپنا مکمل معاوضہ کر دیا ہے، 30 چاروں  
’کی قسم کا کوئی نقص نہیں ہے۔“

”تو پھر کس میں خرافا ہے؟“ اشرق کے پوچھا۔

”مجھے معلوم ہے تمہارا لفظ ٹھیک ہوں۔ مجھے کسی ڈانٹ

منزلہ ملی خاں کے ہاں فیضیہ دہلی ایم ایس کی تعلیمی کمیٹی اور گورنمنٹ ایکڈمی سے ان کے اس اہم علمی سفر کی مسز نے اس کا داخلہ ایک مبرا تحریر کر کے ملکہ کو یاد کیا تھا جس میں اس نے دعا کی وہ خود لے کر آئے اور چھوڑنے والی تھی۔

کشمیر اور تاجکستان کی لڑکی اپنا احتساب ہی نہیں کر پاتی تھی کہ اس سے کسب اور کس کا غلطی ہوئی تھی؟ ہر

اے ورغاب! میں اس خرم کی خبر پہ لڑے ہو۔ میں ناچو رہی تھی، اٹھا جا کر اسے مے کے سردار کی خبر پہ لڑا تھا۔ مجھے مظلوم اور مظلومی خاطر بھی لڑا تھا۔ یہ لڑا کیسے اس کی ماں نے اس پر غم کیا ہو۔

میں نے دیکھا کہ اس نے میری طرف سے ہاتھ پکڑ کر کہا: "میرے پاس آؤ، میں تم کو اپنے گھر لے جاؤں گا۔"

”معاذ اللہ! تمہاری خاطر میں الزام رسولوں کا نہیں اٹھاؤں گا۔ ختمِ حق تعالیٰ رہتا..... مجھے جو حال میں تیار ہو، خود بخود آجائے گا۔“

محبت کرنے والوں کے سروں پر ایسے ہی خاک و المی جاتی ہے۔ میرے رفیقِ تحریک کہتے ہیں پاکستان مسماۃ ہے اور نہ عزت۔ تم میرے پاس دھن آ جاؤ اور اپنے بڑے لڑکی دیکھو جمال نرمد..... تم میرے لیے تو محبت کرنے لگو۔

میں رسوائی نصیب ہوئی ہے جو تھوڑی خاطر مجھے قبول ہے۔ میں تمہاری اماں کے ساتھ ایک لفظ نہیں بولوں گا۔  
اس وقت خالہ کے ہاں بیٹھی دو عدلیہ کی باتیں ہی سوچ رہی تھی۔ اس کا معمول ساڑھن بج گھڑ کے ۱۹

اے اے اس سے اس کا موبائل بھی لے لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عدیل نے اس سے دوبارہ رابطہ بھی نہیں کیا تھا۔

مکمل ہوئی اور تمام نرسری پر جو پختہ ہو چکی تھیں وہ بھی لکڑی کی کرپٹ پر پیش ہوئی۔ کرپٹ پر ماسو داغی مینا کی کام  
 اجڑ کر گیا تھا۔ دو گھنٹہ پر غور ہو کر تو کی لکڑی اسکی سے چھوٹ گئی تھو۔ دو دنوں میں باسکٹ بکڑے تھے۔

”واٹس! ہم صاف کروائیں..... ہمارے پاس بالکل صاف کرنے کا بہترین پاؤڈر ہے جس کا پانچواں

میں نے آپ کو گویا کہ: ہماری کھیتی کا یہ پانڈوڑا سبھی ترپیں، سستا کیڑے، کھڑوں کے کھلنا تھے کے لیے ہے مشہور ہے۔“

منوچہر نے سے عدلیہ کا اصل روپ دیکر حیرت مانی اور اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نکل نہیں سکا۔

”میں تمہاری آپ تکس تو نہیں آپ کے ساتھ باجوڑ و ملو مغر و صاف کر کے کو کھڑوں؟“

”ہاتھ روڑ صاف کر کے نہیں دکھاؤ گے تو.....“ وہ آخرت بولی۔

”تم جس پیشی کی بات کر رہے ہو اس کا تزل زل غیر مراماں ہے جو تم مجھے جھوٹے اور فرلائیے اور جھوٹے

بھینسی

کے کچھ اولاد نہ چل سکا۔ اب یہ نہیں ہو رہا۔

”وہاں تک تو میں رہ گیا ہوں۔ وہ کچھ لڑتا ہے۔ سو ہارنا مجھے اولاد سے ضرور ہونا پڑے گا۔“

”اس خرابیوں میں سے کچھ پانی نہ۔ مجھ سے ہونے والا ہے۔ کوئی چیز کچھ ٹھیک ہوگی۔ تم اسرار دے گی۔“

”آپ اس کیوں بول رہے ہیں؟“ وہ وہاں ہی ہوئی۔

”مجھے امید ہے کہ یہ سب اب۔۔۔ وہ کچھ سامنے لے کر چلی سے بڑا۔“

”ابنا ہے جو ہوئی ہے۔ کچھ لڑنے لگا۔“

”مجھیں بہانہ دے گا۔ پانی نہیں ہو سکتا۔“

”یہ سب کچھ کیا ہے۔۔۔ مجھ کو اس کے اپنے ہی نہیں رہے۔“

”میرا بچہ برا ہی ہوگا۔ اگر میری اولاد ہوگی تو میرے ساتھ ان کا نام دھان منے جائے گا۔“

”اللہ آپ کو سلامت رکھے گا۔ کیا میں مت کر رہی۔“

”فرح! کچھ بھی نہ کرنا۔ یہ کچھ ہے۔ شادی کر کے میں نے اپنے ساتھ کوئی بڑائی کی۔ تم میرے ساتھ ہی

رہاؤ۔ اپنی ہوئی۔ شادی سے میری شادی ہو جائی تو آج کی دوسری شادی سے نہیں ہوتی۔ یہ سب سے بڑا ہوتا۔“

”نیکو! شرف! اس پر کیا نہیں ہو سکتی۔ جب میرا بچہ آج آپ کے ساتھ تھا تو میری شادی کسی دوسری جگہ

کیسے ہو سکتی تھی؟“

”میں جانتا ہوں شادی کچھ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔“ شرف کو آج اپنے ساتھ ساتھ فرح کے اوپر بھی دوس

آ رہا تھا۔

فرح ساکت سی شرف کو دیکھ رہی تھی کہ آج شرف کیسے آپ کی بات کر رہا ہے۔

”فرح! کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کچھ لڑنے والا ہے۔ دوسرا شرف نے اس پر ایک دوسری بھری ڈال کر کہا۔

”خدا کے لئے یہ سب ہو کر رہتا ہے۔ اپنا بڑا بڑا ہی جانتا ہے۔“ شرف نے کہا۔ ”شرف کوئی بھی ڈانٹ کر

سوچ کر شادی نہیں کرتی کہ اس سے ملتی ہوئی۔“ بلکہ میرے ساتھ میرا ہی جانتا ہے۔ دوسرا شرف کوئی بھی

دیکھنے کے قابل نہیں رہوں گی۔“

”نیکو! اس لیے جتنے جتنام کرنے کے لئے تواری طلاق دینا چاہتا ہوں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ شادی کچھ

شادی کر کے اس کے اوپر بھی اپنے پہلے بیاہ کرنا ہے۔ اسے تو نے اپنی دوسری بھینسی میں شادی کر کے کھا کھا کر دیا۔“

”نیکو! طلاق۔“ فرح نے کہا۔

”شرف! میرا وہ شادی سے کوئی نہ تھا۔ میں نے اور میں بھلا اس سے شادی کرنے کے بارے میں کچھ

سوچا۔ لیکن اس شادی اس کی بیاہی ہی ہوئی ہے۔ اب اس کی اپنی طلاق ملے۔ اب میری اس کوئی کچھ

نہیں ہے۔“

”شادی کچھ سے بہت محبت کر رہے ہو۔ کچھ سے دوسری شادی کر لے گا۔“

”میں نہیں کہیں اس سے شادی کروں گی۔ کچھ سے اب اس کا ساتھ نہیں چاہیے۔“

”میرے ساتھ رہ کر بھی کچھ کا بل رہا ہے؟ یہ تو اس کی بھینسی ان کی بھینسی تھی۔ ان کی بھینسی تھی۔ اس سے

لوہا زب سے ساتھ بھلا کون بڑی خوش رہ سکتی ہے؟“

”مگر میں توئی ہوں اور شرف! کچھ سے محبت کرتا ہے۔ تو میرے ساتھ رہ کر بھی۔۔۔ میرے نام سے میری

نہیں۔۔۔ دیکھو یہ اپنا نام کچھ سے کبھی مت بھیجنا۔۔۔ اب فرح شرف کے دلوں پر کچھ سے بھینسی تھی اور

اب شرف نے اس کو دلوں میں شادی سے قدام کر دیا تھا۔ اپنی دلوں میں بھینسیوں سے اس کے آس پاس کچھ

نہیں تھا۔ یہاں سے کچھ سے لگا رہا۔

☆☆☆

نیکو! اس کی بھینسی کھانا سارے کھانا۔ وہ کچھ سے کچھ سے آئی تو سارا آئی ہوئی تھی۔

”اس سے۔۔۔ تم کب آئی ہو؟“

”اس کی آئی ہوئی تھی۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”نہیں! بھائی! اس سے کچھ نہیں لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”ابنا ہے! اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”نہیں! بھائی! اب میں کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

”اس سے کچھ لڑائی۔۔۔ اس کی بھینسی کھانا۔“

☆☆☆

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

مختارہ بی بی

”سب کی جیب سے ہی برا بھولا ہے۔“ فیروزہ فقیر آئینہ لہجے میں بولیں۔

"نہیں اس توڑ پھوٹ میں ہیں۔! کل بھی کچھ نہیں کرے وہ آج تو خیر نے بے لوثیہ کتاب بنائے ہیں۔"  
 "وہ دیکھئے آپ کو دل میں کچھ کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔  
 رات کا کتا بھی اس نے مرانے نام لکھا۔ عشق کی نماز پڑھا جب وہ اپنے کمرے میں آئی تو وہ بظاہر بے بسی  
 لہجہ تھا مگر چہرے پر غمگیناں تھیں۔  
 "پیارا کتا اچھا ہے۔ اب دیکھئے گا اس میں کچھ کی شادی کتنا ہے۔ یہ ہوگی" اس نے اُسے پر ہنسر  
 کر دیا۔

"ان حد تک؟" اس نے اپنے حیرت سے پوچھا جسے وہ کسی دوسرے کا تذکرہ کر رہی تھی۔  
 "اُسے کا حد تک۔" کتنی اُسے سزا کر کہا اور اس نے اس کے دل سے مر لیا جیسے اسے ڈرا سے لے  
 لیا ہوئی نہ ہو۔

"تم نے لی آئی؟" اس کے کمرے میں سے محبت آ کر کچھ میں پہنچا۔ "نہو! مجھے تو یاد کر لیا بات ہے۔"  
 "کئی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اور میرے لیے تو اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔"  
 "اس بات کی آپ کے لیے کئی بات نہیں ہے تو میرے لیے بھلا کیا ہو سکتی ہے۔ تاجیہ! الٹی کڑی  
 ہے جس نے آپ کا چہرہ بھر کر ہمارے چہرے میں خراں دیا۔ مگر کیا ہے؟"  
 "نہاں۔۔۔ کونسی کوئی بات نہیں۔" کتنی نے قدرے سہجے کر کہا۔  
 "نہو! آپ کو میری تم آپ مجھ سے تو نہ بچا سکتے۔" کئی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔  
 "نہو! رچ پورٹ۔ جس کے بارے میں میں نے تم سے کہا تھا۔۔۔ چنل میں کہیں کھوئی۔ وہ کھوئی  
 ہو گئی۔"

"تو کب؟" اس کا لہجہ اعلیٰ تھا۔  
 "پورٹ میں تھا۔ اب تم بھی مال میں نہیں ہیں۔ کونسی جگہ کیس ہو گئی جس میں بیٹے ہوئے  
 بے گناہ بچے ہیں؟"  
 "کئی کے دل میں بازو اس کے شانے پر اچھے کھے کھے ہوئے صحتی کی طرح لپٹے  
 گئے اور اس کا سر گھٹنے گھٹنے کھٹکوں سے جا لگا۔  
 "تم اس کی وجہ سے نہیں بنا آگیا۔ چنل ہوا تو کمر پر پڑی ہو چلاؤ گی۔"  
 "نہو! کڑی پر پڑنا ہی بات نہیں ہے کہ وہ۔۔۔ آگن میں بھی پھول نہیں کھینٹیں گے۔ اور جو پہلے وہ  
 آگ میں بھی دھیرے کی بات نہیں ہے چنل ہو گئی تھی۔ کونسی صورت ہوئی ہے؟"  
 "نہو! میرے لیے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ داروگ اب سے ہیں کے باں اولاد نہیں ہوتی ہے۔"  
 "کونسی جگہ وہاں کی جگہ کے لئے۔" اب آنسو اس کی آنکھوں سے نکل رہے تھے۔  
 "پہنچا جیسے بھول گیا۔"

"نہو! اب میں فری سے اجازت دے رہی ہوں آپ دوسری شادی کر لیں۔ برائی جان کے آپ کو اکوتے  
 لے لیں۔ ان کے اس بات کا خون نہ کریں۔ جو خواب وہ آپ کے حوالے سے دیکھتی ہیں انہیں پورا ہونے  
 دینا۔ اگر میری قسمت میرا دل اور ہوتی تو تمہارے خیال سے یہی ہوتی۔ میں تمہاری اصراری میں بے حد خوش

وہ کچھ پروردگار کے سوا بہار کی جگہ کر دیا۔ کچھ اور سوچ رہا تھا۔  
 یہ خیال ان کو پہلے کیوں نہ آیا۔ وہ تو جھپٹیں سے آئے سوچتے تھے وہ انہیں۔ اپنی کایہ کس کا نہیں؟  
 تو ان کی سبک کر گیا تھا۔  
 "یہ ہوئی اس بات۔" خوش ہو کر انہوں نے الزو اپنے ہاتھ پر ہاتھ ملا کر بے اختیار دھمکاکر  
 پڑیں۔ ان کی کئی کی آواز پر اب کمرے میں بیٹھنے پر دھمکے کا توں تک بھی نہیں۔  
 "اچھا! تم بہت۔۔۔ وہ دھمکے سے بڑا ڈر رہے۔"

☆☆☆

محبت لاشعوری جہ سے دور ہے قوی اس  
 کر اس کے سامنے سب سے سردیوں میں رہے ہیں  
 وہ بہار کی غصہ صورت شام کی سوئے اور چنل کی کو خوشی پر اسے کئی بھی نہیں خوش رہا۔  
 میں ہنسنے ہوئی کو بیاں تک رہی گی۔ کتنے کے آنے سے پہلے اس نے کئی میں چائے کا سا دان دکھ  
 چنل پر زور سے اس نے خود چائے تھے۔ اس پر اور ذوق ہوتا تھا۔ وہ کتنے کے آنے سے پہلے چائے کی شکل  
 رکھتی تھی۔  
 "نہو! زور نہ چڑھو۔" چوبیس تک گھر میں تھا تا جاتا تو کئی اس کے آنے سے پہلے چنل کو کپائے کی شکل  
 کر کے اس کا انتظار کرتی تھی۔  
 "میں میں چنل کے کپائے اس چنل کر شام کی چائے سے اسے اچھا لگتا تھا۔ تمہارا فہم جب چنل کی شکل  
 کو دیکھا کرتا تو اس کی جس کی اڑ چلا کرتی تھی اور کتنا بہت اس کے کپائے کا احاطہ کرتی۔  
 "نہو! آج تو وہ چہرے سے کئی بہت پروردگار میں ہوا تھا۔ پانی کا گلاں دیتے ہوئے اس کے ہاتھ  
 نے برف کیس لکھا تھا۔

"میں نہیں کرا کرے میں؟" وہ کتنے کی جانب سے ہوا ہوا۔  
 "پہلے چنل کی ہیں۔ میں اب سے آپ کا کتا کر رہی تھی۔ لا! میرا کتا اس کے کپائے پر چا گیا  
 "سر میں خند دے۔ کچھ سوچا۔" کتنی نے ہاتھ پر اسے کھینچ لیا ہوا۔  
 "پہلے آپ چائے چنل دیا۔ کچھ میں کئی چنل کر رہی ہوں آپ کے سر کا درجہ ان میں  
 ہو جائے گا۔" اس نے کئی جانے ہوئے کہا۔

"جب وہ کئی بڑے سا کتا چائے وہ کتنے کی بات تھا۔ چہرے پر پریشانی کی تمام گہرائی میں تھیں  
 "نہو! آپ کی طبیعت تو کچھ ہے نہں۔۔۔؟"  
 "ہوں۔ میں کچھ ہوں۔"  
 "چہرے پریشان کیوں ہیں؟"  
 "کئی میں پریشان تو نہیں ہوں۔ تو وہ میری سزا گیا۔  
 "کئی کوئی آگ میں بات ہوئی ہے؟" وہ اس کے سامنے ہی کھنکھاتی رہی۔  
 "نہیں۔۔۔ وہ ایک گہری سانس کے کر ہوا۔  
 "تو کچھ آپ سے پریشان سے کیوں ہیں؟"

میں نے کہا: "میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں اپنے لیے ایک اور چیز چاہتا ہوں۔"

اللہ! مے ساتھ کس ہوتا ہے؟" اور اسے آپ سے پرچہ ہاتھ لے کر کوئی بھی جواب اسے سے حاضر

فلان نام ہائے کے لیے اس نے بھری اسی کار جو اس نے خود میں لیا۔ اب جو جیل اس کے سامنے آیا غار  
 میں اس نے اس شخص کو بلانے کے لیے کہا کہ اسے کی ماسٹ سے گیت گانے چاہیے تھے۔

ہال، تھوڑے سالانہ تھیٹروں کو دیا جاتا تھا۔ آخر میں جھڑکوا دیا جاساں یہ تھیٹر کے طور پر کہا کہ یہاں تھیٹر آتا ہے۔ یہ ہے جو تھیٹر ادا کرتے کے معاملے میں ان کا کام ہے۔ ہوں مگر ان کا یہاں کا بھی سنا ہے، اور پھر دوسرا تھیٹر، ان کے لیے بھی ان کے لیے تھیٹر ضرور ہے کہ ان کے لیے بھی ہوگا۔ کبھی کبھی تھیٹر میں تھیٹر کو بھی دیا جاتا ہے۔

”نہ! اس کے لیے ہوش کرنا کہ اگر وہ خود جانے کہہ دے کہ اسے کس نے مارا ہے تو اس کی کیا ضرورت؟“ جمال  
 نے ان کے ہاتھ سے ان کے گال پر ہاتھ مارا۔ ”اب جو جیل میں اس کے ساتھ آئے گا وہ اس کی کھینچنے کے لیے تھا۔  
 یہی وجہ ہے کہ اسے اس کا ساتھ ہے۔ گتے میں بیٹھ رہے تھے۔“

اس لئے نہیں کہ جو سے آٹھ تک محبت کے اعتبار کا نام..... جو دردی کے لئے: "ابج اس خیال پر

اگر یہ لکھ کر دیکھو کہ جو کچھ لکھا ہے اس میں کون سی باتیں ہیں جو اس کے لئے ضروری ہیں۔

بھئی بھئی ہو رہی دلہا میں نکلاں جا رہا ہے

بھی کہیں بھی محبت نے ماتہ دی ہوگی

کیمیا، جیسی کہ ان کے دھڑکنے کا آخری موسم

نہارے دل میں ہو گیا کوئی ارمان

در سرد چائمنی راتوں میں سو گیا ۱۱۶

نہارے حاذر محبت کے تار چب گئے

ملین کا کہتہ ہے اسرائیل میں کھو گیا آگ

میں نے کہا: "میں نے یہ سب سنا ہے۔"

نہا رہے چاکلے کھانا، پھر کھانا کھا رہے ہیں۔

نہاڑے اشک ستاروں نے جن لے ہوئے کے

نہارے غلاب نظاروں نے میں لیے ہوں گے

یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تمہارے دل کا قہر

کھجاری زیت کی رائیں سے مہیہ کیا جاتا

ہوں ان کو کاغذ ہوا ایک خود ہی خود رہے مگر میری زندگی میں یہ خود ہی کوئی غلام نہیں ہے کہ اس کی زندگی کا لفظ  
کی بہت بڑی قسمت ہے اسے خوش ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کھانا کھائے کہ اس کو کھانا ملے۔ یہ میرے رب نے مجھے  
کہہ دیا ہے۔ میری وفات سے بارہ گھنٹوں سے پہلے انہیں دیکھ لی کہ جتنے بھی اس میں ہیں ان کی  
مصلحت ہوگا۔

”کبھی قصہ تیرا آپ پر نہیں ہو کر بھی اٹھا پریشانی ظاہر نہیں کرتے۔“ ہمیں نے فدیہ کی رولوں اٹھایاں آنکھوں سے لگا کر دے کہا۔

”میری بریت فی سہاری وہ ہے مٹی میں لٹک جاتا تھا کہ جب تجھیں حقیقت کا علم ہو تو تم کھیراجاؤ۔“  
اسی مکتوب میں تھا تجھیں بتاؤں یا نہ بتاؤں؟“

”نہید.....! میں آپ جیسے خوشے والی نکسوں۔ میرا تو چڑا کا سالہا ہے نہ اسی بات پر ہم بچپان کو ہے اور یہ پھر بہت بڑی بات ہے۔ ہرمانی جان کو معلوم ہو گا کہ وہ آقا انیسواں کے مسند پر بیٹھیں گی۔“

اور اُنسو بہا ہئی تھی "نہد کے حجرے کو دیکھنے لگی جراتی پردوں سے اس کے اُنسو جوں رہا تھا اور جس

چراغِ چراغ کے لیے صرف محبت ہی محبت کی۔

جاء في نسخة أخرى: "وكانت له في ذلك الوقت من العمر سبعون سنة".

مل کر بات نہ کرنا، حال کو اپنی کمزوری کی جانب سے کافی مہم سہا حاصل نہیں کرتی، گاڑی الٹا کے تصرف میں غلطی مرتبہ ہوتی ہے، اس لئے کہ اس کی طرف سے کیا ہو چکر ہو جاتا ہے۔

رجع یہاں اُس بہت خوش تھا۔ چھٹوں کھڑکی میں کھڑے ہو کر باہر کا خوبصورت منظر دیکھا کرتی۔

ان کی امی کا بھی یہاں ذکر ملتا ہے خوش فضا۔ جلدی ابن کا یہاں پاکستانی مسلمین سے ملنا جاتا بھی ہے جس سے مضمون کے ابام خوب گہما گہما میں گزرنے کا بھی یہ بزرگ نہیں چلے جانے تو کبھی ہون کے جاتا آ جاتا۔

رجع اکثر کہنی "پاکستان میں رہ کر انہوں نے اسے اچھلتا چلتا نہیں تھا، جتنا ہے ان کے یوگیا تھا۔"

جمال گو، اپنی مس، مین کو خوش رکھ کر خوش ہوتا۔ ان کے حاشے خوب ہوتا ہوا عکرات کو جب بستر پر لی  
تھیں کی ماحول شہوت سے فانی کہ در از خود رہتا ان ہو جاتا۔

ایسا لڑکی جس کی شادی ہو چکی ہے اور اسے گھر میں ہے حد خوش خیم بھی ہے تو اس کو پر کر نے نہ

رواج ہے کہ جتنی پابندیاں عائد کرتے ہیں اسی درجے کے خیالوں اور خواہش میں دھرم اور کرم پیدا ہوتا ہے۔

مختلف محضو پیک کیے۔ کسی بھی پیکل پر ان کی ہنسد کا کوئی بھی ردِ کار ہوا۔

[illegible]

مسند پر نکلے ہیں بھائی ہوئی۔ کھیرا کر اس نے اپنا سر اونوں ہاتھوں سے غلام کیا۔ اب اس کی باریں جھپکا







اب اس کی دوست سے بچ کر کہا۔ "اگر ایچ وک ڈی جی چلا آئے، سو بے خوش ہو گئی ہے۔"

☆ ☆ ☆

میں نے سب کے ہاتھ میں دیکھی صحت کی تحریک  
کون کہتا ہے یہ دماغ بچہ کے عقل میں

اور آخری۔ اپنا دماغ ایسا کرنے میں کامیاب تھا۔

خارجی میں ساری کڑواہٹوں سے چیک اپ کراتے ہوئے کمر آئی کا پانچ ایک ہر جملہ جی جی وہ لیتے ہوئے ہیں  
مگر سارے اسے دور کی باتیں یاد کر کے چھٹنے پر بخیر کر رہا۔

"ہلایا اس وقت میں جی جی مگر بلال مارے پھلے ہوئے۔" سارا کئی صورت میں نہ سانس چاہ  
ہی کر رہی تھی۔ اور اس کی جی جی بات متاثر نہ ہو رہی تھی۔

اس نے آپ کو جی جی جی سے ملنے کے لیے صرف سات ماہ بھگایا بلکہ شادی کیاب اور ساری جی جی کر رہ  
ہے۔ سارا کی سانس اس کی جی جی پر تھی جی جی۔

نئی اچھا لگتا ہے سب سارا سے پاس آئی ہے۔ میں نے اس کو دیکھ کر ساری جی جی ہوں۔ یہ تو کچھ لگتا ہے  
اگر سارا کی سانس آئے ہے۔ اس نے لگے لگے کہ ساری جی جی سے لگے آئے جو۔۔۔۔۔ اور لگے آئے جاتے ہے

اگر سارا جی جی ہوتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"مگر سارا آپ نے سب سے لطف کر دیا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"یہ تو کچھ لگتا ہے۔" میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

اچھا لگتا ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اسے سارا کی سانس لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"میں نے سارا کی سانس لگتی ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اب اچھا لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اچھا لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اچھا لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اچھا لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

"اچھا لگتا ہے۔" اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

وہی سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔

مگر وہ سارا کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔ اس کی سانس لگتی ہے۔





بہائی بہن جب کالج سے آئی تو حسن نے اس سے بھی کچھ کہا "ماشاء اللہ یہ فیہ یثیق کا شکار ہیں۔ تم ان کو  
اچھے سے یاد رکھو اور دیکھو وہ کب تک سنبھل سکتے ہیں۔"

اس روز بھی نیا کے ساتھ کچھ کچھ ہو گیا۔ لیبر سے آئے والا برفان حسن خودی و مہربان رہا۔  
اب فریاد ہمارے خون نے حاشی پر پھیل گیا تو حسن کو ان سے کہنا پڑا "بلکہ اگلے آپ بنا کر  
اپنی زندگی کو پیش کر دیں۔ ہم بہن جی جانے کو اپنے والدین کے ساتھ سکون سے رہتے ہیں۔ میری اماں اس  
کار سے ہمیں راضی نہیں ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ میں جی جانے کے لیے بھی ہر محنت کا سبب بنے۔ اگر  
آپ کوئی کرنا چاہیں تو خود اپنی شہادتیں جانیں کہ آپ کو کم از کم ہمارا کوئی "مکرمات" کے بعد سہاگن اور گھر  
نہیں بھراؤ حسن نے تھوڑی کراد ہے۔

اس فریاد سے نیا سے بھی کوئی تامل نہیں کیا۔ فریاد کے ایک چھوٹے سے خون نے وہ کام کر دکھایا جس  
نے اسے جانے کہوں کا شیرازہ دیکھ کر اسے سدا کے دروازے۔

فریاد سے بعد کوشش نہیں۔ طبع اچھا کار کا پیرا اور خوشی کی ہر بات سے جھکا کر اقبال اور دوسری صورت کو  
بھارت کے تاریخ میں جانے والی ایک خوشی کی روایت کی یاد میں پھر سے نکلتی ہے۔ یہی حال اس وقت فریاد کا اور  
اس کو اس میں نہیں مل رہا تھا کہ سب میں اعلان کرادیں۔ "مطهرات" ایسا جیسی پرکردار صورت کو اس کے بیٹے  
دل کو نہ نکال دیا۔ اسے اور وہ سب کچھ کہیں دور لگ گیا۔۔۔ اور اب اس کا فریاد اسے کوئی تعلق نہیں رہا  
۱۰۰ خانہ بدست کرنے والے کو کونسا مسکن کہا جائے گی۔

نئی کلا جو برفان کا پیرا کر رہا "آج میری طبیعت تھکی بہتر ہے کل تو اندر دھڑکتا کھانا ادا کر رہا تھا۔"

فریاد نے جان اور بھائی کی کڑی ساتھ لیا۔

جی سے کچھ شب کے بعد گھنٹوں سے خون پر بات کی۔ غصہ اور آج سے بھی ان کی خیریت ہو چکی۔ آج کو کو کچھ  
اگر ملے گی رات دسے ڈالنی۔ حکیم کی کچھ باتیں اس وقت ان کے گھر آئی ہوئی تھیں۔ ان تک سے خون پر بات  
لی ان کے گھر نہ جانے کی ضرورت تھی۔ یہ وہ کچھ نہیں مل رہا تھا کہ ایک سے اپنے بڑے بھائی کے  
نئی محبت سے اپنے بڑے بھائی کو نہیں مل رہا تھا۔ انسان انسان سے دور ہاں گھر سے گھر کو نہیں مل رہا تھا۔  
ہاں جاتا ہے۔ اب ایسا کچھ کہہ کر وہ اسے ساتھ ہو رہا تھا۔ لیکن اسے کیت کا شرمناک شرح تیا تو فریاد نے  
ایلا داد اس کے ساتھ چلا کر گئے تھیں۔ اور پھر خود ہی لکھنا لگیں۔

\*\*\*

مردمان کی بہن کی شادی ہونے والی تھی۔ ہر روز وہ ان کا پلٹا ای کے پاؤں پر ہاں پر ہاں تھا۔ کبھی وہ ٹاکو  
گھر پہنچتا تھا۔

محبوب میں تھنے والے والی لڑکی کی شادی کے کیت گئے جاتے تو وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتی۔ اس کا  
مہر کر کے والا حسن سب کو اپنی اچھا کرنا۔ ان دنوں سردھان کا بھائی داد لکھنے کی شادی میں شرکت  
کر رہا تھا۔ لیکن ایسا بھائی نہ تھا کہ وہ گھر سے ہواں سے ہواں ہو جاتی تھی۔

"ابا تمہیں میرے لیے کوئی ٹوپی نہیں ملے گی؟" اس نے سردھان سے کہا۔

"نارادہ" دے تو نہیں جانتے تھے چارہ کو تم نے دیا تھا۔ اور سردھان کو وہ بھی کسی سے نہیں ہوئی  
تو میں کچھ نہیں کر سکتی۔

میرے پاس بہت بڑا ہوتا تو اسے جان سے مار کر خود پھانسی چڑھا کر گھر کی مال کی عزت پر حرف نہ آنا  
وجہ۔ "حسن نے دیکھا اس کی ماں بیٹے بیٹے ہو گئے۔ اس کا رنگ خون کا دیکھ کر زور ہو گیا ہے۔ اس سے  
کہ وہ ہوش ہو کر بھائی اس نے اپنی ماں کو اپنے بازو میں شہ قتل کیا۔

"ہی۔۔۔ آپ اگلے بیٹان نہ ہوں۔ جن سے بھائی بیٹے ہوئے ہیں انہیں تو کسی قسم کی ہم کی پرستار  
نہیں باقی جائیں۔ اب میں آگیا ہوں آپ کے پاس۔ آپ کے ساتھ ہر کچھ کرنا ہوں گا۔ ماں بیٹے دھو  
ل کر خوب انجانے کریں گے پھر آپ دیکھ جائیں گے۔ ہائی کچھ ہائی کچھ جانتی کرتے ہیں۔"

"تمہارے پاپا نے مجھے سے وعدہ کیا ہے۔ میں مجھے کچھ کچھ جانتی ہوں۔ یہ نہیں بولا کچھ نہیں۔"

"ہی۔۔۔ آپ کا سنا ہے ہی ایسا ہے۔ انہوں نے بھی زندگی میں کسی سے ایسا کچھ نہیں بولا تو وہ  
سے کہے بول سکتے تھے۔ آپ کی عقلی رہی کہ اب میں ان ایک بھائی کو خود ہر روز ہر روز جانتی ہوں۔ میں  
تھا ہی نہیں۔" اس نے اس کا طالب علم تھا اس وقت اس کی تھی ان میں کوئی بھی نہ تھا۔ بول گیا وہ ہاتھ اور  
کسی معمول کی طرح اس سے سامنے بیٹھ گئی۔

"ای ا آپ سب میں کچھ جانیں۔ بہت بہت کرتی ہیں۔" حسن نے پوچھا۔

"ہی۔۔۔ اس میں پوچھنے کی بات ہے۔"

"آپ نے پاپا سے کچھ بڑھ کر کہا ہے؟"

"ہاں۔۔۔ کی ہے۔"

"تو تمہاری بہن کی بہن اور اپنی جان اور اپنی جان سے بھی زیادہ۔"

"ہوں۔۔۔" نیا نے ایک کچھ سانس لی۔

"ایک بات کہوں اما۔۔۔ اگر آپ کو پتہ نہ ہو۔۔۔"

"تھو۔۔۔ وہ سب سے کچھ نہیں بولی۔"

"آپ اپنا کو سنا کر دیں۔ میں جانتا ہوں ان کی کچھ خصوصیت اور کچھ نہیں ہے آپ کو یہاں دیکھا ہے۔"

نیا نے اپنے آئینے میں اس اور اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ حسن نے بھی اسے خوب رونے دیا تاکہ  
دل کی بھڑائی نکل جائے۔

نیا جب خوب رو کر بھائی بھائی آواز میں ہوئی "میں تم سے بڑھ کر کچھ نہیں کر سکتی۔ میری عزت کا  
نکال دے۔ میرا بھائی کیا ہے۔"

"نکال دے۔ میرا بھائی کیا ہے۔"

آپ اپنا کو سنا کر دیں۔

میں نے اپنی دھڑکی

اپنے لیے نہیں کر سکتی۔ اب ہوا سنا کہ اب میں اپنے لیے چوں کی تو یہ کیا تھی۔ شاید میری سوچ ہی تھی

فریاد کے کچھ میں بھلا کر پھینکے گا۔

حسن نے ان کی ہر بات کو بھلا کر فریاد کے کچھ میں سے کچھ نکال دیا۔

ایک ماہ میں کچھ کر لی گئی ہے۔ اس لیے اب وہ ایک ماہ کے طبع میں اس کے ساتھ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ

اس وقت اس کو کوئی سکون کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی میں شہ فی ضرورت ہے۔







بات سننے کی ہار ہار کر  
عین خزاں ہوں مجھے ہمار کر  
زمین دھوپ میں گزاری ہے  
اب تو سائے سے جستجو کر

طاہر ابی اپنے بیٹے کو بلاتی تھیں۔ ان کے سر پر بے میوہ بہت کی دو رنگی رنگی تھیں۔ کمرے کی چوڑی تختہ لٹا رہی تھی۔

طاہر ابی کے پاس مقصوم کی بیٹی تھی۔ وہ وہاں سے ہاردار آکر تھیں۔ مگر گزری تھی۔ دھان صاحب اور ان کی بیٹی مقصوم کے گھر میں موجود تھیں۔

”طاہر ابی کی طبیعت عجیب تھی۔ ان کی خراب ہوگی اور تم نے انہیں ٹانگ نہیں۔ اور آج تم دن بھر نے انہیں دیکھا ہے؟“

”ہاں ہاں! اگلے کل کی رات 2 بجے یہ بے ہوش ہو کر بیڈ سے نیچے گری گئی تھی۔ میں نے پڑوسی کی آنکھ کو اٹھا لے جو غبر نے گاڑی لائی اور وہ اسپتال لے گئے۔ وہاں جا کر ٹیسٹ وغیرہ ہوئے تو معلوم ہوا۔ ہارٹ کی بیماری تھی۔ آج پھر میں روڈ کی صفائی تو کر رہی تھیں مگر مجھے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کی آنکھ طبیعت خراب ہے۔“

”ماہی! اب سر جی کی بیوی اٹھ اٹھ ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پانی اس کا تھیں گے اور۔۔۔۔۔“

”میں نے کہا تھا آپ پریشان سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ چھٹی زمینی ہو گئی وہ ہر حال میں جوں کی۔ بس نکلا کا فرض پورا کرنے تو میں سے سڑکوں کی۔ امید تو تھی پڑ پڑائی ہے کہ کچھ کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔“ انہوں نے

اس سے کہہ کر ہاتھ اٹھا کر دیکھا۔

”وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ کوئی پڑ پڑائی تو نہ رہی ہے۔ پہلے آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی تھی کہ آپ کی

گاہیں پہلے پڑ پڑے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

”وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

”اگر وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

”اگر وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

”اگر وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

”اگر وہاں ہارٹ کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ تو آپ کو گھر آکر ہوا۔ میں خود کی اچھے سے سر میں سے بات کرتا ہوں۔“

مجھے کچھ تا کر کامل سلاطین کا ہے؟“

”ظفر مجھے کالی داڑھی سے آراستہ کرتا آج میں نے اپنے کانوں سے بھی لٹا لیا ہے۔ ظاہر ہے عمرزا ہوئی خواہ سورت یا نہ ہو۔ کچھ پتھر میں پھنس گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ میری جلد ہی ٹوٹ جائے گی اور وہ میرا لے اڑے گی۔ آپ ایسا کچھ کیجئے کہ آٹلی اگلے جلد ہی کر دیں۔“

”ابن آقا میں پہلے ہی کی دیکھ سکتی ہوں کہ انہوں نے صاف صبح کر دیا ہے۔ پتا نہیں انہیں تیر کر لیا ڈر کر کیا ہے؟“

”اٹلی! جو لوگ بچے بچائی کا ڈر لیتے ہیں ان کے دل میں تو کراچی ضرور ہوتا ہے اور اب یہ کچھ نہ صرف کی عقل اختیار کر گیا ہے بلکہ پھر بدل بھی دے گا اور ظفر! آپ نے اس سے پہلے کہ ہارٹ اٹھ جائے۔۔۔۔۔ آپ آپ کو مجھے دہرائی کر رہے گھر کے دھماکے۔“

”میری بیٹی میں تو نہیں آکر کر کے کر دینے کو دیکھو! کس مارے ہوں کہ میرے ہاتھ ہی ٹھنڈے سے ہاں ہوں۔“

”آپ کو یہ میں آپ کا ہارٹ ایک ہو گیا ہے۔“ چلائے چنگی بچا کر سرشار سے لہجے میں کہا جیسے اس نسل کا واحد ہے۔

”مگر مجھے تو نہیں ہوا۔“ (اب ان کے چہرے پر ہوا کی اس ڈرٹی شروع ہو گئی)

”کہنے میں ترجیح کیا ہے۔ اس سے آپ کی بات میں وزن ہو گا کہ محنت جس شخص کی استعداد کے ساتھ بیکار شخص کی اچھا پیشہ ور نہ لگائی ہے۔ پہلے پرانے بندھے مرنے والی کتے سے۔“

”اگلے تو نہیں ہو گئی ہے۔ یہ کی بات منہ سے کہنا تو ناقص ہے؟ اور اگر مجھے مجھے کہہ ہو گیا تو پھر۔۔۔۔۔“

”کیوں کی نہیں ہوں گی۔ میں خالص بات یاد ہے۔ کبھی کبھی میرے ہاتھوں میں ہونے لگے۔“

”مردوں کے مارے پھانسا کر رہا ہے ان کے میاں سے چاڑھ سال کے بھوت کو کچھ کھجور پٹیاں ہو جائے۔“

”سب کام چھوڑ کر ان کی باز گردانی میں جاتے رہے اور وہ سب کو خوب پس ہوا کہ کچھ کچھ لائی تھیں۔“

”کیوں نہیں لگتی تھیں؟“

”پڑ پڑائی میں کر رہے تھے۔ تاہم ان میں تو بھی نہ تھیں۔“

”ان کو نہیں لگتی تھیں؟“

”ان کو نہیں لگتی تھیں؟“

”جاں نساہی دار! مجھے کے لیے اپنا بچہ کے جڑو نے کسی گلیاں تک سے بک کر ادا کر دیا ہے۔ صاف میں ۱۰ روپے  
 ۱۰ روپے واپس لے کر جانے دے گا۔“

”اے اے اے“ جیلاؤ نہیں کرے تک پہونے بھی مگنی۔  
 ان لوگوں کے ساتھ ہی ماں بیٹی فوضہ دار کر گئیں! ماں نے بتائے۔ فقیہ ان کے وجود سے پہونے پر ہی تھی۔  
 ماں نے یہ دفعہ بتائے میں ان دونوں کو لنگہ حاصل تھا۔

”ہو کہ اسی قاتل کے ختم ہونے کا ارادہ کیا جاوے گا۔ مرنے والے کا معاملہ آگے بڑھا جائے گا۔“

”ابو ہریرہؓ کہتا تھا: ”میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتا تھا۔“

”نہیں! انا اس جرم کا سچا گواہ ہوں کہ اگر وہ آپ کے لیے جو چاہتا ہے، یہاں سے لے کر دوسرے شہر جا کر اپنے  
 گھر کی طرف لے جاتا ہے۔ آپ کی کہانیاں اچھی ڈرامائی تھیں کہ حارہ نے خاندان کو یہ یقین دہایا کہ وہ اس کا چکر کرے  
 جس کے لیے وہ اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر بھاگ گئی تھی۔“

”نہایت کڑی اور کھلم کھلا روکڑی اور اس پر مٹا دیا گیا جس کے بارگزارنے کے بخیر و شر میں جس سے ام کرکشی ۱۵۰  
 ۱۶۰ نہیں سمجھتے اور بدینہ زہر کرکشیوں، نجات دہندہ جلی قسم کے اباب کے مرنے سے پہلے جہلیں پہنچا ہے کہ اس کے گھر  
 کی بی بی سے سڑک منہ کی یہ انجیل ہمارے عام کردہ رشتہ کی تو بھیجی اس کی ہینڈل دے دو نہیں جی“۔

”خیر چاہتی ہوں کہ کل میرا بیٹا غما کرے آپ کا ہارٹ ایک کر دیا جائے وہ درجن انکسٹری کے لیے اپنی ٹیٹس دے گا۔“

”میں نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے کہا۔“

میں اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کر وہاں کھڑے ہو کر ہر ایک کے اگلے اگلے کو دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

[illegible]

انہی طائر بہت اچھے ہیں، لیکن بہت خراب رکھتے تھے مگر جب سے ان کے ہاں وہ چلا کر آئی ہے وہاں  
 ہمارے بھی ہندو گروے ہیں۔ میں ان کو رول تو بات کر لیتے ہیں، خود سے نہیں کرتے۔“

مزرطن لب ان کے اچھوڑنے پر ہنسی میں اور ہلکے زور سے کہنے لگے: ”ہمارے مگر کی خبر سنا  
 ہمارے اکلوتے بیٹے کی بیماری کی رحمن جس کو کچھ کریم خوشی ہو اور کیا کہے۔“  
 ”کیا تو مجھے اطمینان ہے کہ میری بچی اپنے خیر میں جا رہی ہے۔ جہاں سب لوگ اس سے محبت“

والے ہیں۔

”ہی! اب مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نا طبعیت ازخود ٹھیک ہو جائے گی۔ زپ نے حویلوں اور مجھے دیکھ کر بے بسی سے اصرار کیا تھا ہے۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا اور زپ میلے کی طرح ہو جائے گی۔“ جٹانے والے کے پاس

”میں جانتی ہوں، نہادہاں! خدائیں مجھے سزا دے دیں گی، خیر، یہ ہمارا ہی کام ہے۔“

”انشاء اللہ! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے جو دوا دیہ، یہی کی مراد کی ہے“ جیسے کہ جوہر سے منقول کر کہا۔

”اب ظاہر ہو گیا کہ کس کی شادی جلدی ہو رہی ہے ورنہ وہ تو ایک سال بعد کے منہ پر  
رجحان صاحبہ بننے ہوئے۔“

میرا انسانی العظیم دلی لکھی تھی۔ "جیلر نے حکم دیا ہے کہ میں اسرار کو کھلی کر رکھا کروں۔"  
 "اگرچہ انہیں کھلیں، مہاجرین کا روبرو یہ حدوتوں ہے اس کی پوری پڑھ لکھی ہو۔ جیلر کو ساری کے بعد چھوٹا  
 کا۔"

”آئی اے مجھے خود کوئی ہے پڑھنے کا۔“ بھانے نے اترائے ہوئے اعلان میں کہا۔ (رو کسی قسم کا دستک لپٹا نہیں سکتی)

جیلر ہیمن نے آنکھ کھینک کر دیکھا کہ وہ کمرے سے جا رہے ہیں اور اس کے جانے کے بعد جو لکیر۔

”تم تو سارا گیسو سے ہی بناؤ کیڑا کر پاؤں کی نمبری صحت اس وقت نہیں ہے کہ ہزار میں ہزاری داری بھر چکا“ ”نیا پ سے کہیں سے کھانا کھا کر پانی پلے کے لیے کچھ کریں۔“ ”موت سے نہیں ہے۔“ ”موت تو اڑا ہے۔“

”پھر بھی دل روا جاتا ہے کہانی سچی کے لیے کہہ کیا جائے۔ آج اس کے باب لاسرلی شاہی کے چکر دینے اور امریکا سے واپس آ جانے کو ابھرا کہ وہاں جا کر رہے ہوئے کہ بہت کڑی عیبوں،

دشمنوں نے بناؤ اور ان کی کشتیاں تھیں۔ یہ خود اعلیٰ کمانڈر اس لیے جو دریائے سندھ کے کنارے تھے کہ وہ اپنے  
 گھرنے آئے تاکہ وہ ہاتھ سب جانتے ہیں کہ وہ جہاز و منزلت کے پیش سے وہاں آئے۔ مجھ سے مشاوری  
 ان کے کتے اسکینڈل میرے سامنے آئے اور میں نے اسے شرم کے چپ رہا۔ ابھی ان کو یہ عزت نہ کیا۔

آج رازِ المیہ کھیل رہے ہیں اور ہم... ”انہوں نے آواز بکھری۔  
 ”چھوڑ یہ بھائی! اجڑوا سو ہوا۔ اب آپ اپنے گھر کی خوشیوں کو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ جلا کوسدا خوشی کا  
 سہاگن رکھے۔ آپ اپنا زعم خواہ خود ابراہامی کی نظر میں۔“

”خوبنہالی شہزادی ہوتی ہے اور سب سے بڑا کبوتر اس کی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ آپ کیوں شہزادی ہیں۔“  
 ”خوبنہالی وہ دھوکا نہیں کھاتی کہ مجھے بھلا نہیں پڑے گا۔“ کاٹھن میں اسے زہرا کے کھنکھارے سے  
 دل  
 ”خوبنہالی وہ“ زہرا نے کہا۔ ”خوبنہالی وہ“

”وہ انہیں جو کچھ پرور دیتی ہیں ان میں سے ایک ہے۔ ان کا قیام عن مکہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔“

”مذہب سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔“ ہے سائنس اس کے منہ سے نکلا۔  
 ”ایات ہوئی ہیں اس میں، آپ کی کتابوں کی روشنی سے چمٹ گیا تو پوچھا بہت مشکل سے چھوڑتی ہیں۔“

”وہ مجھے بعد کی تاریخ ٹھہری ہے۔“

”آئی تو میں صرف دیکھنے کے لیے تھی مگر یہ ذرا نہیں مجھے حد سے زیادہ پسند آ گیا ہے میں ایسا ہی لباس

”کی۔۔۔ تو آپ میرا آرڈر تک کر کے مجھے مگر آپ سے دوبارہ بعد میں لوں گی؟ ان زانیہ نے فیصہ کب آؤں؟“

”ایسا نہیں ہو سکتا..... میں طرزِ ان کو آپ بھی دلی ہیبت ذکر میں“ بیٹا نے مسکرا کر کہا۔  
”یہی تہوارِ اسفندیہ نہیں سمجھی؟“

”اے جیسا لباس! بعد میں بھی کوئی نہ پہنے۔“

”اے بھئی! اور تم اس میں کوئی اور ترقی ہوگی اس لیے غم مٹاؤ، یہ کہ تم جیسا کوئی نہیں لگے گا۔“  
 ”اے آپ بہت اچھی ہیں آپ کا کیا نام ہے؟“ سرشار سے مجھے شہزادہ ملی۔

”نہ آ رہا ہے کچھ نہیں۔“  
 ”نہ آ رہا ہے کچھ نہیں۔“

”میرے بونیکے پر جم آئے دو میرا دست حق ہوتا ہے۔“  
 ”اُپ میری شادی پر آ نہیں گیا؟“

”اے سلطان! میں عذرت خواہ ہوں، میری مصروفیتیں مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتیں۔ تو مجھے کچھ عذر دے۔ یہ سب تم کو بتا رہا ہوں۔ آپس جا کر پھر ٹھیک بھی جائے تو کوئی نہیں چاہتا۔“

”اپنی دوستوں کی تقریبات میں بھی آپ نہیں جاتیں۔“ اس کا لہجہ لگا سا تجسوسہ لپے ہوئے تھا۔  
 ”نہیں.....“ کہہ کر وہ رو کر انہیں ہلکے آگے بڑھا دیتی۔ اس قسم کی چپکلی کاٹنے کو وہ ہمیشہ ایک نا میٹھے پر رکھا

اچھا اور چل بھی اسے گھوسا پھرنا بالکل بھی پسند نہیں رہا تھا۔ مگر چاکر کردہ ہوتی اور صاف تہہ باقی۔ اور وہ دونوں  
 ۱۴۔ اور اس طرح کی باتیں کرتے تھے اور جب تک چاکر تھا تو بچے پر ہر طرح کا تشکیک ہو سکتا تھا۔

دکڑوں کے ٹکڑے آتی تھیں۔ اکثر اوتار تاجا مٹنے لگا کہ ہاتھی تھیں۔ زمین کی کاسرودھیر سے دھیر سے کا حزن تھا۔ بال اچھا منزل کیا ہوگی اس سے وہ قطعی نا آشنا تھا۔ قطعی بے خبر تھی۔ اس کی زمین کی ان اشعار کی ٹکڑا تصویر تھی۔

”جو مجھے اور تارک کو دہاں سے بھاگنے کے علاوہ کوئی براہ نظر نہ ہے۔“

”تو میری بی بی! تو نے تو میرا دل خوش کروا“ جلیلہ یاس نے چارپاؤ قریب کر کے پانچ کا ٹھکانا کر

دیکھتے ہوئے کہا۔  
 حبِ جلا ان خود منکراتے ہوئے منکلاتے سیاقی کہ اس وقت اس کے من میں خوشیوں کے پہول سے بگا

وہ میرے دل میں رہتا ہے کل امید کی صورت

زمانے کی شب تاریک میں غریب کی صورت  
☆☆☆

علم سچھ بھی نہیں کسی کو یوں  
سب کو دیتی ہے پاتے کچھ ہیں

فریال کا بوتیک عرصی ملبوسات کی تیاری میں دلچسپی لے کر ایک اعلیٰ درجے کا پیمانہ رکھتا ہے اور شہرت بھی زیادہ ہو کر ملبوسات کا آرڈر ایک کروڑوں کے لئے ہو گیا ہے اس کے بوتیک پر آج کل کے سب سے بڑے خریدار بھی ہوتے ہیں۔

عربی جو ڈاکٹر اساتذہ رسا ہو جس کو پہنچ کر وہ سب میں نمایاں ہو گئیں۔ خیرکدوں کی اس نامیاد عیب کی باتوں کا  
تعلق۔

”میرا لباس جسے امانت کے پوری تقریب میں مجھ جیسی کوئی نظر نہ آئے سب کی تقریریں مجھ پر ہو۔“

علاء کو کئی نظر نہ آئے۔ لباس ایسا ہو کہ میرے شوهر کی آنکھیں شجرہ اور جانیں اور میرے سوا کسی کا آئے۔

”دو لہا کا بی بی دلہن کے ساتھ نظر بھی کیا ہاں آٹا ہے افرال رہے ہیں کرکھا۔  
”مگر میرے معجزہ کرکھا کیسے بلائے گھیر رکھا ہے۔ اس نے اس کو کچھ کرکھا ہے۔ اس کے سوا اسے کچھ

”پھر وہ دم سے شادی کیوں کر ہا ہے۔ وہ جس سے محبت کرتا ہے نہی سے شادی کر لیتا“ قرطالی۔

”وہ بیچ کر اپنی بیوی کو دے دے اس سے شادی کر سکے گا۔“ ہوس بھی وہ لڑکیاں جو سافٹی سے حاصل ہو

”جانیو“ ہے ”قریبیالے کے چہرے پر بھی ایک مایہ سادہ کڑکڑ گیا۔ محبت میں پاگل ہوئے والیوں کا“

امسوں سے یا رکھا جاتا ہے۔<sup>۱۱</sup> یہ دیکھتے ہیں کہ اس خاصہ تحقیق ہے۔ اس کو کہیں کرنا آپ ایک عظیم شہزادی کا  
فریال نے چوڑی دھار پاجامے کے ساتھ فرار کر دکھائی۔

”شہرہروی تو میں ضرور لکوں گی مگر میاں صاحب بھی شہزادہ منیم جیسی خوبہ کہتے ہیں۔ اپنی کنیرہ بھانجی تو بچہ نہیں چھوٹے۔“ (وہ کھوکھلی آئی غیسی دی)

[illegible]

"میں غور سے سوچ رہی تھی کہ وہ کیسی حالت میں ہے۔ آپ..... ان دنوں کونسا قہار ملک  
کی طرف لے گئی ہیں؟"

”یہ میرا حق ہے، میں اس کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ کیا ناسور کیل: کوئی جھانک نہیں تھا جو میں زور دے کر باہر دس کا۔“ اور اس کو کتنی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہلا۔

”سند کو کرنا چاہیے۔ میرا اس کی گنت سال سے نام ہے اس کا کبھی بھی حرج نہ سمجھا ہوا۔“  
 ایچ نہ جب انکس سو کر اٹھا تو صرف اس کا ہی ہمارا ہوا دعا تھا کہ اس سے ملنے میں ہجرت تکلیف  
 نہ ہو۔ پہلے اے صاحب کمال کو کہہ ”تھکے ہو کہ تم کو رات بھر کا کڑا سہا ہے چٹیلی کا تھال ال 30۔ بدوم  
 اسے کہ وہ سہ سہا ہے۔“ فرما نے اس کے ہی پر تل لب دیا۔

میں نے کافی جھگڑا کر پھر پر سرخس حریز چھوٹی، ذرہ بھر کی لٹاؤ نہیں ہوا۔ ادنیٰ نے معافی نہ مانو تو ان کی جھگڑا بھی نہ ہوئی۔ مگر کبھی کبھار کے لئے کاٹا ہے۔ گرم گرم پیاز باندھ دوڑا دیں گے۔ میں درم انہر جانے کا درد درام بھی ہاں کا۔"

فرح نے بیان کر کے کہ فحش کی کاد سے ہاتھ دھائی اور پس پٹی کھوٹی گئی تو جیڑہ بھاری ہو رہا تھا وہاں سب لڑکیاں جھٹکی بھی شروع ہو گئی تھیں اور اس طرف نے ہائے ہائے کے نعرے بھی دینا شروع کر دیے تھے آخر

[illegible]

”اسٹریف! کیا تو نے کسی سے کوچلا یا غصا؟“ اماں نے پوچھا۔

”اے بے غم جو مجھے اذیت لے رہا ہے، میں کہاں کہاں گیا؟“

اب تو یہ بالکل عارف و سادہ ہے کہ کیا چیز پر سے اسراف پھلائیے کہ کیا بات سے اس پر بزدلی ہو گیا کیا خفا  
 لاؤں گے جس میں اس پر نمرتوں پر اس کا خیر فیض دار و دیا کرتے ہیں تاکہ ان کی محبت و اچھی جو بڑے کے سامان کی بیماری  
 اس سے لوگ مل جائے۔ ”یعنی اس کا لہجہ بھی تھا۔

”اے اللہ! اب کیا ہوگا۔ چاکلیں کس کس شخص نے چسب کیا ہے؟“ اماں نے چھان بین کر رہی تھی۔  
 ”نہ مریں۔ ہمیں کاکوں کو ملے گا؟“ بیٹوں نے بھی سر ملایا۔

کون کا غا جس سے اپنا دکھ کبھی  
آنچے کا تھا دکھا زردی  
اب نہ وہ خواب ہیں نہ وہ قیصریں  
پچھنے میں جو سوتا غا سولی

(حمید و مناجات)

☆☆☆

ہم سفر باجھ غلام کر نہ چہ  
تھوکر دیں لے بہت بڑھال کیا

میں اس کے ہاتھ سے چھینے کا کلاس نوٹ لاسا سے میں کانٹا لکھا سا کٹ گئی۔ پھر بائیں ہاتھ پھڑکی۔ جلیب  
 میں بھی ان دنوں بے گلی زہار دہی۔ دکھان چھوٹا سا راز دہی نہیں لگا تھا جات و دہی دہی بھی غرور نے بچے ہوا  
 دکھان سے دفنانے لگے آتے تھے۔ (اکثر ادا کرتے تھے)

اس نے یوں ہی تو نکسل دھرونگہ چلایا "سنا چکی ماری افغان کیوں فریاد ہے ہوا"  
 خود ہیچ بڑے مان سے ہوئے "بیانی کا یکتک ہنسنہو باغوں کے بیٹے اور کھوپڑی کے"  
 اس کے دل پر گھونٹا سا دروازہ کھرچ رہی وہ بات کو سنہانے ہوئے ہوا "شعاع کا چٹا کراچی بہت چھوٹا  
 دھکاسا ہے جو نے شے ہائی کہاں کھاتے ہیں" یہ کہہ کر کھانسی ہوئی کسی بھی دوسرے دروازے۔

”حاجہ! آپ کو کیا پتا ہے؟ ہمارے ماسٹروں کا بیٹا کتنا بڑا ہے۔ کوئی جج اسے دکھاؤ تو فوراً پھانسی ہے۔“ یہ کہہ کر نوازین تھوڑے عرصے کے لئے سڑکوں کی دھنوں میں اضافہ سا کر گیا تھا۔

”کب میری رات ہوگی تاکہ میرا کعبہ بنے؟“ کرکھتے ہیں کہ کبھی سے کبھی ہر کبھی کہ معلوم ہو چکا ہے۔ سنا دیا کہ رات کے کچھ کچھ کو کبھی معلوم ہو سکتی ہے کہ کبھی کچھ کے بارے میں معلومات نہیں ہیں کہ کب کب لگے۔ کب کب جیتے ہیں اور کب چکا ہے۔ جب یہ سب سنا دیتے ہیں تو بی بیات کہہ دیتے۔

ابن کمال جب زیادہ عمر کا اور ذوقِ شاعری سے میلہ ہو گا تو اندر کے کتبوں کی طرف اُٹھ گیا۔

دو پہر سے سہ ماہی کے نام سے جانتا ہو گی مگر دو اور سے اور بلکہ اور دو مکتا رہا۔ مکتا اسے کسی طرح ٹھیک رہا تھا۔ رستے میں کوئی کاشٹاس کے پیر میں جھانک کر اس کا احساس تک نہیں ہوا۔ دوسری طرح مکتا کو چلا رہا۔ جب دگر گرد ہوا تو اس کا پیر غریب سے لے کر تھکاوٹ کا شکار ہو گیا۔ پیر میں موجود تھا۔

”ارے یہ کیا ہوا؟ کہاں چوٹ لگی ہے زب کو؟“ فرخ دس کی سفید شلووار پر خون کے بڑے بڑے لکڑے لکڑے پھول دیکھ کر ہلکا سا گھبرا گیا۔

"اللہ.... پورا ہی سوج گیا ہے آپ کا" فرح اس کے سر کو لٹپٹنے سے دھارتے ہوئے پریشان ہے!

”کاش خفا نکل گیا۔۔۔“ دو بے پروائی کے دریا اور کھجور کے دریا کا منہ نہا کر کانٹا سگریٹا پتا پتا چلائے۔  
 کیا صاحب لیتا ہوا گل کوٹھنا سا کیڑہ رہا۔

”میں غرض العیب ہے یہ نجات نکمرا کر اس کا کتا دل گھٹا کر گاڑے بیٹے کو کچھ کر رہی تھا ان کا  
 ”Gerty“



"ابا، یہ ہے ادا چاہا کہ سب کے کام ہے" اشرف نے سوچتے ہوئے کہا۔

اس نے بدلے کے چہرے سے وہ چوٹی کی ہونٹ ادا ہوئی۔ "میں کسی کے اچھے برے ہونے سے کیا - طلب۔

کہا وہ بچپن کے بارے لے لیکن بہت ہے۔ آپ اب کوئی صاحب کے بارے کیا ہے؟"

"انہوں نے کیا تھا کہ بچے آ کر کھانا دوا دے کر چلائے۔ کم از کم جن کا مدد سلطان ہو گا۔"

"لوہے سے آپ باقاعدگی سے کام کو کیا ہے؟ تو رہنے کے والا ہے۔"

"مگر تیار نہ تھے پیسے کی کمزوری دینے دیے۔ اگر آپ بھی اس نے ایسا کیا تو یہ کوئی اچھی بات تو نہیں

گی۔"

"آپ اب کیا کر رہے ہیں۔ اس میں اس نے اب بھی ایسا کیا تو میں اس کے بچے کو کچھ کر پیسے دے دوں

لینا۔ اب رہا وہ ہوا ہے۔"

"یہ بھی کھانے سے اس طرح تو وہ بول کا ہی بھلا ہو گیا۔" اشرف ہلکے موچی کر کھٹکھا کر نہا۔

"اس آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی۔"

"مگر کہہ نہیں تو فوراً ہی کچھ بچا ہوا ہے۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں ایمان نے مجھے کچھ سمجھنا ہے۔"

"کیا بڑے بچے تھے اور پھر بڑے آ کر کہ تو رام سے تمہارا دوا اور کر لیا کرے گا۔ سنا ہے کہ

اٹھوں نے کچھ دوا دی اس وقت کا چال ہوتا ہے۔ اور تم اس کے بچے کو کھینچے کے بجائے اور بھی اس کی ہانسی کو

لو۔ یہ کہ آپ ہاتھ اس کے گھر چلا کر دیکھو تو تم میں اپنے عاشق کو رنج کر دیکھ لیا کہ کسی خصلت کا چہرہ بھی شاپ

دہا رہا ہے کہ اس میں؟"

"آپ کہیں یا تم کہہ رہے ہیں؟" وہ غصہ کی گئی۔

"تمہارے من کی بات نہیں سمجھ میں کرتے ہیں تو تمہیں کیوں نہیں اچھی لگتی؟"

"اس نے کہا کہ میں کوئی چال نہیں ہے۔"

"کیا اس سے میرا دلایا دوا تو میں کھینچ کر دے گا۔ اپنے پاس سے کر کے کی گاڑی میں دوسرے گاؤں تک لے

آؤں۔ یہ حکیم صاحب کو اپنے پاس سے پیچھے دے۔ اور آج دوا اتار لوں گا یا ہے۔ تو نے پامالے کے ہتھ

کے لیے دوا دھو کے صحت کے لگے ہے۔؟ آخر کیوں؟"

"میں کیا پتا؟" وہ غصہ کر رہا تھا۔

"تو اس لیے کہ اس کی سورت تو اس گھر میں رہتی ہے اور شہزادہ مراد میں ہے جو بیکوئی کے ساتھ

ابا رہا۔ مشورہ کر رہی تھی کہ کسے چلائے۔"

"یہ طرح نہ کہتے سنا ہے۔" ہنسی کی دھجکی ہو گئی۔

"ابا بھگتا ہے۔ وہ اپنے پاس میں کیا سنا ہے؟" ہنسی کا شہر۔ اب تو اب بن جاؤں گا؟ ہر شخص میں۔ اب

نہ اس نے ساتھ ہر گز نہیں چاہوں گا۔ بہت شکم میں اب ایک ایک بھی ہوتے ہیں۔ میں کسی دوسرے حکیم کو

بھلاؤں گا۔ شہزادہ والے حکیم کے پاس ہر گز نہیں چاہوں گا۔"

"اس جگہ رو رو اسے آپ کو کتنا دوا ہے۔ اپنے فوج نے اس سے لیا۔"

"دوسرے حکیم کی طرح میں بھی خود سے دوا ہی علاج کرتے ہیں اس سے بھی مرہوش شفا ہے ہوتے ہیں۔"

"میرا بھائی اشرف کی تالی زندہ ہے؟" اے بھائی ہو گا۔ ہمارے لڑکے خانو کے ساتھ بھی ایسا

بھائی ایمان سے۔ "بھائی اچھی خانو سے چاہو میرے مرنے لگی تھی مگر چاہا کہ اتار ہو گیا تھا۔ یہ باعث

ہوئی تھی کہ میں کسی کی چیز پر سے چھٹک کر نہیں مارتے۔" جتنی بھی گاؤں کی تو تھوڑی ہے کہ کوئی دوا

سے دوا کوں نہ کھن۔" تالی اس نے فوج کو کوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کو دیکھا

اشرف کی تالی دو بھٹوں میں ہی طرح پک گئی۔ اس اثنا میں گاؤں کے کچھ بچے اور کچھ لڑکے اس نے

نگر کا کر رہی تھی۔ دو بچے دو لال اور دو حقہ لڑکے اس نے نام کھانے کو اس کی گھر میں دوا سے کوئی خانو سے

اشرف کے پاؤں کی سونچ رہی تھی۔ اس کی اور اس کی گھر میں کچھ بھی تھا۔ اس کی کلاں مسلسل بچ

جس کو بچا چل رہا تھا اسے دیکھنے کے لیے، ابا شہزادہ کو چاہا تو وہ بھی آ۔ اس وقت اشرف اپنے بچہ

میں کیا تھا؟ (دوسرا مارا تو شہک میں لپٹا رہا تھا) شہزادے کے آنے کا فخر تو اس کا ہو رہا ہے کہ کھانا دوا سے

اپنے کمرے میں بنالیا۔

"یاد تیرے بچہ کی حالت تو خاصی خراب ہے۔ کام کوئی کے قریب ایک بڑے اچھے حکیم ہیں۔ اس کے

میں بڑی شفا ہے۔ تم وہاں دوا کرو۔"

"ابا میں اس حالت میں کام کوئی کیسے جاسکتا ہوں۔ دوا تم بھگتے چلاؤں۔ میں بھی اس میں

کیسے چلاؤں گا؟"

"اشرف! تو لڑکیوں کو تیرا بچہ نہ گاؤں کا انتظام پیرا۔ گل گنج تیار رہا میں تم کو لے کر حکیم صاحب

کے پاس چلوں گا۔"

"نیک ہے تم میرا دے ساتھ چلوں گا۔" اشرف نے حیرت سے مجھے لے کر کہا تب شہزادے

وہ سے دے کر کمر لٹا۔ اب دھڑلے سے نظر آتی اور نہ دعا سے دھڑلے کی تو نہیں گئی۔

اچھی نگاہ سے دوا اشرف کو لیتے گیا تو بڑی سی چادر لٹے رہا اس میں عدول کے ساتھ اشرف کو دوا حافظہ

کے لیے سوجھو گی۔

"خارج نے ایک اچھی سی انھیں پر ڈالی۔ وہ بے حد کڑوا ہو گئی۔ اس کی چھتی ہوئی آنکھیں اسے

دیکھ کر لگیں۔ اسے دیکھ کر اسے بول کا پیچہ تو نہیں اس کا اس سے کوئی کھن تھا نہ۔

حکیم صاحب نے اشرف کا بغیر خاص مدد نہ کیا۔ تالی کی حالت پر انھیں سخت تشویش تھی۔ بچہ

روا نہیں کئے کے لیے اور دوا خاص قسم کے مرہم اس لگنے کے لیے دے۔ حکیم صاحب کو ان دواؤں کے

شوق نے عی و بے جو پانچ سو سے زیادہ تھے۔

اشرف نے احتجاج کرنا چاہا مگر شہزادے نے صحت آ میرا کسے ساتھ اسے غامض کر دیا۔

حکیم صاحب کی دوا کھانے سے پہلے اسے پہلے پتے کی محسوس ہوا کہ کچھ کام دیکھ کر کہم تھا۔ اس

پانچ بھی نہیں تھیں اور دوا کھانے سے اسے تیز ہوا۔ اچھی آ رہی تھی۔

"اٹھ کھڑے کر آپ کا کانا ہے۔ آپ اب کتنا شکم ہو جائے گی؟" فوج نے ایک شب اس کے

پر مرہم کیا ہے کرتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ کھا کر کی دوا میں ہے۔ دوا دیکھتے تو جان میں تھا کہ مجھے کہیں جانا ہے۔"

"یہاں ہے جب تو کہتے ہیں کہ اچھے دوست ہمیشہ ہم آتے ہیں؟" فوج نے اس سے کہا۔



[illegible]

”ای! تمہیں کو ایسا باتیں نہیں کرنی کہ تمہا۔ دو کھمبا جاکو میں نہیں رہی اس لیے دو کیا جانے یہاں  
خاتون کا پاس پند کرتی ہیں۔“ عجمی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

میں نے کہا: ”اے عفت! تم نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ کیا تم نے اس شخص کو پہچان لیا ہے؟“

”اگر آپ بھی کسی مینا کے پیچھے چلے جا جائیں تو اس طرح میں اس طرح میں آئی گی تب بھی خواہی آئے جانے والوں سے ہاتھیں کرلی ہوں۔ اب کیا یہ ضرور ہے کہ کہیں آئی گی انہیں کبھی دے؟“

”اگر ان کی طبیعت بھی تو خفک نہیں ہے۔ اتنی جلدی دوسرے بچے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اس کو

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کا نام کر کے دیا۔ مگر تو سوچ کر ہوا اور اس کے لیے کسی لفظ کا بھندہ بست کر دیا۔

ارام کو لایا صحابہ کے اور یہیں کوئی بڑی حرکت کو کر کے سرخس کو روم دیا ہے۔ مگر مگر کوئی کو اس سے سرخس کی طرف  
 لگاؤ کر کے کی اور دیکھی دیا کر کے کی۔ چنانچہ تو ہے چنانچہ کو کو رام نے گا۔ گاؤں کی گزرنی بھی تو شیر سے لایا اور۔

”اوسے..... آج تک تجھے اپنی ماں کا خیال نہیں آتا کہ اس کا عا ہے میں کتنے کام کرتی ہیں۔ اوتنے بڑے

یہاں اس کا ہوا کہ اس نے اپنے لیے ایک کمرہ لیا اور وہاں سے اپنے کاموں کو کرتا رہا۔ اس نے اپنے کاموں کو کرتا رہا۔ اس نے اپنے کاموں کو کرتا رہا۔

”ملا کرے گا بہت۔ جسے کرنا چاہیے نہیں ہوں گے کہ ایک دن مایہ جاگ بھری خوراک آجیگا“

میں نے کہا آج سارے گھر کے جانے اتار کھڑا کیا، پونچھا اور سب طرف کی سٹائی سمجھائی کر، ٹھیک ہمارے کمرے کے سرے میں چڑھی تو وہ دونوں سے شام کو آ رہی تھیں۔ اہلکاروں کی صف کر کے اہلکار کے کمرے کے سامنے

کرفانے کیے اور پھر ان کو اپنے چہرہ پر بیکس کرنے ملازمو کو نوں 5 یو کیا کہہ والے کوئی دوسرا کام کرنا  
 ایل۔"

”میں نے تمہیں کئی ہیں انہیں آپ بھی جاناگ بھری عید کی کام چور ہے۔ اس کو زور رکھنے کی وجہ آپ نے بھی جان لی کہ اس سے کام لینا اور جان لی مشکل ہے۔ اس کے چوروں میں بلیاں بندھی رہتی ہیں۔ کبھی اور“

یو عمر۔ بھی سب سوچ کر ٹھیکانے اسے چڑ کر کام کرنا۔ یہاں کا کوئی بھاگ بھری کو سوا ہے یا نہیں مٹانے کے آ  
 کہا ہے۔"

”تحریک کردہ ہے اور بیجا ابرہات تحریک کردہ ہے اور کچھ تہذیب و تمدن کے گھر آئی ہے، ہم نے کوئی سوانح نگاری نہیں کیا کہ کوئی عورت تہذیب و تمدن کے گھر آئی ہے۔ آج کے عری پکڑاؤ کی نیکی آتا جانا۔ مجھ

ہاں! یہ... ہمیں تو اس کے وجود سے کبھی کوئی آہستہ گیا نصیب ہی نکلا، ہوئی یہ حرام نہیں تھی۔ وہ ابھر گھر آئے۔

”میں نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی۔“

”اے اے! کون سا چھوٹا بھائی ہے جو ہم پر چھ کر آئے گی۔ کیا یہی کسرور بھی ہے کہ وہ مجھ کو  
 اس کی طرف سے کہے؟“

”مگر بری بچہوں سے اللہ بچائے وہ تو چلتی جواسے لڑتی ہیں۔“ عظیم حمزہ کی بچہ کی آواز یہی کہیں کہیں آپ

۱۱۱۔ اے۔ شمع کی بجائے شہباز درود کی کوئی دے دے پتے کر دے۔ ہر ایک مسلمان میں اگر کسی

۱۰۔ لا ہاں! میں..... اور اب ان ہی کا سرسیت رہی ہے عظمتِ ہیلم نے! پاس پڑھی لی بدبھوؤں کے

ابن جبریلؑ فرماتا ہے: (۱) پہلی بار حضرت کریمؐ کو اپنے آپ سے محبت ملنی رہی ہے۔ (۲) جبرائیلؑ نے اس کو

[illegible]

آپ کو کتنی ہی غمی تھی تو اسے پاؤں کر کے لائی تھیں۔ جواب آپ کو اس مجھ سے کیزے نظر

”مطلب ہے یہ کہ اب میں اسے کچھ نہیں کہوں گی مگر اپنا کام تو خود کرے۔ اپنے لیے بھی روٹی ڈالے اور ان کے لیے کھانا۔“

نہا، لڑے گی۔ آپ غوری اسے باور پائی خانے لٹا آئے تھیں دستگیر اور بعد میں اٹراں بھی اسی پر لگاتی رہی۔ (نہا، لڑے گی، ص ۱۸۷)

نہایت افسوسناک ٹکرائی ہوئی تھی۔ جتنی دیر کے لیے فرحت کے گھر جا رہی ہوں۔ اس کے بچے کب سے

بابائیں گے! آپ فرحت کے ہاں؟ " شجاع نے سوچا اچھا ہے کہ ان کا ٹھکانہ بھی جانے سے کم

ہاں! مل تھا لیکن اگر مجھے تو ایسی چیز دے تو تو زیادہ بہتر ہے۔ عظمتِ چشم نے اپنی بڑی پاس دیکھی اور اس نے ہنس کر کہا۔

نہایت خوشی کے ساتھ ہیں۔ "شہنشاہ اسی وقت جانے کو تیار ہو گیا۔ عظمتِ محکم نے ایک ایک شرابے کو چار چار چار چار کے کر جانے کو تیار ہو گئے۔

پتہ: ڈاکرہس لے کر باجراتی قودوہ شجارت کے ساتھ جانے کو تیار ہیں۔



”سنا ایک دم روبرو ٹپک گیا۔“ صابرہ زور دے کر کہتی تھی۔  
 ”سنا بولے۔۔۔ میں جانتی ہوں کوئی طاقت نہیں ہے۔ بہت کمزور ہے۔ تمہارے قہر۔“  
 ”اب کیا کروں میں۔۔۔“ صابرہ نے پوچھا تھا۔  
 ”اس لیے تو جانتی ہوں کہ جو جلدی ہے۔“ صابرہ نے کہا۔  
 ”اس کی میرے بچے کے پاس کوئی طاقت ہے۔ جب انوں پر چڑھے۔“ صابرہ نے کہا۔  
 ”میں نہیں۔“

”تمہارے کہہ جانے دو چار دن سے ہیں۔ اپنی حالت تو دیکھو کیا بنا کے نہیں۔“  
 ”ٹھیک ہوں آج میں۔۔۔ آپ کا میں اسی طرح بولے۔۔۔ صابرہ نے سچے سچے کانٹا میں کیے۔  
 ”ابھی تو لفظ بھی نہیں بولے۔ کیا میں اسی طرح نہیں۔۔۔ میں کل تمہارے گھر آئے تھے۔“  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ کو کہ۔“  
 ”نہیں سے بھی گئے تھے۔ تم سے آرام کرنا ہے۔“ صابرہ نے کہا۔  
 ”میں نہیں اور صابرہ ان کی بات میں کڑی کر رہی تھی۔  
 ”سنا۔۔۔ آپ صابرہ بولے۔“

☆☆☆

”عین کی طبیعت از حد غراب تھی۔ لی لی بھی کوئی طاقت۔ ستر سے اٹھنا اس کے لیے حال تھا۔ ایسے میں  
 ”تیرے بھی فرحت کے گھر چلی گئی تھی۔ کوئی طاقت نہ تھی۔  
 ”تھان نہ میرا۔۔۔ صابرہ نے کوئی دیکھا تھا۔ نہ کچھ دیکھا تھا۔  
 ”اپنا تھان۔۔۔“ صابرہ نے کہا۔  
 ”تھان۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”تھان۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

”ہاں کی اس طبیعت نے تھان کو بڑی طاقت دی تھی۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔“

”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔“

”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔  
 ”صابرہ نے کہا۔“

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

☆☆☆

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“

”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔  
 ”ابھی تو۔۔۔ صابرہ نے کہا۔“





"کب یہ بچے کھیں کھولیں گا کپڑے ہی ہونے والی مولیٰ کی ہونے..... اس کا کان کھینچے ہوئے شرارہا گلے سے لپکے میں بیٹا۔"

"اے کون کو کھینچی..... شرارہا کسی سے کوئی چکر بھی ہے"۔ انا اچھل اچھل تو پڑی تھی۔

"نیکو کپڑے میں دیکھ رہی ہیں۔ بچے کپڑے کے برائے ہیں۔ اب آپ نے اپنی بیویوں کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کے داک کا ماتہ بیت کرنے ہیں..... اور مجھے بھی کوئی دلائلوں پر کھڑے ہونا پڑے گا کہ وہ مولیٰ مجھ سے نہ ہوئے نہ پائے۔"

"اگر وہ یہ کہہ سکتی؟ مجھے دیکھنے کے لیے گھسیٹا کیا؟ کسی سے وہ کیا تجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ شادی کرنے سے میری پسینے سے کپڑے میں شرارہا سے لپکے میں دستانہ مجھے میں بیٹے سے پوچھ رہی تھی۔

وہ بڑا بھلا اور بیک وقت ڈانٹنے والا تھا۔ اس کے ہاتھ میں جھولنے والے فیکس اٹھانے تھا۔

"وہ اس وقت دانی بارش میں چلتے آتی ہے۔ آپ تیار ہو جائیں۔ پہلے ایک کھڑا سے دیکھ لیں۔"

ایک شرجی کی زمین جھولنے سے اٹھانے لگا۔

نیا ایک ہی جہت میں بستر سے باہر تھیں۔ درمیان میں اس کے سامنے کھڑے ہو کر چل دی سے لپ لگائی یا پالوں میں۔ شرارہا مارا دھکے پر پریشان کرکڑی ہو گئیں۔

"نونا..... اسے پلے سے لپکے لگ رہے ہیں۔ وہ لڑائی چارہ جو کرتی ہے۔ آپ اس طے میں چلیں گی تو سے خاک امیر لیں ہوگی؟"

"اچھا..... تو پھر میں کیا چاہوں؟" انہوں نے مسکرا کر پوچھے سے پوچھا۔

"کوئی نامی دار ایک اور شرجی سے کھڑے سوٹ مین میں۔" اس نے دلی کے پٹو ایک کرتے کہا۔

وہ اچھائی سرعت سے ٹانگ ایک سوٹ میں چار تھیں۔ لپ انگلی بھی ڈانک کر لی تھی۔ کالہ چہرے چہرے ناخن کی ہڈیاں کھینچے تھے۔

"وہ دیکھ کر کوئی خوش ہو گا یا ہی؟ آپ واقعی سے ہر خصوصیت ہیں..... اور میں جو اتنا پیار سے کہتا ہوں! مارا کا سادہ آپ پر گیا ہوں اگر چاہا ہے میری شکل میں کوئی لڑکی بھی مجھے نظر بھر کر نہیں دیکھتی؟"

شرارت سے کہا وہ تیرا یہ اختیار اس پر ہی۔

کارڈن جاتے وقت وہ مکان کو بھی سامنے لیا۔ مارا وقت وہ دوسرے دوسرے روتے رہے۔ تیار ہوا کواستین کی جھولنے کی تھی رہی۔

"اگلے سے کراہ رہی تھی۔ وہ مجھ سے ہی نہیں آئی؟" اس نے ان سے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر مجھے کیسے سمجھ لائے؟" تیرے ہاتھ سے سر کاٹے ہوئے تھا۔

"مجھے کوئی معلوم تو ہوئی تھا کہ وہ آج نہیں آئے گی۔ اپنی ہونے والی ماس کو دیکھ کر کمر میں جھپٹ گئی۔"

"تم اسے فرار کرنے کے لیے گرا بھی آ جاؤ۔"

"میں کیوں کر اس سے مجھے کیا فرق پڑا اس سے نہ ہے۔ میری شام تو پڑی دار ہونا تھا۔"

آج بہت خوبصورت گڑی ہے۔ آپ دب میری باتوں پر قہقہے اٹھاتے ہوئی ہے کہ میرا کھانا

مجھے ہے۔"

فانے چوک کر اس کو دیکھا۔ اس کا نام اس کے بیٹے میں کیسے برائے کر گیا تھا؟

"اس کو تو کھاتو ہے حال..... میرے گل....." وہ کیا بڑی اس کے ہاتھ اپنے جھولنے سے لگا کر بولیں۔

"ای! اوہ گل میں مسلسل تجار پنے کا بہت شہ بہت ڈسٹرب راہوں۔ وہ ان آؤ کو جب میں نے اپنے

ملا کر اس کے دور کے بارے میں جاننا تو انہوں نے کہا۔" تم اپنے گھر دارانہ والد کو بہت کس کر رہے ہو۔ اس

چلم ڈس میں رہنے کے لیے اسے اپنی تنظیم اپنے گھر میں اپنے گھر کے کھانچ میں مکمل کرو۔" شرارہا اس کی قربت

لگائی۔ طبیعت میں سکون اور طاقت کرا کر گئی۔

فانے پھر کمرے انداز میں اس کو دیکھا اور لاڈ بھرے انداز میں کہا۔ "اس کا اب ہم روزانہ ڈنک آگیا

گیا ہے۔"

"میرے گل کسی اور سے بارگ میں چلیں گے کہ ان کو بھینس تو کسی دھار سے شجر میں کیسے پیا کر گئی۔"

"تو پھر تیار ہو کر کوش کیسے۔" مجھوں کی کھینچنے سے صحت بھرے لپکے میں کہا۔

"اگر کسی اور مولیٰ کو دیکھ لیتے گا مولیٰ تو کیوں کی کی تو ہو رہی ہے۔ اور دھارے دیکھ کر پوچھ کر مولیٰ لایا

اس لایا ہیں۔" ویک سے ایک مولیٰ۔ مجال ہے کہ زار مانا خیال رکھ لیں۔ ہر وقت منہ چلتا رہا ہے بھوکوں

کا۔

پانچ اس کا ذاتی گھر کہہ کر بہت احتیاج رہنے لگی۔

"کہہ کر ہاں ہاں ای! اگل میں ایک شاپ کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ کان دار لہلہ تھا کہ ہنسی جی! آپ کا

سات بیڑ سے کس میں نہیں ہے گا اور وہ صابا اس بات پر ہنسی ہوئی تھی۔ میرا سوٹ صرب چاکر میں غنا

بیک میں ان کا مالا مال کچھ سوچ رہا تھا کہ ان کے لیے سات بیڑ کی کم پڑے گا۔ چپاڑ کی چپاڑ کی دو۔"

نونا اس میں کچھ کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ سے ایک اعلان سامنے آیا تھا۔

جن کی مستقل جی ایک بلٹرنگ ساہیباں ہی تھی تب اس نے دعا مانگی۔ "یارہا العالین! میری ماں کو

اپنی ہی خوشی بڑھ کر گنا۔"

اس کی جاب بیٹا بیٹا جی میں کچھ ٹپٹ کر نہیں آتا۔ بدون اپنے ہر شام کی اور ہر سات جہا

ہوئی ہے۔ تو پھر کوئی کویت کر کھینچی کیا ضرورت ہے؟

☆ ☆ ☆



”کافرو بھائی! آپ میرے کوہ لے گئے۔۔۔ میرا بیٹا کسی کے چکر میں ہے یہ صحیح بات تھی یاں؟۔۔۔“

”چکر میں کیا..... سرواتو کا خیال ہے کہ اس نے شاید ہی بھی کر لی ہے۔ آپ خروانی خروانی ان کیس دیکھیں  
 بیٹے“ کا خرو نے ان کی بات سمجھ کر کچھ زیادہ ہی لمبی جوا تک نکالی۔

[illegible]

آب زما کی بابت نے انہیں کتنا پریشان کر دیا تھا۔ صابروں کو نہیں دیکھ کر سسرکاری جھپٹ اور دھڑوں کا شور مچا کر جس بھی انہیں پا رہی تھی۔

☆☆☆

شیراز مال کو گھر لے آئے تھا۔ عظمت عظیم کا مسوا بہت زیادہ چھوٹا تھا۔ گھر تو دو آدمی تھیں مگر کتے سے بچت کرنا انہوں نے بالکل بند کر دیا تھا۔

کہاں تو وہ اپنے پوتے کو صبح سویرے غلام کے کمرے میں جاتی تھیں اور اس اب وہ اسے نگرہ بھر کر دیکھتیں خصوصاً  
تکلیفیں اور بچاؤ کے سامنے تو وہ بانگ لیا لڑکیوں کی زبان میں جانتیں۔

علی گن نے آ کر ان کا شمار ان سے نہیں کیا ہے۔ یہ احساس ان کے دلی میں جڑ گیا تھا۔ علی گن نے دیکھا کہ علی گن نے ان سے کبھی بحث و مباحثہ نہ کیا تھا۔ دوسرے بچے کے کہنا سے دوسرے بچے

کمزور سا کر دیا تھا۔ مستقل انیسویں اور چھترویں نے اسے غر حال سا کر دیا تھا۔  
اس کی دلی خواہش ہوئی کہ وہ بھوکا تھک جائے مگر وہ کچھ کر کے اٹھ کر، باقی تھیں، سبک دیا اور اس پر مسلط ہو

ایک ایسا شخص ملے گا جس سے اس کا ہر کام آسان ہو جائے گا۔

[illegible]

کرن ہے۔ جتنا عرصہ تمہاری شادی کو ہوئے دس برس زیادہ دن جو تم اپنی امی کے پاس رہی ہو۔ اگر شادی ہو۔

میں نے کہا: "میں نے سوچا تھا کہ میں نے ایک نیا ہیرو بنا دیا ہے۔ لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک نیا ہیرو بنا دیا ہے۔"

میں نے کہا: "میں نے یہ سب سنا ہے۔" وہ نے کہا: "میں نے یہ سب سنا ہے۔"

منجھا ہے بچے کے بغیر وہ بزرگ نہیں رہ پائے گا۔"

”نہی تو میں پوچھتا چاہتی ہوں تمہاری طبیعت یہاں رہ کر کیوں نہیں ٹھیک ہوتی یہاں بھی اچھی ذائقہ کھانا

تاکے ہاتھ میں بھی شفا ہے... تو کہہ تم کمر چٹا کیوں نہ آتا؟ اسی سے

”یہاں رہ کر میرا دل بہت گھبرایا ہے۔“ عین نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ ماما نے بیٹے کی منہ سنا کر اس کا

”یہ کہو۔۔۔ ہادی ٹھٹھ کر نہیں دھشت مارتی ہے۔ سو بار جاؤ۔۔۔ اجازت لے لی کیا ضرورت ہے۔ کہہ  
 نا کہ اجازت ملے گی۔۔۔“ وہ تو تھمادی رہا کہ کیا یقین کرتا ہے۔ خدا نے میرے بچے کو کیا کھول کر لڑاویلا ہے

"(اگر میں راضی ہو کر چیخ و نکار مچائے گا تو ہے۔"  
"(اگر میں تنہا رہتا ہوں تو ہے مجھے عزت ملتی ہے۔)..... بس مجھے انکل بھی نہیں اچھا لگتا ہے۔"

”بہر قصور کیا اس کا تعلق ہے.....؟“ وہ فقیر بھرے آنکھوں سے پوچھا۔

میں ہے۔ خیال ہے کہ اس سے کچھ شہر کی ترقی ہوگی۔

۱۱۰۰ ہجری: انھیں توپ کھنا چاہیے کہ اب صرف لڑائی، جنگوں سے نہیں، مرد، لکڑی، آبار، جوڑم، ہیز، آدمی

اس کے نگاہ ہے تیرے اور وہاں ہوا خوشی اپنے کرب میں چٹائی کی سخن۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی پڑائی کی تفصیل میں قرآن مجید کی تفسیر کی۔

جنوب سے چھوٹے سے ایک دوسرے سے چھوٹے مکالموں میں ایسا بات چیت اچھا اہم پہلو ہے۔ ان کے  
ان کا حکم دانا و ناپا ہے دو مکالمے لگے رہتے ہیں۔ بیوڑوں کے دیکھوں سے جو نہیں آگاہ اور مسائل کے مسائل

ابنِ قسطنطنیہ میں اس وجہ سے مٹی خمیہ نہ کی کہ وہ اردو دنیا کی وہ نیم خمیہ تھی کہ نیم خم سے داد کے شخص اور

۱۔ کہہ دو کہ بھولتی ہیں وہ جلیبی کی دھم سے وصول کر کے آئے ہیں کہ ان کی سٹاپ ہو گیا جس اس لحاظ سے  
۲۔ جس دھم کے مقابلے میں جلیبی نہیں اور ان کی باتیں انہی کی عافیت نہیں۔

”عقلمند و میراثیہ خیال ہے کہ یہ صرف پاکستان میں بلکہ پورے ایشیا میں یہودیوں کی ہر اس ممکن اقسام ہونی ہے۔“ انہوں نے اسرائیلی مذہب پر انداز میں بیان کی گودری میں سبس کرک کر کہا کہ یہاں تک جتنے ہوئے کہا۔

”کون سی اقسام ہیں؟“ حکمتِ بگم نے دلچسپی لیتے ہوئے پامو ان اہلِ طرفِ محبت سنا لیا۔ دو ٹوٹے سے ان کا

”بہ! ان کی طرف تین ہی مشنیں ہیں۔ چاہے کسی کے گھر پر ملے جاؤ..... سب ان ہی اصولوں سے فطرت پر رکھا جائے گا۔“

۱۰۔ کھجور کی سیاست دلال کی طرح غلاموں میں کھولے ہوئے پولیو دعا چھپا۔

ابن عربی نے کہا ہے کہ "میرے لیے دنیا کی ساری دولتیں اور دولت مندوں کی ساری دولتیں بے فائدہ ہیں۔ میری دولت صرف اللہ کی رضا ہے۔"

میں۔ اور قیسر نے فخر پر ہیں بدتر قریح ہو گئی تھی کہ کائنات کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔"

















"نہم یہ سب اپنی امانی سے کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

"امی سے کیا غامضی ہے، پہلے خالہ نے آپ کو بھروسہ دیا۔ اب آپ ان کی باتوں میں مت آجئے گا۔ مجھے میں اپنی اپنی بیٹی پر ہرگز ہند نہیں ہے۔"

"نہ کیا کہنا نہیں ہے؟"

"کیا کہہ میری بھانجی سے اور میں اپنی بیٹی کی ازکر نہیں دے سکتی؟"

"مغربیوں کیوں کہ جو سلسلہ جہاں سے تُو اُٹھا اور وہ دین سے جو زور اٹھا ہے۔" قبائلی سکرانے ہوئے

لہا۔

"ہاں، وار اسیا ہی ہے کہ جو کوئی ہے محراب مجھے ریسب اپنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ اب تو مجھے یوں لگتا۔ اہل شہر میں رہنے والے لوگ غامضی نہ کرتے کہ ان کی زبان میں سکرانہ اچھا لگتی ہے تو خاموشی، برہنہ در خالہ کے ساتھ نہ، نہ گھر کی کسی قسم میں نہ اس سے کیا انتہا نہیں کی، چند اس کی یہی الامکان خوشگفتی کی کہ میری اہانت کا جو آپ نے میرے برعنائے میں دیکھ دے اور وہ کوئی کہہ دیر سے بچہ دم میں آگئی اور کئی مٹا پالا کرتے، میں نے اس سے کہا کہ دیر سے کرے سے کچھ جانے تو وہ مٹا کی سے ہٹے ہوئے ہوئی بعد اچھی تو مٹا پالا کرتے کہ میں کی کہوں گی کہ تانا پیلے کر لیا تو کیا ہوا کیا گیا؟"

"میں اپنے گھر سے میں کی کوئی گھر وراثت نہیں کر رہا ہوں؟ اس لیے تو نہم یہی سے چلی جاؤ۔" میں نے اس کا اٹھاؤ نہ کر لیا تھا۔

"جب وہ اپنے راتوں میں اپنی داب کر کر لے لے لے میں ہوں؟" اچھا..... بعد کو کیا اسیا ہی مع کر میں گے؟

اہ۔

"مجھے نہیں معلوم....." دارے جسے کہ صرف یہی کہا تھا۔

"بیٹے..... ایسا اچھا نہیں کرتا آپ۔ میرے کو تو آپ سے بہت محبت ہے میں ہوں گھر کے باروں کی....."

ااہ۔

"اس میں بے حاشی لڑائی کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔" قبائلی سردار کی درد کی بولا۔

"اے اس میں کھڑے ہوئے خود کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے بے وقار کہہ دینے کا کہنا ہے؟ میں اپنے گلے سے ہاتھ بندھا کر طرح نکال لوں گا؟" سردار نے پوچھا۔

"نہم یہ سب اپنی امانی سے کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

"امی سے کیا غامضی ہے، پہلے خالہ نے آپ کو بھروسہ دیا۔ اب آپ ان کی باتوں میں مت آجئے گا۔ مجھے میں اپنی اپنی بیٹی پر ہرگز ہند نہیں ہے۔"

"نہ کیا کہنا نہیں ہے؟"

"کیا کہہ میری بھانجی سے اور میں اپنی بیٹی کی ازکر نہیں دے سکتی؟"

"مغربیوں کیوں کہ جو سلسلہ جہاں سے تُو اُٹھا اور وہ دین سے جو زور اٹھا ہے۔" قبائلی سکرانے ہوئے

لہا۔

"میں یہی تو مجھے جانتا تھا ہے۔"

"ہاں، وار اسیا ہی ہے کہ جو کوئی ہے محراب مجھے ریسب اپنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ اب تو مجھے یوں لگتا۔ اہل شہر میں رہنے والے لوگ غامضی نہ کرتے کہ ان کی زبان میں سکرانہ اچھا لگتی ہے تو خاموشی، برہنہ در خالہ کے ساتھ نہ، نہ گھر کی کسی قسم میں نہ اس سے کیا انتہا نہیں کی، چند اس کی یہی الامکان خوشگفتی کی کہ میری اہانت کا جو آپ نے میرے برعنائے میں دیکھ دے اور وہ کوئی کہہ دیر سے بچہ دم میں آگئی اور کئی مٹا پالا کرتے، میں نے اس سے کہا کہ دیر سے کرے سے کچھ جانے تو وہ مٹا کی سے ہٹے ہوئے ہوئی بعد اچھی تو مٹا پالا کرتے کہ میں کی کہوں گی کہ تانا پیلے کر لیا تو کیا ہوا کیا گیا؟"

"میں اپنے گھر سے میں کی کوئی گھر وراثت نہیں کر رہا ہوں؟ اس لیے تو نہم یہی سے چلی جاؤ۔" میں نے اس کا اٹھاؤ نہ کر لیا تھا۔

"جب وہ اپنے راتوں میں اپنی داب کر کر لے لے میں ہوں؟" اچھا..... بعد کو کیا اسیا ہی مع کر میں گے؟

"مجھے نہیں معلوم....." دارے جسے کہ صرف یہی کہا تھا۔

"بیٹے..... ایسا اچھا نہیں کرتا آپ۔ میرے کو تو آپ سے بہت محبت ہے میں ہوں گھر کے باروں کی....."

ااہ۔

"اس میں بے حاشی لڑائی کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔" قبائلی سردار کی درد کی بولا۔

"اے اس میں کھڑے ہوئے خود کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے بے وقار کہہ دینے کا کہنا ہے؟ میں اپنے گلے سے ہاتھ بندھا کر طرح نکال لوں گا؟" سردار نے پوچھا۔

"نہم یہ سب اپنی امانی سے کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

"امی سے کیا غامضی ہے، پہلے خالہ نے آپ کو بھروسہ دیا۔ اب آپ ان کی باتوں میں مت آجئے گا۔ مجھے میں اپنی اپنی بیٹی پر ہرگز ہند نہیں ہے۔"

"نہ کیا کہنا نہیں ہے؟"

"کیا کہہ میری بھانجی سے اور میں اپنی بیٹی کی ازکر نہیں دے سکتی؟"

"مغربیوں کیوں کہ جو سلسلہ جہاں سے تُو اُٹھا اور وہ دین سے جو زور اٹھا ہے۔" قبائلی سکرانے ہوئے

لہا۔

"ہاں، وار اسیا ہی ہے کہ جو کوئی ہے محراب مجھے ریسب اپنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ اب تو مجھے یوں لگتا۔ اہل شہر میں رہنے والے لوگ غامضی نہ کرتے کہ ان کی زبان میں سکرانہ اچھا لگتی ہے تو خاموشی، برہنہ در خالہ کے ساتھ نہ، نہ گھر کی کسی قسم میں نہ اس سے کیا انتہا نہیں کی، چند اس کی یہی الامکان خوشگفتی کی کہ میری اہانت کا جو آپ نے میرے برعنائے میں دیکھ دے اور وہ کوئی کہہ دیر سے بچہ دم میں آگئی اور کئی مٹا پالا کرتے، میں نے اس سے کہا کہ دیر سے کرے سے کچھ جانے تو وہ مٹا کی سے ہٹے ہوئے ہوئی بعد اچھی تو مٹا پالا کرتے کہ میں کی کہوں گی کہ تانا پیلے کر لیا تو کیا ہوا کیا گیا؟"

"میں اپنے گھر سے میں کی کوئی گھر وراثت نہیں کر رہا ہوں؟ اس لیے تو نہم یہی سے چلی جاؤ۔" میں نے اس کا اٹھاؤ نہ کر لیا تھا۔

"جب وہ اپنے راتوں میں اپنی داب کر کر لے لے میں ہوں؟" اچھا..... بعد کو کیا اسیا ہی مع کر میں گے؟

"مجھے نہیں معلوم....." دارے جسے کہ صرف یہی کہا تھا۔

"بیٹے..... ایسا اچھا نہیں کرتا آپ۔ میرے کو تو آپ سے بہت محبت ہے میں ہوں گھر کے باروں کی....."

ااہ۔

"اس میں بے حاشی لڑائی کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔" قبائلی سردار کی درد کی بولا۔

"اے اس میں کھڑے ہوئے خود کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے بے وقار کہہ دینے کا کہنا ہے؟ میں اپنے گلے سے ہاتھ بندھا کر طرح نکال لوں گا؟" سردار نے پوچھا۔

"نہم یہ سب اپنی امانی سے کیوں نہیں کہہ دیتے؟"

"امی سے کیا غامضی ہے، پہلے خالہ نے آپ کو بھروسہ دیا۔ اب آپ ان کی باتوں میں مت آجئے گا۔ مجھے میں اپنی اپنی بیٹی پر ہرگز ہند نہیں ہے۔"

"نہ کیا کہنا نہیں ہے؟"

"کیا کہہ میری بھانجی سے اور میں اپنی بیٹی کی ازکر نہیں دے سکتی؟"

"مغربیوں کیوں کہ جو سلسلہ جہاں سے تُو اُٹھا اور وہ دین سے جو زور اٹھا ہے۔" قبائلی سکرانے ہوئے

لہا۔











"نہیں! ڈاکٹر نے تجھے کلاس میں کھینچا ہوا ہے۔ اس نے دوسراں سے اسے کھینچا ہوا۔"  
"اگر صرف یہی کچھ ہوئی ہے۔ اس نے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔"  
"تو وہاں کاشی تھوڑی ہے۔ اس کے کھینچنے سے وہاں کاشی ہو گئی۔"

"تو وہاں کاشی ہو گئی۔ اس کے کھینچنے سے وہاں کاشی ہو گئی۔"  
"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"  
"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

فرق کے سوچنے سے اس کا تکیہ ہو گیا تھا کہ اس کے دل کی جگہ پر نہیں لے گا۔  
"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں! اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔"



”یہ میں نے کب کہا ہے..... میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ شفا سے ۱۹۹۳ء اور اپنے بارے میں کسی بھی قسم









”اب میں اس کا جی حضور ہی تو کرنے سے رہی..... اس ہوں اس کی میں۔ اگر وہ میری بات سمجھتا  
تو غصہ نہ ہوتا۔“

”اب بھائی کو جھول جاے کہوئی گندو اب کو چھوڑ کر کرنا ہی چاہیگا تو سب سے زیادہ تکلیف پہ  
 ہوگا اس لیے کہ میں کسی کی گورہ دینے سے خائف نہ ہوں۔“

”مجھے چھوڑ کر جانے کا کارنامہ جی کے لوگ بھی اسے خرمنوٹری کے کوئی اسے چاہتے تھے گا۔  
 نہیں سزا سنے گا نا کہ اس شخص چھوڑ کر لاتے ہیں چنانچہ کاغذ اب میں بنا کر دے گا تو اس پر لکھا گیا ہے وہ  
 نے کسی سے نہ لیا۔ اب اس کو کھینچ کر لے آؤ۔“

”اگر آپ در زمانہ مجاہد بیعتوں کے ساتھ مسابقت کرنے کے لئے دروازوں کے ساتھ مسابقت کرتے ہیں تو بیعتوں کو لے کر آگے بڑھنا ہی ہے اور دروازوں کے کچھ گوشے اور امان ہے۔ اگرچہ مسابقت میں  
مجاہد کو لڑائی کے لئے غریب سے غریب کا بیعت کرنے کے لئے کتاب کو جمع کرنے کا سامنا ہے۔“

”ملائہ کی مصافحہ از بہت خوشی میں گذار کر تھکا سے چھوڑ کر گئی تھیں۔ تاہم، چنگی بھی خوب لگا  
گئی۔ صرف غم یہ کہ وہ ایکسپس کی گاڑی کو کھینچ کر دسی جبر سے سکڑ کر کھلی نہ سکتی ہیں۔“

”اے میری بیٹی! مجھ میں ایک ترکیب آئی ہے..... لیکن اگر تیرا چہرہ میں درد ہے تو آپ اسے دیکھنا  
شیراز بھائی سے کہنا کہ میں (انجی کٹر) ہے اسے اپنے بیٹے میں زہار دے دیا جائے تاکہ کھڑکھائی کا  
رکھا جاسکے۔“

”ہاں اپنے گھر کو رہاں، مگر وہاں اپنے گھر کی رہائی کے بغیر روز کے گھر میں رہنے والی؟“  
 ”ہاں ایسا ہی کریں آپ۔“ فرخست نے انہیں سمجھایا۔  
 ”مگر اس سے خائفہ کیا ہوگا؟“ روزہ بانس، اگرچہ جھڑپیں نکالتی۔

”اپنا کان لائیں میرے پاس، اور ان کے غریب جو کچھ مشکل کر پوی..... اور پھر وہ دونوں ہی افس چاہیں“

سافر بنے رہنے بدلنے رہے  
مقدور میں ملتا تھا چل رہے  
حیرت و راہوں میں اہالہ کیا  
رہے اس کی آنکھوں میں چلے رہے

نجانے کب سے شروع ہوئے کہ ساتھ ٹولے کی خدایاں اور بھگوان اور دُرڈا نے ہی کہہ دیا تھا۔  
 درختانہ دروہ کا افسانہ درختوں کی ادا کی بات تھی۔۔۔ عقلیت پرستوں کی بات مان جا کر کھٹیاں سے ہر  
 انہوں نے بائبل ہی جھوٹا بنا دیا۔ دروہ دروہ کی خبر نہیں کرنا کیونکہ ان کی جاہل کے فتنے بیان کرتا اور

”جہاں تب جب تم اس چمچاؤ اور اچھے مکی سامنے کر جانا میں بھی تو انہوں کے ساموں کا گھر کر کے ایک دن فرمت نے شہداء سے کہا۔“

”لوگ ہے اب کے مس فقہارے ہر آنکھ لڑا رہیں گے۔“

”مگر تمہیں تو کبھی بھی کہیں بندرہوں میں اور گاؤں آ رہی ہے؟“ اس نے کچھ سوچ کر کہا۔

”اس سے کہنا تمہیں چاہئے ہم سب ارگنڈ“ فری مین نے ابھی رکھ دیا اور دیکھ جا۔“

یہ تجارت بھی بچن کی بابت مان گیا تھا۔ ایک نام شجاع (زقن) میں بیٹا مال اور زمین کے ساتھ دینی بھلے اور

فہم اس کو نہ کہ کب لخت کمر زدو گیا۔ رافت علیین سوٹ میں در بہت اگلا نگ رہی تھی۔ آج در اچھی مکان

اگرچہ ان کے پاس ایک کھجور کا ٹکڑا تھا، لیکن انہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا: "ہم تو تمہارے لیے کھانے کے لیے نہیں آئے، بلکہ تمہاری خدمت کے لیے آئے ہیں۔" ان کے دل میں یہ سوچ تھی کہ ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

”ایسا فائدہ ہوا انھیں ملنے کا۔ رہو تو قرح کو اچھڑ کر کاکہ نہیں اور خواجہ چاہ گیا۔“ عسکرت مجسم نے ان کے بعد سے کہا۔

”میرا بھائی کی عادت کو جانتی ہوں اور آئندہ رکے گا بھی اور فرح سے باتیں بھی کرے گا“ آپ اب دیکھ لیجئے

مگر بہدلت کے شہنشاہ کھڑا تو رہا الٰہیات پر سخت ڈھارس خانا کہ اس کے مگر فرج کیوں آئی تھی۔  
 سے کھلے میں رہتی ہے نہ دلت ختم ہونے کے بعد سب کے مگر جاری ہے تو ہمارے مگر بھی آج بھی ہم

مگر آپ اسے سمجھ رہے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اں لے ہمارے گھر نہ لے تو

☆ ☆ ☆

ذہین کرنے کے سب آداب اسے اذہ ہے

بچہ کو مرنے کا سلیقہ بھی نہیں تھا شاید

استانی ماں کے ساتھ طبعی کی بوجی کو رکھنے لگی تھی۔ اس کے بال چراں چھل کی عیدائیں ہونی تھیں۔  
 اوسب دی لوگ اسے دیکھنے بارے سے غصے سے تھا اس کے دے رہے ہوئے ہیں گراں کی ساس کو کوئی کی نظر

ان کے خوف سے بیٹیاں بھاڑی میٹھا اور انجی ہات میں اڑنا پھرا کر کے کے لیے انہوں نے دونوں

”اللہ نے ایک ساحر اور چلباز دی جن اللہ الٰہ کی نسبت اچھی کرے“ ایک مہمان خانوں نے ایک حضوری سے کہا۔

میں نے بیجا ابھیرے لیے بیٹوں جیسی ہیں: عطیہ کی پی سی نے مسکرا کر کہا۔

۱۴۱۱ھ میں انہوں نے بھی جتنا سمجھتے ہیں۔ ”طلیخہ کی ماں بھی مہمانوں کے زور پر تلخ بن گئی کہ کبھی یہ میرا۔۔۔“

”اچھا! تم کھانا کھو گے۔ پھر تو کھانا کھائے۔“



"یہ ہے بیٹی۔" "مہربانک ہی ظہار کو خال آ کر دیکھ۔ اس کے ساتھ بھی ہے اور اس نے ان کو اپنی تک کہ لکھیں اور کہا۔

"تھیں میں سن کو جو آگ کا نے والی چیز میں نہیں تھا" ان کے ساتھ ہی رو رہی تھی۔ "فرحت آ یا میرا ان کے بچہ کو بیکل دے رہا۔" کوئی اظہار اس نے شاید میں وہاں تھا اور اس نے ظہار کو بیکل دے رہا تھا۔

نہا پاک ہی ظہار نے اپنے دونوں زچہ اس کے آگے جوڑے ہوئے کہا "فرحانم مجھے معاف کرنا۔" "میں نے اپنی تمہیں بے حد دیکھ ہے جس میں ان کا ادب میں بھی کر سکتا۔"

"میں اپنی ہوں کہ یہی کہیں والے ہمارے ہر کوئی اپنی بھی نہیں ہے۔"

"حق تو ہے۔" یہاں ظہار کے لہجے سے نکلا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا ظہار۔" اور اب تم اپنی اپنی باتوں کے کمرے سے مجھے آزاد کرنا۔ "انہما

نے ڈیڑھ آنکھوں سے سارے دیکھتے ہوئے کہا۔ جرات اسے کوری بھی تھیں انھوں میں میری ہو۔

"اللہ ظہار ہی زہم کی سارے کمرے کو اب مجھے دے۔ تمہاری انھوں میں کوئی آواز نہ آئے نہ ہمارے کمرے کو دے مجھے میں اپنا کیا کرو۔"

"اللہ دے کرے۔" اس کا چہرہ نہی سرعت سے اس کے لئے ایک کلمہ بھی گیا۔ "انھوں یا انہما کرنے نہ ہم

احسان بھی ہے کہ مجھے اپنی تعریف بھی ہے۔" اب در آواز اس کے ہاتھ پر گر پڑا۔

فرح نے دیکھا ظہار نے آواز اس کے کمرے کو دے دیا تھا۔ "میں بہت برا ہوں بہت برا۔" لیکن فرح

مجھے معاف کر دینے کے بعد بھی اس کی ایک لمبی لمبی سکون میں لگا۔ "ظہار کی حالت کو کوئی بھی نہیں۔"

"اللہ دے کرے کہ ظہار ہی زہم کی میری بھی گزرتے۔ میری یہ نہیں ہوتے تھا دے ساتھ دیکھ کر انھوں

میں خود ان کے کمرے کے لیے بھی بہت ہے۔"

"فرح! خیر۔" میری بہت نہا نے آپ کو کہا زہم را چہ مگر سارا۔" اور اس سے خوشامدی لکھنے نہ

راہا۔ "میں نہیں ہوتا نہتا کہ نہ کر کے بدل دیتی ہوں۔"

"تھیک ہے میں اپنی بھی کہوں گی اب تو خوش ہوں تو رہے ہے یہ دیکھ کر مجھے سچے میں ہوا۔"

"ہاں نہا دے اس الفاظ سے میں بہت خوش ہوں گا۔"

"اب میں چلتی ہوں شاید بھی تم سے اب ملا دے نہ۔" اور ساتھ ہو بھی جائے۔ میری ٹانگی ہو۔"

یہ سچے تو نہ کر کے کہیں۔ کیا تھا کہ میری زہم ہے۔"

"میں ضرور آؤں گا۔" کہ اب تم کو بہت میری سوچ کے ساتھ زہم کی نہ کر رہا ہے۔"

"تھیک ہے۔" "میرے کچھ سوچ کر اس نے کھڑے کا ساتھ اٹھا اور ظہار سے کہا۔ "مگر فرحت آ یا میرا

بابے میں یہ بھی کہ یہاں کہیں آئی تھی۔ ان کی بات میں کچھ بھی بدل آچا ہے کہ میری بات دیکھی ہا

چاہیگا۔"

ظہار نے رضاعتی میں سر ہلا دیا اور ہوا کے چہرے کی طرف چلی بھی گئی کہ اسے یہ چاہی نہیں چلا کر۔

انہی آئی بھی تھی۔

فرحت اور محنت بہت چہرے نہ ہا دیکھے یا بیگوم پھر کر کہ ظہار اپنی طرح چھا اور تھا جیسے وہ چھوڑ کر

ظہار نے بچے کو نہیں آیا مگر میں۔" فرحت نے اور اصرار کو بھیجی ہوئی لگا ہوں سے دیکھتے ہوئے

"میں کیا کسی نے آ دیا؟" ظہار نے پوچھا۔

"نہا آ تو کسی نے نہیں تھا جیسے ہی چہرہ ہی ہوں۔" فرحت نے اپنے لہجے کی دستکرات

اب کے کہیں نے کی ساگر سے آج۔" ظہار نے پوچھا۔

"نہا میں تو کسی کی نہیں ہوتی۔" ان سچ میں بول گئیں۔

"مگر کہاں کہیں ہائے تھے ساگر کی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے؟"

"الطرح آئی تھی ہمارے ہاں۔" فرحت نے بے زبانی سے پوچھا۔

"نہا آئی تھی۔"

"اور میں نے کمرے کے بھی ٹھکانے نہیں۔" ان اس لیے ہانے سے بلا ہوا۔

"میں نے اب کر اب ہوا ہوا تھا۔" ظہار کا چہرہ آتش سا ہو گیا۔

میں نے ہلکے کر اب آنا تھا کر ٹھکانے کے ہاں سے اپنی پرستگرمی کے زہم رہی اور مجھے یہ پانی نہیں چلا

میں آئی ہوئی ہے۔"

"نہا آئی ضرور تھی مگر فرحانم میں بھی تمہیں نہیں۔" ظہار نے بات سے لچھے میں کہا۔

"میں سے دیکھ کر بھی نہیں؟" فرحت نے پوچھا۔

"نہا۔"

"نہا؟"

بہت دور ہو چکی ہے۔ اسے دیکھ کر کوئی جواز بھی نہیں تھا اور میں اپنی سوجہ دیکھ کر اب لگا

"نہا۔"

ان کے سر دیکھ جان دیکھتے ہیں ایک نہ بھی دیکھ کر دیکھ کر اب لگا۔

"نہا۔" آپ کہیں نہیں کی یا میں گری تھی؟" ظہار نے فرحت سے کہا۔

نہا کی دیکھ کر صرف نہا ہی جو سے براب ہوئی ہے۔ اگر تم اس سے ساری کر لو گے تو اس کی زہم کی سنو

"نہا۔"

میں اب تک کے ساتھ بھی بے جا نہیں کر سکتا۔"

"مگر کہاں فرح نے کون سا سلسلہ ہوا کہ نہ کر رہی تھی میں نے کی اور فرح یہاں ہو گئی۔"

نہا تو کہیں مستقل نہیں رہتا چاہتا تو کہیں رہاں کہے دے سکتی ہے۔ وہ درمیان میں کا مطلب ایک بیان

نہا دیکھ کر کے کہ ساری کے لئے میں ہا ہا ہا کر سکتا۔"

"میں مطلب یہ ہے ہوا کہ میں فرح کے لئے ہوتے کے ساتھ ہی سے ہوتے کے نہیں ہوا آج دراج کراہی

نہا ہوتی ہے کہ تم اس کے لیے کہنا تھا میں سوچتا ہوں۔"

نہا صرف سوچتا اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔"





ایسے اچھے لوگوں سے دوستی کرنے کو فائدہ نہیں دیتا۔ ملا سلاطین تک نے نہ کیا اور مجھیں رکھا۔ ان کے گھر میں  
تعداداً بیسی دور سے آ رہے تھے ان کے گھر پر کلرک بھی تھا، ایسے عمل کاروں کا تعداد ان کے عواید پر بگڑ گیا ہے  
ہیں۔ حقیقت یہ بات کہ وہ کبھی جمعی انہوں نے تمہارے خط کا کوئی جواب نہیں دیا اور تم نے اس خط میں کوئی ملامت اور  
نہیں ملتا تھا جس کا جواب ہی انہوں نے نہیں دیا۔

[illegible]

’آپ کا غلط سمجھنا کیا ہے، میری بہت جلد آپ کے غلط کا جواب دوں گی۔‘ سسر جیسن میں اس وقت اتنی حسرت نہیں تھی جتنی کہ شریڈا کو کچل کر دینے کا ارادہ کر رہی تھی۔ شریڈا ان کے بھائی کو نہ جاننے کیا کچھ عجیبی چیزیں اور ان کی اس غلط فہمی کا اندازہ کرتا نہیں دیکھ رہی تھی۔

”اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ آپ کو سیرۂ عدل مکیا۔ آپ کا جناب نہیں آیا تو میں سمجھی کہ جنہیں آپ کو ملائے ہیں۔ ان کو کون سا اچھا ہے حالانکہ میں نے تو ارادت رکھ لی ہے کہ میں سے آپ کو خط پوسٹ کیا۔“

”بھائی! آپ کا فطرتاً ہی ناسی ہو گیا تھا۔۔۔ مگر اچھا طبیعت کی خرابی کے باعث جلد جواب نہیں دے سکی جس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔“

”اے لوگو! میں حضرت محمدؐ کی کوئی بات آگئی، آگے اس سے جواب دے دینا پس تمھے حقے ہوگی کہ  
 ۱۵ ہر نفسی کی اور ہر جگہ تک پہنچ جائے ہمارا ایمان کا توکل ہے ہر کس کو چاہے جس کی ایک کانپاں کی انہیں  
 اس پر ایمان ہی ہے جسے ہم نے ایمان سے کھرا کر لیا ہے۔ کھڑا کیا کرتی ہو رہو، جو خدا کا رسول ہے، ہمارے  
 دے آج بھی خدا اور ہر ایک کیسے ہے کہ ہم نے اس کے ایمان سے دعا دعا دی اور آپ اس کا کلمہ آج بھی دے رہے ہیں؟“  
 ”میں ہوتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میں اس کے ایمان سے دعا دعا دے رہا ہوں۔ میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا اور میں یہ  
 کر لیا کہ یہ کھڑا ہو رہا تھا کہ میں اس کے ایمان سے دعا دعا دے رہا ہوں۔ میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا اور میں یہ

☆☆☆  
 بلاشبہ اپنے مکتے سے آئی تو طاہر کا موز آف پایا۔ ”کیا ہو گیا ہے آپ کو..... کوئی بات ہی نہیں کر رہے  
 ہیں؟“ تب طاہر نے ہانپے کئے اور دوسرے سوال کیا: ”عقل دلاؤ گا؟“

[illegible]

انکے ہیں جب ملا ہوا فیس اور سسر دس کئی کام سے باہر نہیں تو ان کے فون کر کے تار کو بلا یا ہوا شیڈ کا خط نہ کھلا۔ تار جو یہ خط پڑھ کر ہی نہال ہو گیا۔

ہے اور اسے سوائے ذہن سے کوئی شوق بھی نہیں ہے۔ ہمارے حسبِ ہر تصویریں ہمارے عقائد اور  
 سچا کہہ کر آتی ہے ساتھ ہی ہم غریب ہوا جو مگر ہمارے اندر چلی گئی۔ یہی نہیں ہوا کہ شادی  
 ایک آواز آگ سے تصویر بن گئی۔ ہاں تو ہر طرح لوگ کہہ کر آتی آ رہے ہیں۔ مجھے طبعی ہے !  
 شادی۔ یہ لوگوں کے شانِ شانِ استعمال کر سکیں۔

مسز بٹلر نے ٹراک پر پہنچ کر اس پر ہاتھ پڑھایا۔ وہ خود کے کھالے سے آقا پڑی علی علیہ السلام کا ہاتھ مارے۔ وہ سوچی سمجھی غصہ کرتی تھیں۔

رکن صاحب کو جب انہوں نے شہزاد کا خط دکھاوا تو وہ بھی پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان کی بیوی کو کچھ بھیجنا۔ آپ کو جب یہ اطلاع ہو چکی تھاکہ کہ شہزادہ بھی ان کی بیوی کو کچھ ہینڈ کر رہا ہے تو اس وقت میں نے اس کی افواہ تک نہیں مانی۔ آپ کے لئے لکھنے بھائی کی یہ جہت کیسے ہوئی کہ جہاد کی سہارا بننے کی بجائے اس کے خلاف کڑی جاسوسی کی جائے۔ اس کی نشاوری اثر خیر ملک سے ہونی چاہیے۔

[illegible]

☆ ☆ ☆  
 دردِ ازل سے یہ جاگرتی باتِ ازل نہیں ہے ڈاکے کو دیکھتا تھا۔ چہرہ کی بتلی پر دو لہو لگا چکے تھے۔  
 فرما آیا ہو مگر ہے میرے مٹوئی کے لیے بھی، جاگتا تھا تو دل کا دل ہے گھر میں ہی لگا رہتا ہو کہ  
 ہے سبز زمین ہے، میں یاد کیا ہوں، ان کا صفہ دیکھ کر ہونے چہرہ دل ہوں گے کہ تیرے مٹوئی میں ہے  
 نہیں، نہ بات۔

شاہ کے کل فرزانہ کر کے انہوں نے مسز فرانسس کے گھر کے ایک ایک فرزند خیر سے پہنچا دیا۔ وہاں سے کہلا کر وہیں سو رہے گا۔ آجاتی ہے اور کچھ سے اپنی دوست کے گھر جا کر اڑائی کرتی ہے۔ گھر آتی ہے۔ اسے گھر اور گھر والوں سے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ اس کی بہت کا جواب اپنی کھانا سے دیتا تھا۔

فریاد اس سے بات کر کے خاموشی بدل دی ہو گئیں۔ مزدور طبقہ کے حلقے سے وہ اچھی طرح واقف ہے جدا اچھی حالت کی تھیں۔ چلتے وقت انکس بہن جا کر خوبصورت سوٹ کے ساتھ سونے کے اکبر لگی رہا۔

[illegible]

”سنا تھا کہ ہر سال چار سو گیلوں کا ٹیکس ہوتا ہے۔ لیکن اب تو چار سو گیلوں کا ٹیکس نہیں ہوتا۔ یہ بالکل نیا ٹیکس ہے۔“

''جرمیں کہو! اور کہتے جاؤ..... تمہارا ہی ہوگی۔''

”بھلا آپ تو بہت اچھی ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی میرا چٹا چال بھی کرے والا ہوگا۔“

”تم روزانہ پھول لے کر ٹائے کے کالج کے گیٹ پر کھڑے ہو جایا کرو مگر اس سے ایک لفظ نہیں بولو گے۔ دو جب تمہارے پاس سے غفرت سے گزر جائے تو وہ پھول دین چیں۔ چھٹک کر تم اپنی بانٹیک پر گھر آ جایا کرو۔ اے بھگت سنی  
ابھی میں جانا کوئی۔“

”ٹھیک ہے یہ سب میں کرلوں گا اور اپنی جگہ سے بڑھ کر آپ کی چاہت کو کام کرنا دوں، جس کو میرا اہل خانہ ہے“ اور نے کہا، تب جلا مسکا کر رو گئی۔ اور سرسبز زمین سے اپنے شوہر اور اپنے بچے کا طائر سے مشورہ کر کے ٹوٹا کے خط کا جواب لکھ کر اس طرح دیا۔

"پھر وہی شریعتیوں کی

آداب مرض!

آپ کا خط ملا۔ کتاب کی کئی نقیصہ جگہاں کی گنجی ہے اور اس کی کتابی حیثیت اڑھائی لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ آپ کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ آپ نے کچھ سے کچھ سوئے ناصح مشورے کی ضرورت ہے کہ میرے لئے بحالی کی طبیعتی قابلیت اور اجتماعی کم ہے اور درحقیقت میں اس کی مبالغہ کی حالت کا نہیں ہے۔ کاش وہ اس قابل ہو تو میری خوش قسمتی ہوگی کہ اس میں ہر ایک کی ترقی کی میری معاونت تھی کیونکہ میرا کائناتی جیون بھی یہی تھا جس میں اس کے درجہ بحالی سے کام لے کر اس کی بحالی کی ہے۔ آپ کے شک کے لئے بالکل برعکس نہ ہوں اس کے لئے آپ کا سوال کا جواب خود بخود ہی ہے۔ ہم انسانیت کے کائناتی آئین کے اسباب اور عمل کے اس باب کا آپ کو ضرور بتا دیتا ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ نے میری حاضری کوئی کچھ یاد کیا ہوگا۔

والسلام آیہ کی بھرتی مسز رحمتا

شرابی پر قسمی کہ یہ حقہ جب آجاتا تو میرے ہاتھوں سے شائستہ حکم سے شاہجہاں کی ڈاکہ اسی کی مجلس میں رکھوا دی جیسی کہ میں نے پہلے بھی سنا تھا۔ شرابی ہیکر اس کے ہاتھوں سے ہاتھ اٹھالیا۔

[illegible]

”اللہ بھائی آپ بھی کچھ سے یا کمرے کر کے کل نوگوں کی غذا سے آئے ہوئے لوگوں کو خیر بھائیوں

۱۶: "میں نے ان کے لئے ایک نیا راستہ بنایا ہے۔"

نہایت سستی پر خریدی گئی تھی مگر اسے اپنی کرکاس کو ڈھانسنے کو، بیچنے کیلئے جس کی قسط اس سے قبل دی گئی تھی وہ بھی اسی قیمت پر۔

”ارے صابرہ! کچھ توڑی پڑی شک کی خواہشیں ایسے نیچے چمکے ہیں کہ ان کو توڑنا ہی ہے۔“

”بھائی جی! میرا تو اینٹھڑا کے لڑکے کی بات مری تھی! کیا آپ نہیں سنی؟“

”یعنی مجھے کیا پتا۔ جس کا جنوں پا ہے کرے سے کیا کوئی مغمور کیئے آ رہا ہے کہ کس ملک کا لڑکا فریاد  
 ”مراکتا ہے“

”اچھا اگر میں پوچھی آپ سے تو آپ کیا بولیں گی؟“ صابرہ طرہ پیتے ہوئے بولیں۔

”جیسا کہ جس لڑکی کا نصیب بدھا ہوگا وہ وہاں جائے گی۔ اس میں اچھے برے کا جھلا کا سوال سامنے نہیں آتا۔ لڑکیاں جن فریب میں جلا جاتی ہیں، وہاں غریب لڑکیوں کی شادیاں سامنے نہیں آتی۔ اس کے لیے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کس کی کہاں شادی ہوئی جائے گی۔ نہ کوئی برا کچھ اچھا اور نہ ہی برا تو قسمت سے دے دے گی اس بارے میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔“

”بھائی! ماشاء! آپ بالکل سچ کی باتاں بولتے۔ میں لی بھی سوچتی ہوں۔“

[illegible]

”پروفیسر ڈاکٹر انجینئر ایس ایس ہر طرح کے رشتے تھے قریش نے سب کو انکار کر دیا۔“

”کیوں انکار کری آپ۔ کیا اسان سے کوئی ختموارہ آنے کو ہے جو آپ انکار کری۔ حمزہ سے اپنی شاکا سید بیک رو جا رہے ہیں قسم میں ہوجائے گا۔ اچھا تمنا ادا کر آپ ہائی بھر کر بیٹھے بعد اچ شادی ہو جاتی ایک سال تر رہتی میں اچ بھر کر ہوجاتا ہو۔“

”شاہنواز سے مشورہ کرو تو بدلتی ہوں اگر وہ اپنا کئے تو سسر درمن کے بھائی کا رشتہ قبول کر لیں گی۔“ قریباً لونی نے بے لکھے ہنس بولیں۔

”کتابچہ جانتا ہے وہ بچوں کے.....؟“ صاحبہ نے پوچھا۔

اس کی ساری انجمنیں کیٹیڈ اٹھ رہی ہوئی ہے اور وہیں بڑھوسا کرتا ہے۔ رساں میں: چھ چھ چھ لکھتا ہے

”پھر تو بہت پیسا ہو گیا گا انہوں کے پاس؟“ صابر نے پوچھا۔

”ایسا ہوا، اتحاد آفرینی، میرٹھ لوگ ہیں۔ (وہ جس جہ سے ان لوگوں نے نکاح کو دیکھا ہے۔ دیکھا ہے) مگر میں ان سے  
بہتر میری خوشامدیں ہیں۔ گھر ہے۔“

”تو پھر آج نہ جوں کر کہیں ہمارا انوں کا رشتہ..... پسند کر کے بھی بیٹھے اور ہر مہر بھی منہ کی ملی میں جلاتے بیٹھے۔“



"اب تم کیا کر گئی؟" اچانک علی فریال نے کہا۔

"میں اسے جان سے مار دیں گی۔" بڑا بڑا اور تڑپا ہوا لہجہ سے کہا۔

"اس کے مارنے کی عوار جلا ابھی کھل رہی تھی۔" علی فریال نے کہا۔

"جیسے کیا فریب اور اس نے کتنا دھوکا دیا ہے۔" علی فریال نے کہا۔

"اس کے سامنے بڑی شہ بہ و ایک دم توجہ نہ دے دی ہو گی۔" علی فریال نے کہا۔

"اسے یوں کہجیے جیسا کہ عوار سے ہے جس کو دل چاہے مار سکتی ہے۔" علی فریال نے کہا۔

"اب ہم کیوں نہیں کہجیے؟" علی فریال نے کہا۔

"اب اس کا دل کیوں کھٹے رہا ہے؟" علی فریال نے کہا۔

"میں شاید اس کے لیے سب سوچ رہی ہوں۔" علی فریال نے کہا۔

"اب اس کا دل کیوں کھٹے رہا ہے؟" علی فریال نے کہا۔

"اب اس کا دل کیوں کھٹے رہا ہے؟" علی فریال نے کہا۔

"اب اس کا دل کیوں کھٹے رہا ہے؟" علی فریال نے کہا۔

☆☆☆☆

رہی اور تھریں بیٹھ کر وہ بیٹھ کر رہی کہ چہ نہیں سمجھ کر وہ کس طرح ہے؟ میں اور اس کا

کس کس طرح ہے؟ میں اور اس کا

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"اب کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

"فرد اور کہجیے کہہ رہا۔" علی فریال نے کہا۔

بہت بری۔۔۔ دیکھ لیا تو کبھی تو کالج میں داخلہ لیا ہے اس نے۔ کھل کھلا کو کسی سے عشق لڑائے گی  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔  
 ہاں تو کوئی نہیں۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر  
 لے کر اپنا چہرہ سدا۔۔۔ ہمارا خیال ہے اس نے۔۔۔ اشرف نے رنج ہو کر

گاہوں کے سکول کو گزرتا ہوا کالج کا دروازہ دے لیا گیا تھا۔ بہت سی لڑکیاں جو بڑوں کر کے گریڈ میں  
 تھیں انہوں نے بھی کالج میں داخلہ لے لیا تھا۔

فرح کی آپا نے بڑی سست سے کہا۔ "فرح گزرا ہی تم بھی کالج میں داخلہ لے لاؤ تمہارا لایا کی کھلی جائے گا۔  
 "جہاں کئی لڑکیاں تھیں۔۔۔" اس نے اس امر سے گھرے ہوئے ہوا۔  
 "میں وہیں کے بندہ بنے گی کھلی دوں گی یہ صاف ہونے والی چیز نہیں ہے۔"  
 "مگر میں تو صاف ہو گئی" اس نے پچھلے سے کہے کچھ۔

"اللہ کرے تم صاف ہو لائی جاؤ گی۔" اس نے ہمارے بارے میں کچھ بھی نہ دیکھیں۔  
 "پھر آپا اب نہ بنے میں ہر دماغ کیاں چلے گا۔"  
 "کالج نہ تو کبھی سب کے ساتھ نہ بنے تو تھے تو کبھی اچھا لگے گا۔"

اور ہر دماغی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط

دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط  
 دو ہفتہ کی فرح نے اپنی بہنوں کے کہنے پر فرح کی کالج میں داخلہ لے لیا۔ روزانہ صبح ہر مقام پر بے غلط





[illegible]

نہ کوئی دھند نہ آواز نہ جھدیاں  
 نہ تم قریب نہ تم پاس۔ درد گونا گونا  
 پھر بھی اک غلط فی ہے جسے سنا نہیں  
 نہ در گزرتا ہے یہ دل نہ رنجاں  
 یاد یاد بچا ہے کہ بخت وہ گزرتے نکات  
 یادیں کے سہارے غم کو کس جوں  
 تم ایسا نہیں تو ظاہر ہو سو سو ہم  
 تم درد ہو تو ہر طرف فزوں ہی فزوں  
 جسے دن کوئی بھی مرہ نہیں سکا  
 یہ حقیقت ہے ہم کل غالم یہ غم  
 تو کھینچتا ہوتا ہے میری مریدہ حیات  
 کس سے کہیں حضور کس سے گریہ زاریاں  
 سنا اپنے بڑا دم کہ امیر زلف نہ ہونے  
 نہیں گئے کسی کے دماغ سے یہ گمان  
 غرور کل جا نہیں گئے نام شمس سے ہم  
 ایسا نہ ہو تو اسے میرے دل انوس

(شاعر۔ رام پکا شمس)

[illegible]

”بھئی!... آپ یہاں.....؟“ روڈ پر بلب بس تھا اسے اچھا لگے کہ لے کے ان کے پاس  
”کجا اچھا لگے لے کے لے چکیں کو سمجھے؟“ اسے بولیں بدواڑے کے سامنے ساکن ہا کھڑا ہو گیا۔

”اس وقت گھر میں نہ میری بہن نہ میری بہن کی بہن تھیں۔“

”تم مجھے حاکمِ نوکس چاہو گے..... تمہیں اس پر کچھ شک ہے؟“ اس نے اکتور افسانہ سے ہنس کر کہا۔  
 ”نہی، تم نے اپنا ارادہ درست قرار دیا ہے۔ اب اس پر کچھ شک نہیں رہا ہے۔“  
 ”سچے سچے ہو جاؤ گے..... میں یوں ہوں؟“

”کیسے دوا کرنا ہے؟“ ”رودادوں کا نسخہ ہے جو ہاتھ سے لکھی گئی ہے اور اس میں کئی کئی چیزیں درج ہیں۔“  
 ”خود کو جانچنے کے لیے پہلے اس نسخے سے جانچ لیں۔“  
 ”میں نہیں کرتے؟“ ”یہاں سے لڑاؤ بھرت لے لیں اور پھر۔“  
 ”کوئی تیار دوا خانہ ہے؟“ ”جیسے میں بھی؟“ ”دام کرنے والی، پودا خانہ؟“ ”مگر؟“  
 ”اف۔۔۔ اگر کسی خاص دوا خانہ کی ضرورت ہے۔“ ”تیار کیا تو نہیں کرتے؟“ ”میں؟“ ”اب پودا خانہ۔“

اس کی بات کا جواب دینے سے پہلے بخدا کہ یہ حال ہی دنیا سے گھر پر آیا، مگر کونجی سے جو کیا شروع کر دے۔  
 "اُن انسان کی کسی بڑی سے خاموشی میں مشغول رہے وہی ہوں۔" میں بخدا یہ خیال سے انکسار اٹھا کر  
 لڑنے ہوئے ہو لی۔

یہاں سب سے پہلے تو اکی کی جانب مڑو۔

”میرے سب گناہوں نے پاکستان جا رہا تھا۔ یہی سچ تھا۔“  
 لی۔ اب وہ وہی خوش ہیں۔ ”اب یہاں صوفیوں نے مجھے بھی ایسا ہی بتا دیا۔“  
 ”میں یہاں اب مجھے اس حکم کا بخیرہ دینا ہوا تو تم نے ضرور یہی بچوں کا ساتھ دیا۔“  
 ”خیر رہا اس کے بعد اب تو رہا ہے۔“

دال کا طرح مطلب بھی خاص کہ یہاں سے دفع ہو جاؤ مگر یہاں بھی حقوں کی جی جاتی تھی براے نفیر  
 ہوتی "اُس وقت میں سب اے سے یہاں تک پہنچی ہوں کہ غم مجھے میرے گھر کے قریب تک لطف دے دو  
 گئے ہوں ہوں گی۔"

خال گاؤں کی چالی لے کر خود اسی بابر لڑکا کہہ چلا کرتے تو بڑے لٹکے بچے اس کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ وہ سب اس کی گاؤں میں خرم سب پریشانی چاروں کو اس کا دل بکھین چار رہا تھا کہ اسی طرح زندگی گزار جائے۔ وہ اس کا گھر بنائے۔

”میرے دوست کا گھر اکلے لین میں ہے۔ اس انتخاب سے تم بہ آسانی اپنے گھر جاسکو گی“ اپنی کاٹری بس اس پر ہرکتے ہوئے اس نے کہا۔

جہاں اس کی کھڑکی سے اڑ کر غائب ہو گئی۔ یہاں بھی وہی روش تک اس کے ساتھ نظر آ رہی تھی۔ اب جب اس کی منظر پر نہیں آتی تو کہیں سے باجے عمارت کا دیواروں کو گونگنا گیا مگر کمرے میں گھسنے سے جلد باریک انگلیاں نکل چکی تھیں۔

”ہوئے۔۔۔ پاکستانی لڑکیاں! آج میں جس روئے دنیا کی لڑکیاں کہہ سکتا ہوں، ان کے کانوں میں رنگ، ہار کی تکرار نہ گئی۔“  
 ”اے آج آپ کو کیا ہے، کبھی نہیں۔۔۔“ کرتھم کرتھم ہوا، زور دے کر سے بڑبڑا ہوا پھر ہنسنے لگا کرتھم سے چلے  
 اچھیں پچھیں سے اسے خوف ہو کر کوئی آنکھوں میں نہ سما جائے، کسی خواب کی صورت۔

☆☆☆

”ابھرا طعنہ دے رہے ہو مگر میں طعنہ ہر طرف ہو گئی ہوں۔“ فرحت نے شجاری کی بات سن کر گھبرائے اور بے ہوش ہو گیا۔





اسے ہوا  
اس سے کہتا  
روحیت جوڑا نے سے پھیلائی دینی  
بار بار کتا سے عطا کی دینی  
او بخش کی مومن سے تم اب بھی ہیں  
اسے ہوا

اس سے کہتا  
اس کے رجوع میں دستاب گھر مسندوں کے  
اس پیکر حسن کے دم سے سب ہی رنگ دیت کے  
لفظا میں اس سے افسانے اب بھی ہیں  
اسے ہوا  
اس سے کہتا  
مشرق سے دھوا تک سے سب ہی ملنے  
براکم آؤں کی جانتوں میں رہے  
ارسلے حکمت میں اب بھی ہیں  
اسے ہوا

اسے کہتا  
میں باقی ہوں رو جو گزر اکل ہے میرا  
میں باقی ہوں رو آئے اکل بخش میرا  
مگر.....  
اسے ہوا  
اسے کہتا  
میں، میرا بدل  
اس اس مرس میں اب بھی ہیں

(معارفہ دوا ص ۱۰)

نہیں کرے میں داخل ہوئی تو وہ یہ کہہ کر کہہ کر ان بلکہ بہت تیار رہے ان کی ہو گئی کہ صاف دینی تو گوری چند  
.. میں جس مگر فریال ہنر سے بچنے گری ہے ہوش ڈی گئی  
.. وجہ ہوش میں آئی کہ اسے باطل علوم میں تھا کہ کہہ کر ہنر سے گری اور کب لے ہوئی ہوئی تھی۔  
اسے یہ تھا تو جس میں کہی کہ اور انی اس کے بچنے سے گئی کہ گری گئی کہ درود اسے بے اختیار چار کبے چار ہی تھیں۔  
☆ ☆ ☆

مارنہ اپنی کی محبت سے ہنسنا بہت بڑھ ہوئی تھی۔ وہ آنکھ کا خیال تھا کہ آفت اور روز کے بعد ان کی بے بسی  
.. ہانسی کی فریال مستقل ان کے پاس ہی تھی۔ اور اس سے کہی نہ کہہ چکی تھیں کہ ان کے پاس نہ کہ چھوڑا کر دور

”اس نہ ٹھیک ہے نہ کہہ کر کر رہا ہے۔“ ڈپانے کرتے سے پھر لگنے ہوئے کہا۔  
”بھائی کے تو سر پہ کھڑا کر کے آؤں اور رے وہ پڑھوں کی کھال میں کھل کشیں“ صابر نے منہ سے  
پڑانے کے بعد سکر کر کہا۔  
”معاذہ! تم بھی جا کر لے کر لگوں کی ہے آری سے مجھے کیا؟ وہاں ہو رہی ہے۔“  
”اگر..... میں ملی کھو ہوں کچھ کے سوتی ہوں وہاں آئیے سبیں لیٹ کو چالی میں۔“ صابر نے ان کا  
ہاتھ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔  
”بھئی بنا آرام سے جا کر سونیں بالکل ٹھیک ہوں۔“ شائستہ حکم نے اپنے چہرہ پر بیست پید کر کا  
ہوئے کہا۔

سب کے جانے کے بعد شے کے بچے سے شہب نے اپنا ہاتھ نکالا اور پس میں دیکھی ہوئی فریال کی تصویر  
اپنے لبہ لکھنے ہوئے لکھیں ”خدا کی بچی فریال! تو کہاں ہے؟“ لکھی دھانسی ہو کر گئی ہے کہ آئے کا دم چھو  
لے دیا۔ رکھا بیٹا آجا..... کہ میرا حال دوساں لکھنے لگا ہوا ہے۔ اسے برسوں سے ڈیڑا کرنے کرتے میں اب  
تھک چکی ہوں۔ میری تصویر تو جلدی سے آجا..... کہاب بڑی چھائی مجھ سے لکھی ہوا دست کش ہو رہی ہے۔  
تصویر کی فریال مایہ میں بھی جانی جانی ایسی محسوس ہوا تھا۔ شب اس تصویر کو رو اپنے سینے پر رکھ کر کہتا  
ہوئے لکھنے میں لکھیں۔ ”خدا کی بچی! جلدی سے آجا..... ایسا نہ ہو کہ..... پھر جس جیسے کار بھی نہ سکوں اور مایہ  
ادبی اس سرور رواں ہو ہوں۔“

ان کے آنسوؤں نے صور لگا چھو بھی نہ کر کر رہا تھا۔  
دوسری جانب فریال! ہسپتال میں صاف دینی کے باقی تھی۔ ان کا ڈی کا ڈیڈ بڑا کھانا فریال ان کے پاس  
بھی تھی۔ ”صاف دینی! کئی کا چور بار بار دینی کے چہرے کا روپ دھار رہا تھا۔  
”اللہ“ تو میرے چاندوں کو ہر جگہ سلامت رکھا۔ پاک پر درکار صاف دینی جلدی سے ٹھیک  
ہو جائیں اور میری کسی بھی چیز سے نہ ہوں۔“  
صاف دینی نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو جوت سے لکھیں۔ ”اس وقت رات کے تین بجے ہے۔“  
تم کھاس سے ہی گری پڑی ہو۔ جاؤ دوسرے ویڈیو رام کر دو۔“  
”بھئی! دینی! مجھے نہ لکھیں آ رہی ہے۔“

”اچھا نہ لکھیں کہ بہت ہے اس طرح بھی ہیں زخم ہوا، نہ جاؤ گی۔“  
بہتر برا کر لکھ کر کہاں کا خیال دل پر چھایا۔ ”بھائی! میں ہوں کی ای دانی کھل سہی تاکہ سہل پائی کی  
خیریت کی چھوں کی۔“ اسے آپ کو اطمینان دلانے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔  
دھرم شائستہ بھگت ہنر سے ڈر کر گوی کہوں کہ پیر کے ہاں کھڑی میں کہ میرا کو یوں سے رو سے ہی جیں۔

اسے ہوا!

اس سے کہتا  
سائیں! ڈھنگ اب بھی ہیں  
شب! دے دیا ہے شب بھی ہیں  
آنسو ہوا! آپ بچتا اب بھی ہیں







اپنی روح کا مزہ یا لکل نہ پائیا سائے کا۔“

”یہاں سے رات میں اچھلا کر نکرو۔ میں تو اچھے گھر سے نکلا کرتا ہوں۔ اللہ کا نام رکھے میری دس کو گھنٹہ کی پانچ بجے پہلے مجھے کبھی نہ سمجھتی ہے پھر اس کے طلعے سے رات ہے۔“

ملا بہ نے پانی کا گلاس بکٹشکل محسن سے اٹا اور پانی پچھے کرتے ہوئے اُسی سے کہا۔

میں نے کہا کہ کیا اب سنا ہے گاؤں میں رہنے والوں کا دل گاؤں میں نہیں لکے ہے اور سچ ہے یا نہیں تو اب  
 گاؤں کا دل ہاتھ ہے کہ کراچی ہاؤس اور سکول ہے، یہاں تو سوائے فلاحی اسکول کے کچھ نہیں رہ  
 گاؤں کوں لوگ جوتے ہیں جو کہیں کے میڈیکل کالج کے کمرہ گزارہ کر بیٹھے ہیں۔ چنانچہ  
 میں سربراہانہ کہاں سے ہاتھ ہے، عظمت بیگم سے چھک کر کراچی چل گیا۔

اعظم: جسکے یہ نغمہ ہر لائق سامعین کا دل فرحت کی آگ کی آگ کی بات کا اس نے براہ راست کوئی جواب بھی

وہاں پہنچیں انھیں کسی سانسے کوڑی ہو گی۔ اس کا عنصر یہ دور کرنے کی کوشش کیا کہ جس کی مراد وہ اپنی باتوں سے  
 ہو گا۔ وہ اپنی باتوں سے جو شاعر ہو گا وہ مراد ہو گا۔ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے  
 پہنچنے کی کوشش ہو گی۔ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے  
 پہنچنے کی کوشش ہو گی۔ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے  
 پہنچنے کی کوشش ہو گی۔ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے دوسری بات یہ تھی کہ وہاں سے

مگر ہماری کیا پوزیشن تھی؟ ان کی باتوں کو سن کر ان کا دل ابھر کر پڑا تھا اور وہ کسی صورت پر یہ یقین کرنے پر تیار نہیں تھا کہ ان کو جتنا جانتا تھا ان کے دل میں چھوڑ کر گزریں چلا جائے گا۔  
ان کی باتوں پر وہ خاموش رہی وہ نہیں۔ مگر ہماری باتوں کو دیکھ کر ان کے انہوں نے شجاعت سے بے چارہ ہوا تو ہنسنے لگے۔  
ان کے جانے کا لمحہ کہہ کر ان کو دھک دے۔“

۱۸۸۱ء تک کراچی چار پہاڑ ہیں؟ ” شجاع نے کھردرے سے لکھنے میں کہا اور روتے ہوئے انہیں گود میں لٹا دیا۔ یہ بڑبڑکھن لگیا اور عین کے ساتھ کانوالاس کے ساتھ تہ جھوٹ گیا۔

لوہ لایا کہہ کیا تھا..... کہ ہم کروڑی جا رہے ہیں ۱۹ بھی تو اس کا کساجی سے آیا اور اسان بھی پوری خرچ  
 کھانا لانے کا رو کر اس سے بتائے بغیر بنا بھی لیا تھا۔

ہاں اس نے نہیں سچا اقرار کیا تو اس نے بھی سوچا بھی نہ تھا۔ چھوٹی سی سوچیں کی سارا پروگرام میں نے اپنے انوکھے انداز میں کر دے۔ غصہ نہ کر تو رہے تھے لیکن انہیں دیکھتے اور دیکھتے وہ خود بخود جھٹکے۔

اہل و اتہ اپنے بچوں کو لے کر گھر ملی گئی تھی جیسا کہ دن اسکول کی پمپل بھی تھی۔

ہیڈی، انی مزاحیہ پروگرام میں مل رہا تھا مگر تھیں اور شوٹنگ اور ان کے چہروں پر ہنسی کی کوئی رقم نہیں تھی۔

۱۱۴ "اے ابراہیم! یہ ایک گناہگار اور مجرب آدمی ہے۔ وہ تمہارا ساتھی ہے۔"

انہوں نے ہونے والے کو قوت حاصل کی۔

بچوں میں، جہاں بہت کم اور خوبیاں ہوتی ہیں، وہاں قبول جانے کا وصف دیا ہوتا ہے کہ وہ کبھی کبھار  
 دیکھ کر اچھے اور بُرے کی تمیز نہ کر سکتے ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بات سمجھنا یا ان کی بات کو فہم کرنے کے لیے ان کا  
 ضمیر کمزور تھا۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بچہ کالے رنگ کے اور فہمی اور فہمی کے آج کے نوجوان سے ہمیشہ زیادہ اچھے لگا کر  
 ہے۔ بہت آج کے بچوں کی پسند کی وضاحت کر کے ہمیشہ خوشی ہو کر ان کی وضاحت۔

اور ایسی ہی محبتِ فرحت سے دل میں اپنے بچے کے لیے بھی بھیجی۔ آج تک سناہن نے بھی ارحم کوڑا لٹاؤ نہ دیا۔ بچوں کے خواہنے سے کبھی ہڑت نکلتی۔ بچوں سے ہوا کرتی تھی۔

نہیں تو ایسی محبت کرنے والی بھی کہ سچے ہو کیا کسی بھی معاملے میں اس کی پہچانِ فرحت آپ سے ہو؟

تعلیم نے یہ سیکھائے کہ جس تھا کہ اپنے بڑوں سے مرادی کرے۔ لڑائی جھگڑا کرنے والی خواتین کو دیکھ کر

گمراہی کے ایسے بات اٹکی ہوئی چلی گئی کہ ایک لمحے کے لیے وہ بھی حیران رہ گئی۔ فرحت آباد

نرمست کا بچا آدمی کی ساری انگلی پر بیٹھا تو وہ ٹوٹ گئی۔ عین نے بچے سے صرف یہی کہا تھا کہ تم اپنے بچے

”اب دیکھو صرف قہار ہی ہے دقونی کی وجہ سے ارحم قہار۔“ ہے۔ مگر کیا نہیں اس سہا کل کو ٹھیک کرنا۔

میں نے گھر پر کس سے نہ جانے کیا کچھ کہا کہ فرحت اسی کی بی بیات پر یقین کر کے نکلتی ہوئی گھر

داخل ہوئی اور ہزار کے دلوٹ لکھن کے ہاتھ میں رکھنے ہوئے ہوئی۔

تمہارے اپنے بچے کو سناٹا لگا دیا ہے تو وہ بچے کے گھمبیرانہ لہجے میں پوچھتا ہے کہ کیا ضرورت تھی؟ اور تم کیا چاہتے تھے؟

”فرحت آپ... میں نے تو کیونہی نہیں کہا آپ اے پوچھ کیس۔“

بچے کو ادا کرنے سے کسی نے بھی روکھا۔ حرم سہرا والوں کی اہم فریاد یہ تھی کہ سب کے سب

شیخ اسی وقت کمر میں اٹھیں، اتفاقاً اس کے آنے سے پہلے سحر ارحم کی پیشانی پر کرنے کے باعث بھی لگی تھی۔ وہ اپنے گود میں لے کر لکھانے کے دسترخوان پر بیٹھا تھا۔

ابھی ایک نوالہ بھی اس کے منہ میں نہیں گیا تھا کہ اس کے سامنے قسوں کے ڈاکٹروں کے دفتر کھل گئے۔

”بھائی خے توڑی..... بھائی نے توڑی.....“ اسی کی گرجاں کسی صورت میں نہیں آ رہی تھی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بے حد غصہ ہو گیا۔

”اوپا! کچل دی انہیں اور پھینکیں۔“ انہیں گھونٹا کھائیں۔ اسی طرح وہی کلمے کہنے لگے۔















بہترین نہ پہنچا۔ عشق نے ایک عجیب سکون سا چلا رکھا تھا۔۔۔ مجھ پر اس کے خضوع کے سوا کوئی کام ہی نہ

ہو جانت پر کسی لذتی، ملتی، مٹتی تھی جیسے کسی نے اس کے من میں میرا کر لیا ہو۔

"شرحِ دست چاکر" "اماں دیکھ کر تو کا کرشمے۔"

"ایسا کہتے تھے کیا ہوتا ہے؟"

"ماتے تھے مجھے خود کو بہت تعریف کی تھی۔۔۔"

"انہما کوئی تھی، گھر پر نظر تو مجھ سے نظر لگاتی تھی اس نے نظر لگایا ہی دیتی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دھڑکتے ہوئے

انہما کے من سے لگا رہی نظر تھی، انہما کے من سے نکال لوں گی اس کی۔ "اماں اس کی دھڑکی بات میں کر

یا۔"

"تو میں نہیں ایسا کام کرنے نہیں دے سکتی۔" اس کی ہنسی بھر ترسوا ہو جاتی۔

"تو نہیں کر سکتی۔۔۔"

"اس لیے کہ کوئی اپنی بہت تو نہیں ہے۔"

"پاکر کی تو نہیں کروا لوں گے۔" وہ جھجھکتے ہوئے۔

"اماں! میں تو بہت پیاری ہوں، تو اس کی ہنسی بھر ترسوا ہو جاتی۔

اور اس نے پریشانی ہوئی تو وہ سر پر ہاتھ لگا کر جاتی، وہ وہ بڑبڑاتی آواز سننے سے اندر داخل ہوتے ہوئے اس

پاکر کی ہنسی کی ہنسی ہوتی جاتی۔

اپنا ہر کام سے روک بیٹھی رہتی تھی اور وہ اس کے چہرے کے ہونے نہ ہونے کو دیکھ کر ہنسی چٹا کرتی۔

وہ اس پر تڑپاؤ دہشت ہی بھولتی تھی کسی ہنسی اس کو سکھاتا تھا وہ اس کے لیے کیسے کیسے بولنے کے جوڑ کر

یا تھا کہ کرشمے اور چھپ چھپ کر کہتی تھی اس کو کہ اس کے گھر پر کوئی نہ جاسکے۔

مگر وہ اپنے آپ کو نفسیاتی سرپرست کی سمجھتی، اس کا یہ نہیں ہونا کہ خوشیاں اس کی زندگی کا حصہ نہیں بنی اور وہ

لاگتا تھا اسے کوئی واسطہ نہ تھی وہ اپنے آپ کو نظریہ ہی سمجھتی تھی اور اس کی وہ ایسی ہے جس کو ہائی، جیسے

کہ کوئی سر کا نہیں سمجھتی۔ اپنے ہاتھ سے کسی کی گت کی دھن تھانی اور وہ کی دھن لگتی تھی اس کی ہوتی۔

وہ اس کے اندر پر چوٹی لگاتے ہوئے ہاتھ پائی جیسے کسی کو گڑھ دیتا ہے۔ بعض راتیں طویل ضرور ہوتی ہیں مگر ان کا

ادھم اکر رہتا ہے۔

آہستہ سے چمکنا ہونے کے بعد اسے جھپکیوں کو ضرور دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے پائی۔

وہ نے آج پائی تو چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

بہترین نہ پہنچا۔ عشق نے ایک عجیب سکون سا چلا رکھا تھا۔۔۔ مجھ پر اس کے خضوع کے سوا کوئی کام ہی نہ

ہو جانت پر کسی لذتی، ملتی، مٹتی تھی جیسے کسی نے اس کے من میں میرا کر لیا ہو۔

"شرحِ دست چاکر" "اماں دیکھ کر تو کا کرشمے۔"

"ایسا کہتے تھے کیا ہوتا ہے؟"

"ماتے تھے مجھے خود کو بہت تعریف کی تھی۔۔۔"

"انہما کوئی تھی، گھر پر نظر تو مجھ سے نظر لگاتی تھی اس نے نظر لگایا ہی دیتی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دھڑکتے ہوئے

انہما کے من سے لگا رہی نظر تھی، انہما کے من سے نکال لوں گی اس کی۔ "اماں اس کی دھڑکی بات میں کر

یا۔"

"تو میں نہیں ایسا کام کرنے نہیں دے سکتی۔" اس کی ہنسی بھر ترسوا ہو جاتی۔

"تو نہیں کر سکتی۔۔۔"

"اس لیے کہ کوئی اپنی بہت تو نہیں ہے۔"

"پاکر کی تو نہیں کروا لوں گے۔" وہ جھجھکتے ہوئے۔

"اماں! میں تو بہت پیاری ہوں، تو اس کی ہنسی بھر ترسوا ہو جاتی۔

اور اس نے پریشانی ہوئی تو وہ سر پر ہاتھ لگا کر جاتی، وہ وہ بڑبڑاتی آواز سننے سے اندر داخل ہوتے ہوئے اس

پاکر کی ہنسی کی ہنسی ہوتی جاتی۔

اپنا ہر کام سے روک بیٹھی رہتی تھی اور وہ اس کے چہرے کے ہونے نہ ہونے کو دیکھ کر ہنسی چٹا کرتی۔

وہ اس پر تڑپاؤ دہشت ہی بھولتی تھی کسی ہنسی اس کو سکھاتا تھا وہ اس کے لیے کیسے کیسے بولنے کے جوڑ کر

یا تھا کہ کرشمے اور چھپ چھپ کر کہتی تھی اس کو کہ اس کے گھر پر کوئی نہ جاسکے۔

مگر وہ اپنے آپ کو نفسیاتی سرپرست کی سمجھتی، اس کا یہ نہیں ہونا کہ خوشیاں اس کی زندگی کا حصہ نہیں بنی اور وہ

لاگتا تھا اسے کوئی واسطہ نہ تھی وہ اپنے آپ کو نظریہ ہی سمجھتی تھی اور اس کی وہ ایسی ہے جس کو ہائی، جیسے

کہ کوئی سر کا نہیں سمجھتی۔ اپنے ہاتھ سے کسی کی گت کی دھن تھانی اور وہ کی دھن لگتی تھی اس کی ہوتی۔

وہ اس کے اندر پر چوٹی لگاتے ہوئے ہاتھ پائی جیسے کسی کو گڑھ دیتا ہے۔ بعض راتیں طویل ضرور ہوتی ہیں مگر ان کا

ادھم اکر رہتا ہے۔

آہستہ سے چمکنا ہونے کے بعد اسے جھپکیوں کو ضرور دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے پائی۔

وہ نے آج پائی تو چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

دیتے تھے چھپ چھپ رہی تھی، کوئی آج اس کو ضرور دھوکہ دھلا دھلا کر اس سے ٹھیکہ دھوکہ دہا ہے آپ کو کہہ

(حسن تھی)

فرح نے غم نہ پہنچا تو گھر میں اس پر ہنس پڑی۔ دانی وادو دانی خراب چاہتا اور چاہے جا رہا تھا





اگر باہر کی دکان سے چاہا تو اس کا۔

”شیراز تو کل کا پانا تھا چلا جائیوے جانے سے مجھے کوئی دکانی آئے۔ گا۔ تو جب تک مجھے یہ کہہ کر ادا کیا کہ بہت جلد مجھے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اور چاہتا ہے چلا جائے گا تو اس کے کھانا ہے۔“

”اب چلا جائے گا اس کو قبر طرف، دوتی قبر نما کھیرا بیٹھا ہے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔“ شیراز کا لہجہ اوبرہ تھا۔ ”مگر میں پھر ادا نہیں کروں گا چاہے آپ کی خوشامدی کریں۔“

”اب چلا جائے، مجھے خود نکال رہی ہوں، تیرے بھتیجی اداوت میں ہے اور اداوتی تیرے جانے سے شاید کوئی لاپتہ نہ ہو جائے مگر تیرے بچے سے مجھے کوئی مل رہا ہے۔ اور یہ تو ہے کہ مجھے سوچ لیا کہ میں تیرے دو گنے لپہ بھتیجی خوشامدی کروں گی۔“ انہوں نے جیسے ہوئے کہا۔

”مگر میں آپ۔۔۔ کر لیا کہ میری بیٹی میرا سزا میں آپ چاہتی ہیں۔“

”شیراز تو اب چلا گیا۔۔۔ تیرے جانے کا ذکر میں کیا تکلف بھی ہوا تو مجھے تو چاہی تھا چلا جائے۔“

”تکلف ہے میں چاہا ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”میں نے بھتیجی کو اس میں کوئی شکی نہیں کیا تھا۔ کیا دل لڑ کر بھی کر رہی تھی۔“

”جیسے۔۔۔ یہ سب مجھ سے میں کہہ رہی ہیں۔“ اس نے شیراز کے منہ کو چمکا کر کہا۔

”مجھ سے کہنے کہا کہ میں بے ہوش سے میں کہہ رہی ہوں آج اس دن کے دل کی بات کہہ رہی ہوں کہ اب میں مانے جاؤں۔“

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور نہ کھانا چاہتی ہوں۔“

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”تو کس پر راضی رہا ہے؟“

”اپنے آپ پر راضی رہوں کہ میں پہلے ہی کہیں نہ چلا گیا۔ آپ بے فکر رہیے میں آج ہی اداں سے

ہاں گا۔ اس کا ٹیپو آکر بیٹھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”اب آج میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔“ شیراز جیسے کہہ رہا تھا۔

”میرے خیال سے اب بہت دور ہیں جب سب کے کڑے شادی کے بعد علیحدہ رہا کر کے۔“ عظیم کی بی بی نے کہا۔

”جہاں گیا آسان ہے مگر جب کسی ماں کا بچا ہے چھوڑ کر جاتا ہے تو اس کا دل دھکے سے مر جاتا ہے۔“

”مجھ میں آج کو وہ کر کے گیا ہے۔۔۔ دوسرے تو جس کو اپنے منہ میں پھانسی کر دے اور آج میں تمہارے بی بی تانے لڑی کی کڑی اور ادا کا وقت میرے گھر میں بہت چلا رہا ہے۔“

”خدا کرے۔“ عظیم کی بی بی نے کہا اور محنت کیلک کر دیکھنے لگی کہ اس کے منہ میں چاہے؟

بہر حال ہے۔

”محنت تم آج اب بھی محنت ہو اور یہ ہم تمہارے دل میں شروع سے ہی کر رہا ہے کہ شیراز میں چھوڑ

چلا جائے گا۔“

”میرا دل بھی مجھ سے خلا نہیں کہتا۔“ دکانی حوسے سے یہ لارہ ہے اسے کہ اب شیراز جانے والا ہے۔

”جانے والا ہے مگر کیا تو نہیں۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔

”میں نہیں کہتا۔“ عظیم کی بی بی نے اس کے منہ سے کہنا چاہا۔



— ۱۲۷ —

”اول۔۔۔۔۔ اس پر پھر خاموشی کا دورہ پڑا اور وہ چپ چاپ باہر خلاؤں میں ایسے دیکھنے لگا جیسے کوئی چٹخا  
 آتہ تصویر میں ایسے نفکارا ہی ہو۔“

نہا جی! آج میں بوسے کی سیر کرتے فرما رہے ہیں۔ ساتھ فرزند بھی لگا ہوا ہے۔ علی و آئی جی ملے ہیں! (ابوہ)

فرزانہ کے چہرے کی خوشی سمجھا نہیں جاسکتی تھی۔

”اے اے! ساتھ ساتھ آج آپ کو بھی لے آئے“ اچھے سارے دل سے بولے ہوئے دو کراچی ٹکس آئیں۔ ”فرید احمد

نہا! شام کو دیکھتے ہو کہ۔

اور شہزادے نے ان کی بات سنی، لہٰذا سنی کر دی مگر نکلیں نے بات سن لیا ہے ہوئے کہا "اس وقت تو ابھی بچوں کی امان بڑا رہی ہے، تمہارا کرائے ہیں، چسپ، چسپ کا ہند کرام ہے گا تو حب رو بھی آ جائیں گی۔"

اب اسے پروگرام بننے میں مدد دینی پڑی۔ وہ بھی تمہارے ساتھ آجاتی ہیں۔ اب اسٹیل گھر میں رو کر ان کی عزت کیا ادا کئے گی میں؟ فرحت کب تک ان کے پاس رہ سکتی ہے اس کے بعد؟ اس کو ان جانے والے بچے ہیں۔"

”انگریزوں نے کہا جی، اچھا تو بھروسہ یہاں نہ آئے۔“ قباغ نے سوچا مگر اس سے ایک کھل نہیں بھاگتا۔ وہ دوسری امریکی کارڈی میں بیٹھا ان کے گھر جا رہا تھا اسے یہاں آگے جیسے یہاں آگے جیجی سے سکون نہ ملے۔

۱۰۔ لہذا میں نے جتنی قصہ بدستور سنا جو غنا، تکفل پر گاڑی کی تو اسے قصہ یا نثر ایک جہم میں گاڑی جیسی تو نہ لگا۔ جب کمر کڑبڑا گاڑی کا چرخہ گھبرا اٹھو دھن سے بھر مائی۔

”ہاں! اچھی بات کی کہ تو کوئی جمال کرایا کریں! اسنے لیے سترے جو غلام کیا وہ بخیر..... آپ کی گاڑی لے لیں۔ اور کھڑا کروں گا۔“ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے تیرے ہاتھ پر ایک پتھر لگا کر کہیں سے بدل چل کے گمراہ جاتے۔“

”تھیں کا پیو دے، خرمشنگی کے چلا سا پگیا۔“ فریاد و غلجالت سے بے تکیں، اور فرید احمد کھیا کر

میں نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ وہ ایک بڑا آدمی تھا جس کی ہڈیاں کھل رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

☆☆☆

نورنگی دھڑی سے کالج کے گیٹ پر نہیں آ رہا تھا۔ ایک دو دن تو جانے کوئی خیال نہیں کیا مگر جب تواتر سے دیکھا تو اوروں کو ایک ایک گھونٹ سکوڑا سا محسوس کیا۔

”کھانا کھاؤ“ جاننے والے کہتے ہیں۔

”یہ تو باغ پرچہ تھا کہ جسے کسی کو چکان بھی نہیں رہا۔ آئی بھی دوسرے شہر گئی ہوئی چرا مجھے گستا ہے کہ۔“

”کچا بھاری لوگ مر جاتے ہیں؟“ انہوں نے مصیبت سے پوچھا۔

جانی آپ ان کی کوئی بات کر کے بدل لیں گا کہ وہ تو عقول و دماغ اپنے بھائی کے پاس مسجور ہوں۔" "تو بھائی!

”یہ کوئی اور بھی بات تو نہیں ہو گی کہ ہم اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنے کے لیے دوسروں کو برا بنائیں۔“  
 ”تمہارا وجود ملی چاہے کہ اوروں کو مجھے تو نبوت پر لانا پڑتا۔“..... ”شجاع ٹھہرا لیکن میں ہلاک اس کے کلام

”ہمیں یہ کہہ دوں گی کہ میں نے اس کی طبیعت میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھی تھی اس لیے ہم کچھ عرصے کے لیے

آگئے تھیں۔ ”مخبر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔  
 ”انگریز تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کانٹے سے آگیا ہوں اب وہاں کبھی نہیں ہاؤس گا۔“ اس کا لہجہ حسرتی

”یہ شخص کبھی شجاع..... وہاں آپ کی ماں ہیں۔“

”خیر، اس بار تو جانتا ہوں۔“  
 ”خیر، اس بار تو جانتا ہے کہ میں اس بار تو جانتا ہوں۔“

”وہ دھننے کا آئینہ نہیں ٹھہسے گی، یہی بات تمہیں۔“

ہے۔ مگر کیا آپ حلیہ میں اسے نہیں سراپا پہنا کر باور دے سکتے ہیں کہ وہ آپ کی ساری ساری زندگی کے لیے چاہے وہ کتنے بڑے ہو جائیں۔ ہم مجھ کے پاس واپس ضرور جائیں گے اور بالآخر ہم کسی وجہ سے اپنا تمام سامان ہماری کمرہ میں رکھا کریں گے۔ ہاں، میں نے کبھی سوچا کہ میں ایک مٹا ہوا چر ہیں گے۔"

شجرانے ہنس کر بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ کھڑکی سے باہر درخت کے منظر کو جیسا نہ جانے کیا ملاحظہ

وہاں وقت نہ جانے کیا حالت سے / روز بامعا کہ کوئی بیچارہ کچھ لے کر آتا ہے  
کوئی نہیں بولی۔

لپکا کرنا تھا آج تک تو کوئی لکھ نہ جاتا جیسے اس کی فوت - ساعت پر کوئی فرق نہ کیا ہو۔

”تمہارے والد نے کیا سوچ کر چار بچے ہیں۔ دو انھیں میں لے لو۔“

”ظاہر ہے جب کراچی بارے میں آپ کو تہذیبی ادا کی جاں بحق اتریں گے اور وہیں اچس گئے۔“

”کیا میں مسکرا رہا ہوں؟“ اس نے زور سے پوچھا۔ ”میں اس وقت تک مسکرا رہا ہوں۔“

”سہیل یہ بات بھی کہیں ہے۔“ وہ کہہ کر لگا۔

”ہاں کے ہاں مستقل طور پر رہنا چاہتا ہوں۔“

”ہاں! ٹھیک ہے۔“ وہ بے ساختہ مسکرا کر یوں بولی جیسے اس کے سر سے کوئی نجانا سا بوجھ جاتا رہا۔  
 ”وہ چار بچے تو تمہاری دایرہ رکھ میں کی یا میں فوراً ہی مکان بکھر میں رکھوں۔“ اس نے غور سے لفظ بکھر

”اگر سچائی تو کھپا چاہیں گی کہ میں ان ہمیشہ ان کے پاس رہوں۔ یہ سب باتیں تو میں اپنے دل کی





”وہ تیرے بچہ میں جا چکا ہے مگر مجھ کو  
اس ایک قصے کی خاطر میں ایک دل کے لیے  
دہن کو سچ دیا دیا کی میں گھر کیا  
کہاں کی دہن کیا فراق کو کون فرد  
میں خود کو بھول گیا تھو کو بھول کر گیا

آنکھوں میں آنسوؤں کی تابی ہے ان دہن  
دل کو بھی شوق درد شای ہے ان دہن  
مگر بھولے تو آکر میری جاں تیرے بغیر  
ماحول میں شدید دہائی ہے ان دہن

۱۱/۱۱/۱۱

شمار اور گننے کے جانے کے بعد غفلت نیکم نے ہسٹری کرکول کی تھی کہیں تو وہ بڑا خوب گھوٹی کا  
تھیں شمار کے جانے کے بعد وہاں سے خود ہوا ستر سے اٹھا حال ہو گیا تھا جس تک جانا ہوتا تو دھار  
سہار سے ہمارے چلتی ہوئی ہائی تھیں۔ گاؤں کے سرگرمی پر پھر چنگی کی آگ کی طرح چنگی کی تھی کہ شمار  
میں کچھ ذکر ہوئی تھی کہ لڑکائی چلا گیا ہے۔ پھر کوئی غفلت نیکم کے پاس آ رہا تھا اور غفلت نیکم کو  
لگ رہا تھا جیسے لوگ ان کے پاس غور سے لے آ رہے ہوں۔ کسی کے دل سے انہیں کسی قسم کا بھی  
پہچانے سے کام نہ لے۔ لگے آگ نہ لے نہ فرحت سے کہہ دیا۔

”اب کوئی بھی آئے اسے لے کر تم میرے کرے میں سوت آئے لوگوں کی یا تم میں کرے وحشت ہو  
تھی تم میں ایسی گئی آگیا ہوں کی۔۔۔ دیکھا کہ بیٹے اپنی ماں کو کھڑ کر کے چلے جاتے ہیں میرا بیٹا بھی  
کر چلا کہ تے تو اس میں کوئی بھی بات ہے۔“  
نیکم کی بی بی کے آئے کی قسم کی پانڈی تھی کہ ان سے دوستی سے تھا کہ جب ایسا ہوا  
چھانے کے کئے کی فرس سے غفلت نیکم سے کہہ دیا۔

”تم کو کچھ لیا شمار لکھا جا کر پڑھان ہو جانے کا جس طرح اس نے آپ کو دکھ دیا ہے دیکھا ہے کہ وہ  
کی۔“ وہ غفلت نیکم کی بی بی سے پڑھا۔

”فرہاد را جو کہ ایک قضا کی تھی۔۔۔ ایسی شمار کی ماں مر گئی تھی جو میرے بچے کو کونسا بھی فرہاد  
ہو تھیں۔ اللہ سے بھی حالی ہوئے پڑھان ہوں اب کے نہیں۔ اللہ سے بیش خوش کرے گا کہ وہ کی رہے۔  
کیا شمار کے وہ بڑوں کی بڑگئی تھی۔“ اب وہ چلتے ہوئے پڑھان کر دینا کر تھیں۔

فرحت داس کی یہ حالت دیکھ کر فرہاد کی بی بی نے شمار کے جانے کے دکھ سے ان کے دل کو دماغ پر بری طرح  
لا تھا مگر وہ اپنی بہت سے خود تھیں۔ زبان سے بہت کہیں خود تھیں کہ پھر پھر ان کی جان کا کچھ چاہتی تھیں۔  
کی دہن وہ دیکھ کر سرد تھیں۔ ان کا دماغ اس کے لیے دیکھتا تھا۔ کیا مال کی بہت تھی کہ شمار  
کوئی بی بی بھی کچھ نہیں ملتا تھا۔

۱۱/۱۱/۱۱

ایک مدت دھڑل رہا میرا دل  
آپ کی داد کا دہا میرا دل  
آپ کی سی سہلی تھی تمہاروں کی  
ایک عرصہ پہلے رہا میرا دل

ہوئی تو کسی کا تو کوئی لکھا تھا میں تھا۔۔۔ اسے تو میں لکھا تھا جسے اسے نہیں سے غفلت نیکم کی بدولت مل گئی تھی۔  
خوبصورت میرا کڑا کڑا کی محبت کا پالاس کے لیے کسی اموار سے کہہ تھا اس کا میں نہیں مل رہا تھا کہ وہ  
وہ کہہ سائن کر کے کوئی گلاس کی محبت ہے اور اب وہ بہت جلد اس سے شادی کرے گا۔

کیا ہوا کہ اس نے کیغیہ میں کی شادی پاں کی تھی کیا ہوا کہ اس کے خاندان والے اسے اپنی راز کی دیکھنا  
نہیں کرتے تھے وہ بات تو پانی جاتا تھا کہ پھر اس کا خاندان اس کے باقی سے قطعاً آشنا ہے۔

یاد تو جب اس کے خیالات کا علم ہوا تو اس کا مشورہ تھا کہ ”ایسی تم شادی سے بچ کر میں بالکل نہیں پڑو  
گے۔“ پھر وہ اپنی محبت کے خیالات کا علم ہوا تو اس کا مشورہ تھا کہ ”ایسی تم شادی سے بچ کر میں بالکل نہیں پڑو  
گے۔“ آپ کو آئیے پانڈی دوا چھانے میں وہی کر دیا گا جو آپ نہیں کی۔“ وہ بھانے کی بی بی کو اپنی قطعہ دے رہا

تھا۔ اس کی بی بی کو۔

”تو اب یہ خبر تو چلا کہ تو کی ہے تو نے نہیں غفلت نیکم کی تو وہ نہ صرف تمہارے ساتھ سے نکل جائے گی  
نہاں کی تو اپنی گھر میں سے ماں کی زندگی کے لیے نہیں دور کر دے گی۔“

”ایک ٹھیک کہہ رہی ہیں بی بی آپ۔“ وہ سر جھانے کہہ رہا تھا۔  
”نئی الحال خوب محمود پڑا خوب کھلا دیا۔“ چھوٹے سونے نکلتی۔۔۔ بڑکیوں کے لیے شروع میں یہ  
ہوئی تھی کہ اب اس کی موتی ہیں۔“

”تم اس کو کھرا ہے آپ پر کا پڑا ہوا ایسی خاصا ہشتی ہو جاتا ہے۔“ وہ لگنے پنے سے کہہ رہا تھا۔  
”ست پانڈی گھر کی لکھا ہوا کام میرے دھیرے کی کرنا چاہیے کہ ست بھوڑو ایک پوٹھی اور خاص  
اگر وہ دیکھ لے۔“

”مگر ہر شے سے لے کر لکھا کر دیا ہے۔“  
”تمہارے چھوٹے بچے میں بھی پانڈی ہے۔“ بیٹے نے فیس کر اس پر ماں جانے سے ہوئے کہا۔

”جو کہ لکھا کر دیا تو میری بی بی سے تھا۔“  
”یہ ہے۔“ اس کو پھر شادی دیکھ کر پانڈی سکھانے لگی۔  
”خوشی سے شادی سے ہوئے لگا۔“

”بچہ بھول اس کا چہرہ ہاشی کرتا ہے  
جیسے سچ کا جانا پانی کرتا ہے۔“









انہی لوگوں کا خیال رکھنا اور شجر کو صاف ستھرا رکھنا کوئی بڑی غرضی کی بات نہیں ہے۔ بڑے شجروں کا خیال رکھنا افسانہ بنتا ہوتا ہے۔ "جلال کبھی پیاسہ دان کی طرح بول رہے تھے۔"

”پتا نہیں کب میرا شہر صاف ستھرا اور خوش ہے یا کھانگہ۔“ وہ حسرت زدہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔  
 ”اپنے دل میں پورا یقین رکھو اور ایک دفعہ شیئری کے فراتھس میں بھی ڈھری ست و خزاں کا شہر بھی اچھا  
 نہ لگتا تو یہ بھولی مڑھن کس کا؟“ وہ کھدی ہوئی گلیاں سب پر جا کر نیکی کی اقسام والہ۔“

راولپنڈی میں جاں اپنے عزیزوں کے گھر بھی جا رہے تھے اور سب انہیں پاؤںوں پر اٹھالے رہے تھے۔  
 اور ان کے گھر ان کی ایک کمرانی نے عام ناگ بیجوں پر حاکم جب بال سے پوچھا "غیروں میں تم نے رشتہ  
 اور پیار شہزادہ کی پہچان ہوئی ہے" سے بھی مل رہی ہیں یا ان کی اسے اور کی کہانیوں میں پہچان رہی ہے۔"

ہال نے پہلے ہی شکر کیا کہ اس وقت سارا نوکر سے نہیں تھا۔ اچھا، یہ ساری ساری تھی کہ "سارا" بھی جیسی تھی تو! وہ داخل ہو گئی تھی جس میں اچھا شکر! کراؤں وہ کہہ گا کہ سارا نہ صرف ایک اچھی بھولہ بھولہ تھی، وہ خود ایک بہتر ماں بھی ہے۔ فلک اس نے اچھا کو کچھ نہیں دیا ہے مگر: وہن سے جتنی محبت کرتی ہے، جتنا دل خیال دھکتی ہے وہ ایک اچھی ماں کا کونسی ہے۔"

”اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری چیزیں کا نقشہ مرتبہ کر لیا ہے اور وہ عموماً جانتی ہے کہ کوئی ماں بھی نہیں  
گناہ کی نیکی نہیں کرتی۔“

”مسلمان! جان آپ بھی تمہیکہ کبھی اس مگر ہر شخص کا تجربہ مختلف ہوتا ہے۔“  
اس نے میں سائز کر کے میں آگئی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ مرثیٰ جاننا نے بلال سے کیا کہا تھا اور اس کا بادل  
دلایا اور اب دل تھا۔

”نا، بے وقوف مجھے اس کے گریہ دکھائیں گی ناں۔۔۔“ چھوٹی بچی نے سارے سے پاندوہ وائر میں کہا۔  
”ہرگز نہیں اس کے گریہ تو میں جیسے بالکل نہیں دوس گی۔“

نہانی جان، انکھوں میں تہہ خرمبر کے بلبل کو دیکھا اور کھٹکھٹا کر خوشہ بخواہ مسکرائے لگیں۔ اب یہی جہانی ہوئی  
 اُپریں سے حق صاف کہہ دی تھیں، "تو دیکھو کسی سوختی کا فرق!"

”آپ کا گھر اب بے خان بن چکا ہے۔ طبیعت اب اسی طرح سے ٹھیک نہیں ہو جائے گی کوئی آئین کریم نہیں لائے گا۔ آپ کی اماں بھی نہیں۔“ سارا کوئی کاروبار ٹھیک کرتے ہوئے آگے سے کہہ رہا تھا۔

”مافی جان، ابہ اجازت دیجیے۔“

یہ تو ہم خیروں کی طرح آئے ہو، ہم ازم و چاروں رکھتے تو مجھے خوشی ملی۔ ”وہ بھی اجاگر رہی۔

۱۰۔ خند و مکر کی کئی این سائز، کوشا پنک، لرو لٹائی، پے لوز دھات، گڑھادی، ردا کی ہے۔ ۱۱۔ سائز و مکر کی ان سے بہت بڑی آئی۔

۱۔ کیا غصہ کرنے کے بعد بھان اپنا بیویف میں بیٹے کے لیے جوابدہ کر لیا تو اس کے کانوں میں ممالی جان کی آواز آئی۔

”آپ پریشان نہ ہوں! آپ کی تنگی دس وقت پہنچے گھر میں آرام کر رہا ہے۔“  
 ”یہ جاسوس کونترہ کو کیا گھس۔“ کہنے میں پھٹے ہوئے تاروں نے اس کی باتیں سن کر مسکرا کر کہا۔

”ابو کے ملے ملاؤں میں سے ایک خاتون تھیں۔ آج انہوں نے مجھے تہہ رے ساتھ رکھ لیا ہے۔“  
 ”وہ مجھے اسباب قرار کیا تو ڈرنا کیا۔“

”تو پھر کیا کریں..... اب ہم لوگوں کی آنکھیں تو چھوڑنے سے رہے۔“

”دورِ حال میں نسل کا چشمہ بھی اگا کیا کرتا۔“ ”دور سے اس کی بات جہاں سے ہو گئی۔“

”میں تو کہتا ہوں اچے گھر میں علی لایا کرو آپا تو مجھے بھی ان دونوں ملتان میں چیرا تمہارے گھر

”راش ٹھیک ہے چہاڑا مگر میں ظاہر بھائی ہو جے ہوا بھائی میں کس سوچیں مجھ کو لوگ۔“

جنگل کی گونجی میں لوگوں سے متعلقہ ہیں کہ ہم سے کیا اس عزم کا کیا کیا ہے؟  
 جانے کی جلدی ہو گئی ہے۔  
 "نہایت ہی برا ہے کہ کچھ لوگ ہیں۔"

”خاکمیں تم سے ہماری ساری دولت باقی کرنا چاہتا ہوں۔“

☆ ☆ ☆

”سارہ اسے شوہر کے ساتھ ایک شادی میں شرکت کرنے اور واپس آنے کی تلقین کی اس کی سہیلیوں نے دیکھ کر اسے غصہ ہو کر روٹی چلی گئی تھیں۔ سارہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سبھی کے ساتھ سڑی میں بھی جائے۔“

ہے کہ اس اسلام آباد میں بھی وقت گزرا ہے۔“

عرصے کے بعد مری آئی تھی؟ اسے ایک ایک چیز اچھی نگاہ سے دیکھی۔ دونوں بچیاں بھی بے حد خوش تھیں۔ موسم بھی اچھا تھا۔ سارا دن بول خوب انجوائے کر رہے تھے۔

مال روڈ سے انہوں نے خوب شاپنگ بھی کر ڈالی تھی۔ سب کو سینے کے لیے تحائف خریدے تھے۔

کاش میرا شہر کراچی بھی اتنے صاف ستھرا و سوا ہوا جائے جتنا کہ یہ اسلام آباد ہے۔" سائر نے طلال کو

”جب تک لوگ مثالی کو ایمان کا ٹھکانہ نہیں سمجھیں گے اور اگر انہیں جانب کشی ہو سکتا ہے۔“

”اسلام آباد میں لوگوں سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔ صرف ایک سیمینار کی ضرورت ہے۔“





”اب اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو میری بلا سے خوب مشق تیار رہو۔ تمہیں تو کھانے سے بچنا ہے۔ اس نے بے اعتنائی سے اپنے شانے اچکائے اور ٹیڑی سے آگے کی جانب بڑھ گئی اور منبر اسے لمبا اور صاف سے جاتا دیکھ کر ہلکا ہوا۔

☆ ☆ ☆

[illegible]

”جئے گا توں مثلاً آپ کے لیے؟“

”لے آؤ مائیکہ میں چھ کھانے کے لیے بھی لے آؤ۔“ اس نے کہا۔

فروغ چاہے اور مسلسل روکر کے ساتھ وہ بھاپ اڑائی جائے لے لہائی تو وہ خوش ہو گیا۔

”میں نے تم بہت اچھی ہوتی تھی، ہاتھ میں ڈانڈا بھی بہت ہے۔“ زوئی نے کہا۔ وہ نے بے خوفی سے کہا۔

”آج نہیں پھر کسی دن عظیم مرے۔“

”جیسا آپ کی مرضی ہے۔“ اس نے سر جھٹکا کر کہا۔

”سکین میں لگی دونوں سے اپنے لیے جواب تلاش کر رہا ہوں کر لیکن کوئی جگہ بھی نہیں ہے جہاں جانا ہو۔“

”اگرچہ کہ یہ سب کچھ اچھا ہے۔“

”کیا؟“ کہا..... ماموں کی دکان پر کام کر لوں میں۔“ اس نے تیور مری چڑھنا کر پوچھا۔

”اس میں مضائقہ ہی کیا ہے تیرے میرے کیا لا کر لی کرنے سے نکلا بہتر۔

”لایا جائے۔“

”ہم یہ چاہتی ہو کہ میں لڑا چکی آ کر مزدوری کروں۔“

”مزاویہ لڑنے کو کس نے کہا آپ سے۔“

میں نے سچ کہا تھا۔ وہ ایک دم شہنشاہ بن گیا۔ کپڑے اٹھا کر دوڑے۔ دے گا۔ رول کی

شکر ہے اس شام فیروزہ اپنے میاں کے ساتھ جہیز کے ہاں لگی ہوئی تھیں۔

”آپ غلط سمجھ رہے ہیں شجاع..... بالکل غلط۔“ نقیہ رو رہی تھی جو کراہے سمجھانے کی کوششیں کر رہی تھی۔

"تمہاری ماہانہ کے گھر میں رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم یہاں ٹھہرنا کہہ رہی ہو۔"

”آپ کو تو نوکروں کی تحریالی کر لی ہو گی اور لکھنؤ کا شہابِ ثقیل..... اور آپ سے کہا ہے کہ مہرچ

644

”کیا کہہ آفریب سے نکلی کر انٹر لارٹ چلی جاؤں اور وہاں سے خود آ جاؤں۔“

”نہیں جان! یہاں نہیں گزرتی کئی نہیں تو پرسوں میں تمہارے پاس ہوں گی۔“

”اچھا اب رُخسار و اِسلام گز بو لئے کی نہیں اور عی ہے مات کو دیر سے میں خود خون کروں گی اب تمہیں دولا کرنے کی ضرورت نہیں ہے او کہے۔“

اور چپ خانے اپنا آخری جملہ ختم کر کے موبائل آف کیا تو وہ بیدار نہ ہو سکا کہ قہر ہی مگی اس کے سامنے منورہ

”میری فریڈ کا خون تھا اب وہ مجھ پر، زار اس صورتی ہے کہ میں کوئی نہیں خواہ خواہ کالج میں غیر حاضر

پھر وہی ہے جس نے زمین کی سیڑھی پر کھڑا رہا۔

”میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔“

سے کچھ نہیں کرتیں ان لیے۔ "ٹھاہٹک ٹھاہٹک کر آتا منہم ہے ان کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

”بیچے۔ بیچیں ہے۔ کہ جو چاہو تم، جھوٹے لیبریں اور وہ ساری ضرورت ہے۔“ سوار نے سرجرے سے کہہ کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

تبہ کا دل پر حکم سے رہ گیا۔

”یہ منظور کیا کہہ کر گھبرا اٹھا اس سے۔“

”اس کے سچے بیٹے کی طرح آری۔“

لیا اس کو پتا چل گیا ہے کہ کسی سے محبت کرے گی ہوں۔

اساتے چاہیں کیا ہے خود سارے مرد اور ان کو بتادے اور یہ کہیں وہیں یا مت کیا کریں۔ اور خود  
پریشان ہی ہو گئی۔

کچھ سوچ کر وہ منور کے پاس گیا تو وہ ایک کڑی پرنتہا بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔

”منور..... میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔“

”ایسا کہیں؟“ وہ فیروز چٹھی سے سنتا ہوا۔

”ابھی تم مجھ سے کہو کہ ہے تھے۔“

”کیا کہہ رہا تھا؟“ اس نے اٹنا ہی سے حوالہ کیا۔

”تم مجھے جیسا بنا کھو رہے تھے۔“

یہ بھی نے لب کہا ہے؟

”تمہارے بچے..... تمہارے لیا گئے ہیں چالی تین برس۔ وہ اب کسی کی گالھ ہو گا۔“

چاہی تو جو کرمائی لیں جو کرم مارے کھراکے کے تپا اسوں کو دینا میں اس سے بڑا اور اس سے بڑا ہے۔

٢٠٠٠

”کائنات میں جیسے ہر شے اپنے جگہ پر ہے، ویسا ہی ہر انسان اپنے جگہ پر ہے۔“

کو جھوٹ سے نفرت ہے اور اس سے جھوٹ پر لڑا بھی نہیں جاتا۔" دستور نے کٹ دار لکھے تھے کیا۔







فریاد اچھے علمت آپا کے گھر کو ہی کیا تو مسلح فوجی بھی رہی پر بیان ہو کر انہوں نے فرحت کے گھر فون  
اڑا، معلوم ہوا کہ فرحت آپا کی اس میں ہیں۔

”آپا آپ بھی کروا لیں گا میں یہاں کب تک فرحت کے گھر میں بیٹھ رہی ہوں گی۔“  
”کڑواؤں کا وقت ابھی چلنے لگے ہے گھر کی گرد ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایک بچا سے نوازا۔  
نہ نہ ہوئی تو میں نے بارود لگا کر ہلکا پلٹ کر دوڑا۔“

”کئی ماہ بھی گزر رہی ہو گی، آپا! تھوڑا بھائی ابھی مرنے والی کیام میرے پاس آ جاؤ شوق اور انگلی بھی میرے  
اس چتر تھامے جانے سے مجھے یہ طمانیت حاصل ہو گی۔“  
”بھئی، بیساری زندگی کاوش رہی اب میرا دل کئی بھی نہیں لگ سکتا ان بھی بڑے شہروں کا قتل  
لہذا مجھے کہاں رہنا ہوتا ہے۔“

”چھاپن کرو کہ وہاں کون سے لیے جاتے۔“  
”بھئی، یہ اب کہاں رہی صحت ہی کی کتنی ضرورت کروں۔ مجھے تو ہنگامہ ہے کہ میں بہت جلد ہی ہوگی ہوں  
لہذا میرے دلک چپ سے صرف ہو جاؤ گئے، انکے بھی بڑے سہ ہیں ان کے کئی بڑے سے کسی کوئی فرق نہیں  
ہے۔“

”آپا بھی باقی جس تھامے کر رہا کہ آپ کبھی تو اس قتل کے جوابی دیکھو اور آپ اس کے ساتھ آ جائے۔“  
”تم کسی کوست بھیجا میں کہاں اسکوں کی آپ کہنا جانے کو دل بھی نہیں جاتا۔“  
”میرا رہی ہے آپ کا کمر بٹا کر آ جائے ورنہ کیا امید رہے میرے بھائی اور بچوں کے آپ کو خیر آئے گا۔“  
”میری کیا امید! وقت گزاری ہی ہوں اللہ گزر دے گا جو چاہے رہے۔“ انہوں نے ایک گہری  
ماں لے کر کہا۔

”بھئی آپا آپ یہ میرے ہمارے ساتھ کریں مجھے اچھا لگے، انکے بچاں کے ساتھ ساتھ آپ بھی میرے پاس  
جہاں لی گئے بہت سے گھر میں آپ کے گھر کے گھر سے ابھی بچہ ہو آپ ہمارے گھر آ جائے۔“  
”بھئی، اچھا لگے گا مگر آپ کی دوسرے کیا چاہنا گئے۔“ فرحت ہنسنے لے اپنے انسو پیتے ہوئے کہہ ڈالا۔  
”خیر وہاں کی نہیں رہی ہے۔“ انہوں نے ان کی بات کا مطلب بھی لگا لگا دیا۔

”میں تو ایسے ہی ایک بات کہہ رہی تھی میں کی بارے لوگ پر پٹلی کا فاسٹ ہو جے تھیں، چلے جائیں  
وہاں پہنچاں ہوتے ہی ہوں گے گھر میں کے پاس جا سیں وہاں سے زیادہ پریشان ہو جاتا ہے۔ ہوش ہو توں  
نہ۔“ ان بھی بڑے بڑے ہوئے چیرا اس لیے ان سے دور رہنا چاہیے اور نہ وہ خود کو پریشان ہو جا تا

”آ آ آج آپ بھی آئی کر رہی ہیں اگر آپ کبھی تو میں آپ کے لیے آ جاؤں ہوں اور آپ کے آنے سے میں  
میں پریشان نہیں ہوں ہر بات آپ کو کہہ رہی ہوں اگر آپ چاہتے ہیں شہر آ کر ہوں۔“

”آپا! میرے گھر میں فرحت اور اس کے بھئی کے ساتھ گزرتا رہا تھا۔ وہاں سے فرحت کے بچوں  
اور وہاں کے کہیں ابھی وہاں کے سب سے کہیں ان کی اس لیے تم نے دل میں کوئی ایسا بات نہ لائی ہوں  
میں، اور ان طمانیت مل گیا ہے کہ اس بات کی بھوری اور نہ کی کہ نہیں ہے۔ بھیا گہری کوئی بات نہ کہو  
نہ۔“ مجھے صاف گروا۔“ فرحت جیسے نہ خواہاں تھا کہ کہوں کی لاش کی کاٹ دی تب فریاد احمد شہید

جہاں پاک پکڑی آئی تھا اور نہ شہر میں دونوں سے وہ اپنے گھر میں تھا۔ اپنے شوہر کے کھلے آ کر  
گناہوں سکون ملا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی ملنگی ملنگی ہو جائے کہ اسے اپنے گھر

”ایک دھڑو دا بے پرانے دوستوں سے ملنے کے لیے بارے لگا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ خیر وہاں  
میں تھوکتا اب اور وہاں سے بڑی بڑی دالے سے بڑی لڑکی تھی۔“

جہاں کے قدم سنیں گے گھر کے ہو گئے۔ ان کے سامنے سے گزرا تو خیر وہاں کو سلام کیا۔  
”میں نے بچا نہیں بیٹا۔“ خیر وہاں نے اس کے سلام کا جواب دے دیا۔  
”آپ کی مش خال ہوں۔“ اسکا نام بتاتے ہوئے بچہ بھٹکتی ہوئی۔

”اے بڑے بھائی۔“ انہیں نے حیران ہو کر کہا۔ ”آپ تو کل ہی بدلے میں اپنے بھائی سے ملے  
سے آ کر تھے۔“

”کھینا مارا کرتے دوست احباب کے کہتے ہیں کہ میں جہاں کیا فرماؤں سے اس کا صرف چہرہ  
نہ ہو کر تھا بلکہ ہم بھی مرنے ہو گیا تھا۔ ان کی جہاں پر جہاں شکر کا خوش ہو گیا۔ اسے بھلا چپ اور  
دیکھ کر انکے منے رنج کے بارے میں چھا۔

”اس کی شادی ہو گئی ہے اور وہاں ہیں اور نہ میں ہے۔“  
”خیر! میں نہیں آپ کے ساتھ۔“

”بھئی! ابھی وہ کتنے سے پاس ہیں مگر وہ بھی پاکستان ضرور آئی گی۔“  
”آپا! میں کوئی نہ تو ہمارا سلام کہتا اور سچ کی شادی کی مبارکباد بھی۔“ خیر وہ نے کہا۔

”خیر ضرور۔“  
”بھئی! میں دن ہمارے گھر آؤں۔“ خیر وہ نے محبت سے کہا۔

”بھئی! میں دن گھر کا کچاں چاہتا ہوں توں کل سے کہ آپ کے اس ایمان و رہی ہو رہی ہے۔“ اس نے مجھ  
ایک اچھی سی فکر والی کر کہا۔

”بھئی! تو اب بھوش کے لیے کر رہی آئی ہے اس کے شوہر کا دل اب گاؤں میں لگا ہی نہیں ہے تو  
کہ۔“ خیر وہ دنگی دھڑکنے لگے اسے جہاں میں۔

”اچھا اب میں چلا ہوں۔“ دل نہ چاہتے ہوئے بھی اسے کہنا پڑا اور نہ وہ سلام کرتے ہوئے دھاکے  
گیا۔

”اب کاہر کا ہے بچے پرانے دوستوں سے ملنے کا تھا مگر بھئی کہ اس کی آواز سن کر اب وہاں  
رہا تھا کہ نہیں جا کر وہاں سے منہ کی دوسرے کی خبر نہ پچھا اپنے بارے میں کوئی کہہ نہ سکتا۔  
چاہ بھی وہاں چکر لگا دیا تو پچھنے وہاں سے اپنے گھر میں آ گیا۔

”بہت کئی چیزیں اپنے دل سے نکال کر کہیں نہیں کہہ سکتا۔“ وہ یہ سوال اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔  
”بھائی! تو اب یاد آ کر کہ میں خیر ہو رہا ہوں خود ہی آگے آئے ہیں اور بہت کئی ایسے ہی ایک ہو

کا دم ہے۔“ بھئی جو کہ دل کی خبر میں سے بھوت پڑا ہے اور خود ہی بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس پر بھی کاہر  
چلتا۔“

تدو لگے۔

"آج صفت آ یا کی باتوں کا انداز غلط تھا وہ قہر کا ثبوت ہیں۔ سے کہیں بھلے کیلئے کرنے کی عادت تھیں اور اب وہ اپنی بات کو خودی رو کر رہی تھیں۔ صفت آ یا تین بیار ہیں پہلا خیال ان کے دل میں بھی آتا ہے وہ بے شک میرے ساتھ تھے مگر ان کو کچھ شہر ضرور ملنا چاہیے۔"

اپنے جانے کے بارے میں انہوں نے نہ فیروزہ سے کوئی تذکرہ کیا اور نہ ہی کلین اور شہناج تیار ضروری کام سے منہ ہارنے کا ہر گرام بڑی کوتاہی کر دہائی انہیں ٹاپ بٹھی گئے۔

صفت آ کے آگے میں جب پہلے تو اس وقت رات کے نو بج رہے تھے فرحت اور اس کے بچوں کے صفت آ لکھا تھا کہ کوری نہیں۔

یہاں کوئی کھانا تو لالہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ان کے گلے لگ کر اس قدر دھکیں کہ فریاد اٹھ برپا ہو گئے۔

"آپ... خیر تھے تو یہاں آئے تو کھانا کھا کر بات کیا ہے؟ تم اس قدر دھکیں گئی تھیں کہ اب میری ہڈیاں نے ہر سے بہن کے گلے میں ہاتھیں داخل کر کے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو کچھانے سے کچھ کھانے کا کیا؟" فرحت نے، ہنسنے سے کہا۔

"کچھ کھانے تو کچھ نہیں کھا؟" وہ خیران سے ہو کر بولے۔

"کیا کھانے سے بھی کچھ نہیں کھا؟" فرحت نے پوچھا۔

فریاد اٹھنے لگن میں گرنا پڑا۔

"خیران! اس سے لڑ کر کوئی بھی نہیں کھانے کے لیے اس کے خیم میں چار روٹی دیں۔"

"کچھ لایا یہ بات معلوم ہی نہیں۔" فریاد اٹھ کر بیٹان سے ہو گئے۔ "جب عمار کو روٹی کا گرمی جا کر بھی اکلنا ہے۔"

"میں نے تو یہاں کچھ سے تیر ہیں اینٹ کا جراب چھڑے دینے کے عادی ہیں مگر کچھ روٹی کھا کر اپنے سے اچھے گئے ہیں۔"

"اس کی کوئی ماس جیسا؟"

"نہیں! یہاں کباب وہ گاؤں میں رہتا تھیں چاہے ان کا یہ بھی خیال ہے کہ ان کی کالنگیں کا خیال نہیں رکھتے۔"

"کلین نے تو بھی لکھا ہے کہ میں کاش میں نے تو پوچھا تھا کہ کیا کچھ اس ساتھ ہیں؟" فریاد اٹھ کر اس کے گلے

کہ وہ بہت جلد ہمارے پاس آ جائیں گی۔"

"اسکی اہلی ہاتھ بڑا کر رہی ہے لوگ۔" فرحت نے گل کر کہا۔ "سارے کو اپنے پاس کی کوئی روٹی رکھ کر

چاہتی تو پھر کچھ بھی یہاں لایا نہ دیتی۔"

"اس کی سارے سر کی گولی نہیں ہے۔" فریاد اٹھ کر تیری چڑھ گئی۔ "تو آپ کو آپ عزم کیا تو میں ان کا

کاٹوں سے کڑ کر آپ کے اس گلے کی گولی نہیں ہے۔"

"میں نے فریاد اٹھ کر کڑ کر کاش میں نے شہناج سے خود کہا تھا کہ وہ کوئی چلا جائے جب اگر وہ چلا گیا

اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"وہ تو یہاں سے پاس دیکھنا آج کی اولاد کے لیے مشکل ترین کام ہے اور میں بے ہرگز نہیں چاہوں گا کہ

میں جھگڑ میں گرفتار ہو جائوں وہیں وہ خوش و خیر آ گیا ہوا ہوں۔ میں اس میں بھی دبا ہے۔" صفت آ نے

اپنے لہجے میں کہا کہ اس وقت انہوں نے کہہ کر دیکھا ہوا تھا کہ بات وہ خودی میں بھی نہیں دے گا سوچے ہر وقت

میں ان کا رجحان خودی میں آتا ہے تو اس کے ساتھ انہوں نے اندر کی اتار لیا تھا۔

"کچھ آج بھی معلوم تھا کہ وہ اس قدر اکیلے لڑا ہے اس سے لڑ کر کچھ چلا گیا۔ اس ماں سے کر کے گیا

اس نے اپنی ماری کی زندگی اپنے دلوں میں چھپ کر لکھا کر دینی۔" فریاد اٹھ کر دھکیں صفت اور ہاتھ

"تمہارا کوئی بیٹا نہیں ہے؟" انہیں کہا کہ پھر لڑ کر کے کچھ ضرور ہوتے ہیں ان کا پانا نہ سنبھالنا نہ کیوں کے

ٹاپا میں زیادہ شکی ہوتا ہے۔" صفت آ ہنسنے لگا۔

"یہاں آ پاس میں گالی کی کوئی بھڑی ہوگی کہ اس اولاد پر بے رحم ہوگا۔" لہجہ آ پاس وقت آپ میرے

ماتھے پر تپے تب شہناج کو بھی احساس ہوا کہ اگر وہ اس کو پھر دیکر آ تو ان کا کھانا انہیں اپنے پاس لے گیا۔

"میں نے فریاد میں کوئی کاشی دیکھی ہے؟" انہیں کہا کہ اس نے کاشی میں لکھا تھا کہ اس کی ہڈی میں اور

اور میرے ماتھے میں بھی ایسی کچھ ہے کچھ تو بہت غریب سے پورا عمارد تھا کہ وہ کچھ پھر دیکر چلا جائے گا گردل

کا وہ ان دلا سے بوجھ تھا کہ شاید میرا خیال غلط ہو کر وہ عمارد ہو کر رہا۔"

"آپ اگر آپ کچھ نہیں تو اس دلوں کو اپنے کمرے نکال دوں گا کرتے ڈال کا بھڑا معلوم ہوا ان لوگوں

کا۔"

"میں نہیں چاہتی کہ میری بیوی سے تم ان سے کوئی ماسلوک کر دینا شہناج میرا بیٹا ہے اسے تکلیف میں

وہ لڑ کر نہیں بیٹا بن جائوں گی اب دل وہاں میں آئی سکت نہیں رہی ہے کہ میری نگینوں کا بار بار وہ غرض

روٹی میں بھی خوش ہو رہا۔" فریاد اٹھ کر کا یا عمارد کچھ گرفت زد سے ہو گئے۔

دوسرے دن وہ لوگ کر رہی آ گئے۔ انہوں نے کوئی کوئی نہیں بتایا کہ وہ گاؤں صفت آ کے لیے گئے تھے

گوہاں کے دل میں شہناج کے خلاف ایک بادل مارتا تھا۔

وہاں چلا کر جب اپنی ماں کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر وہاں سے ساتھ اس کے معاملات کیسے بہت اچھے ہو سکتے

ہیں۔

یہی وہ تھا کہ کہ فریاد وہ ان سے خوشی خوشی کہا "میں نے شہناج کہہ رہا ہے کہ وہ آپ کی شاپ میں بیٹھا

اس کا شہناج کی بیوی سے آپ کو بھی بڑی آسماں ہو جائے گی گاؤں میں بھی پریشان نہیں کر سکتے کہ جب وہ

انہیں کے کہے کہ ایک ہر وقت شاپ میں موجود ہے۔"

"مگر میں یہاں نہیں چاہتا کہ شہناج ہمارے شاپ پر بیٹھے۔" فریاد اٹھ کر ہل کر کہا۔

"اسے کیا ہو گیا تو آپ آپ نے تو اس طے میں خودی دھما دھما دی تو وہی اور آپ خودی دھما کر ہے

فریاد اٹھ کر نے جھجھک سے شوہر کو کھینچے ہوئے کہا۔

"زرا غراب ہو گیا ہو یا یہاں کہا جاتا تھا کہ وہاں کاش میں شہناج کی بیوی کا ان میں کچھ نہیں دہلے گا۔"

"مگر اس...؟" فریاد اٹھ کر نے فرحت سے پوچھا۔

"وہ اس لیے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔" فریاد اٹھ کر نے اشتعال میرے لہجے میں کہا۔

جب فریاد اٹھ کر نہ جھجھک سے کھلا کھلا کر گیا۔

”یہ بات دیکھیں آپ ان میں حشر بھی بہت ہے اور طاقت بھی۔ اپنی زبان سے دوسرے کے دماغ کی فکڑ فکڑ جاتی ہیں۔ یاد ہے آپ کو کبھی کے بارے میں۔“

”زیادہ کبھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ فریاد احمد بولی کی بات کا کمر ہنسی ہوا ہے۔

”شیراز آپ کا بھائی بھی ہے اور دادا بھی، اگر اس کا بھائی شاپ پر دیکھ لیں گے تو مجھ سے زیادہ آپ کی آپا لڑی ہوں گی۔“ فریاد وہاب دوسری چال چل رہی تھی۔

”تھیک ہے کہہ دیتا ہوں سے کل سے دکان پر بیٹھا کرے۔“ فریاد احمد نے گوارا لے لیا، ان کے پاس سے لگ رہا تھا جیسے یہ فیملی انہوں نے یہ حالت بھری کی ہو۔

فریاد احمد کے پاس نظر پڑا تو اس کی سرخسائی کے ساتھ ساتھ اس کے کان میں بھی اداواہات مہرے ملنے لگی۔

”اے کل کو تو نے بیٹھے بیٹھے کیوں نہیں۔“ شجاعت اپنی ماں سے لڑا کر آیا ہے۔

”ای اے کوئی اچھا بھی بات تو نہیں ہے۔“

”کہہ رہا ہوں۔“ کمر جیسے لے لیے تو ابھی سے کمر اس کا ہاتھ کے کانوں سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔ شجاعت اپنے سینے میں رو کر ہڑکی کو کھنکھاتا رہا ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

”خدا کی کے بعد تو ہڑکی کو اپنا کمر گھوما لگا ہے۔“ فریاد احمد نے گنگوڑا سے ہنسی چولی اور گنگوڑا سے رہائی لوب ہوئی ہے۔

مجھے خبر ہے تجھے سوچنے کی خاطر ہم

بہت سے کام مقدمہ پہ دل رکھتے ہیں

تھرا سے بعد یہ عادت ہی ہو گئی دینی

تکڑے سوچنے سے سنبھال رکھتے ہیں

”اللہ کی داد دینی۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”ہمارا آقا دینی نہیں۔“ شجاعت نے کھنکھاتا ہوا لہجہ بولا۔

”کوئی نہ کوئی بات تو دینی ضرور ہوگی۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”اس بات ان کے سامنے آ جائے۔“

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”جہت ہے ایسی ہی ہمارے جہت ہے۔“ فریاد دیکھنے والی دینی کوئی چھپا ہے ہوئے فریاد احمد سے پوچھا۔

”تو مجھ..... کب وہ لڑائی کی غما ماس نے پوچھ دی تھی۔“

”وہا کے مردانہ بیانی میں چوں میں مسرت ہو جائے ہیں اور اس کے رنگ میں ایسے رنگ جاتے ہیں انہیں اس بات پر آتا ہے کہ ممکن ہو حال اور زندگی کوئی اور.....“

”اسی کا ہی فائدہ ہو گیا ہے کہ نصف مئی میں ڈنڈ ہے اسے کوئی دوسرا بھی اذیت نہیں دیتا۔“

”یہ بات جس اس بات کی ہوگی کہ آج کے بچے اپنے والد کی بیوی کی جلدی بھول جاتے ہیں۔“

”مگر جس تو آپ کو برسرِ زندگی میں ہوں گا وہی میں تم سے بھی بڑا راز کے لئے آپ کی محبت اور زندگی کا

لے لے لے لے اور اس کے بچے کے لیے وہ راز اندھا مائیں کا بھی نہیں ہے۔“

”میں تمہاری بات میں نہیں شگافی کی کر رہی ہوں۔ وہ وہی کو چھوڑ کر اپنے دو کچھ لکھی دامن بکس جاتے

اس کی ماری کی بیوی کی عذبی عورت ہے..... وہ کی بھی اس کے پاس نہیں آئے کی۔“

”ایسا ہر نہیں دیکھ وہ کہہ گا کہ میں گئے اور انہیں جانا چاہیے۔ وہ کہہ نہیں گئے تو ان کا بیٹا بھی جیسے چھوڑ جاتے گا۔“

☆ ☆ ☆

فرحت نے بہت دیر کا تھا لڑائی تو اسوں نے بھی بہت غمناک کی تھی اور وہ اپنے بھی بھائی بہت قانع کر

تھیں نہ سناچے گھر آ کر ہی دیا تھا۔

پہلے بچے تو فرحت بھی آ کر ان کے ساتھ ہی مگر بچوں کے اسکول کا مسئلہ تھا اور دوسری والوں کی

دوسری کے سبب وہ اپنے گھر چھوڑ کے ماں کے پاس آ کر نہیں رہ سکتی تھی اس لیے ان دونوں محنت یکساں

میں اکیلے رہ رہی تھیں۔ عیسائی کی عظیم روزانہ علی ان کے پاس پندر لگائی تھیں اور وہی دن گزار رہا تھا۔

مات کو تیار انہیں مشکل سے علی آتی مگر کچھ اجارہ دقت کر رہی رہا تھا۔

جب سے لڑا وہاں کاتب کو سلیم اور احماد کا فرح انہیں چھوڑ کر گامی چلا گیا ہے ان کی آمد بھی یہ ہو گئی

آئے وہاں کو دیکھ کر کچھ حلقہ بھی گھبرا کر شہر اور احماد پر کڑی کیا ہے۔

”اس کے بچے یہاں چار رہتے ہیں۔ یہاں کوئی انہی زمری بھی نہیں ہے جس میں بچوں کو چاہے

آسانی ہو۔ بچوں کو بعد وہ لوگ داکٹر آ کر پکڑ گئے۔“

نہاں کیا باہر ان کے چہرے کا سامنا تھا کہ ان میں اور اتنا بڑے والے کوئی صحت کی نظر کھینچے تھے

نہیں تھیں مگر کی بیوی کے تواسے ان کی بہنوں تک اتفاق بھی گھر بھاری ہجر ہو کر گاؤں میں کل

تھیں۔

شجرانے ماں سے کہا تھا کہ..... میں کسی ایک کے ساتھ ہی زندگی گزار رہا ہوں اور ہاں کے دھانے میں

یہی زیادہ مانگی ہے۔ بچے بھی ہیں۔“

نہیں پر محنت بھی نہ کہا۔ ”بچے قسم ہے کہ میرے مرنے پر وہ گاؤں آئے۔ میں یہ دیت کہ کے ہاں

اگر شجران آئے تو اس کو کبریٰ کی محنت دیکھنا چاہیے۔“

یہی ہوئی بہنوں کی گواہ شرف کے گھر میں بھی پہنچے تو دانی نہ کہا۔ ”وہ کی دیکھو اور اس قدر دانا

مات ہے۔ محنت کا محنت دینا لڑائی میں کو چھوڑ کر آیا۔ جیسا جیسا زیادہ چاہا۔“

”مائی یہاں تک کتا کرتا ہے۔ اپنی بیوی تک سے چھوٹی بہنوں کو اسے کی کو نہیں کرتا ہے۔ کھانا

میں ہوس کو آگ میں کھینچتی ہے۔ اس کا دل بھی چاہتا ہے کہ اپنی زبان کے شہر سے ہر ایک کو مارے۔ نہیں

بل بل کے چھوٹے چھوڑ رہی تھیں۔

”تو نہیں کیا ہو گیا ہے شرف کو..... پہلے اپنا تو نہیں خوار فرح کے ساتھ جب ہوتا تھا تو تم لوگوں کو کتنا

درا تھا۔“ مائی کا جی تو کھش رہا علی نہیں۔

”فرح تم اگر کم اس کے کام تو نہ لگتی تھی۔ اب تو سارا دن اس کے کام کر رہی ہو کہ ختم ہونے میں نہیں آتے

اور وہی سلسلے میں ہیں۔“ چھوٹی کال کچھ بھی کاٹتی تھا۔

”خارج کے لیے تو میں جانا تھا۔ تو میں پر نہیں دیتی ہے۔“ شرف اگرچہ بے شمار بھی تھا مگر بھلے سے وہ ان پر

ہاتھ نہیں لگتا۔ مگر کو کھانا دیتا ہے اور جیسے وہ گھر میں آتا ہے سارے گھر کو پریشان کر دیتا ہے۔“ مائی

کا مذہم سے نہیں لکھ کر رہی تھیں۔

”بھئی تو کل سے کروا کر شرف پر کسی نے جا دیا ہے جب علی اس کے ساتھ ایسا رہا ہے۔ چھوٹی بہنوں

پر شرف اچھی شکوک کے باوجود کھانا دے۔“ مائی نے اپنی چاندیوں پر ہانک کر مائیں کرتے ہوئے کہا۔

”سارے بچے پر جادو کر کے گھر والوں کے سوا کوئی نہ کر سکتا ہے۔ جہاں جہاں بچے کی ناک کھائی اور وہ

فرح خلاق کا جوہر کو جانے کے بعد بھی کچھ شرف کی ان کی گھر میں ہے نہ اسے کوئی ختم ہوئی گھر اور کوئی پریشانی۔

ان بہت اتنی کر شادی کے بعد تو بیوی بھی کئی گھر خلاق کے بعد رات گزار چکا صرف چاروں کے کچھ جانی

ہے۔“ شرف کی ماں نے لکھے ہوئے لکھے میں کہا۔

”میں نے تو ثابت کر رکھے ہے چھوٹے بھائی کا رشہ بھی کیا ہے فرح کے لیے جو کھانا چلاتا ہے۔“

”اس کی بات تو فرح ہی کر دے اور وہی تو کوئی پریشان ہے۔“

”طبع کے بھائی کا رشہ ہمارے گھر بھی تو آ رہا تھا۔“ مائی نے بیوی کی بات نہ کر کہا۔

”ہاں اس کی ماں نہیں آتی تھیں۔ فرح کو کو چند بھی کڑی نہیں گھر فرح نے کچھ کوئی ایسی بات ضرور کہہ

دی تھی جہاں سامنا تھا اور شرف داکٹر چلا گیا۔“

”تو تم پر کچھ نہیں کہ آپ کو کچھ نہیں ہے۔ لکھ کر دے دینی چاہیے اس کو کوئی کی۔“

”ہاں شرف تو دیکھتا تھا کہ میں بھی تم کو دیکھ آئے علی نہیں۔“ ہاں آئیں گے جیسے بھلے بول کر وہ کہہ کر

کر آئے نہیں۔“

”چلا کہ لکھ کر فرح کی بیوی میں ایسے ہی کیا کرتی ہیں..... کہہ کر کہیں کی تو اس کی بھارت نے بھی شرف دانی

گھر اور اس کے بعد اپنی بیوی سے شرف شادی کر دینی کی۔“

”مگر یہ کہہ کر کیا تو نہایت اور ہو سکتا۔ بیوی کی جان کی کام نہ ہو رہی چھوٹا اور بڑا گھر بھاری..... اور وہ سار

والہ۔“ مائی نے دلی دلی کہاں سے اپنا بھائی نہیں کیا تھا۔

”بھئی تو لگہ ہے کہ فرح کی شادی طبع کے بھائی سے ضرور ہوگی۔“ مائی کا ہنسنے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

”نہیں داکٹر..... تم مرنے والے کے پاس جلی جاؤ۔“ مائی نے مشورہ دیا۔

”مائی ہر کام کرنے پر ایک مرنے والی اور وہ بچے لپٹا ہے مگر کی مائی مریاں تم ہو سکتیں۔“

”کا بھی تو نہ سارے لکھے سارے ہوئے ہیں۔“ مائی نے دلاسا دے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ بات تو ہے۔“

تم کل ہی جانی کونج ملی جا ۱۱۰۶ سے بہانے خاص طور پر کہیں عطیہ کے بجائی سے فرج کی شادی ہو گئی  
روشن اشرف کا دل بڑھ گیا۔

☆☆☆

خبر افق کی بات تھی سائیکو لری کے ذریعہ شہر خرم لڑائے مگر بچیں کا باپانی حاصل کر رہی تھی۔  
اس کی سسٹیلوں نے قورے سے ماسے لڑی تھی کورڈ کی۔ لی کی ڈیجنگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی ہسٹل  
پڑ جانے تاکہ ہر رات ایک محتول آؤ لی تھی اس کے ساتھ تھے۔  
سسٹیلوں کی بات سے پتہ چلی تھی۔ لہذا کسی کی ہر ضرورت پوری کرنے کو جانور بھی نہیں مگر باپ  
پڑ گیا جاتا تھا کابے اور خرابات از خود چلے کرے لہذا وہ اپنی ذات کو ہوسکا تھا کہ وہ ڈیجنگ حاصل کرنے  
پہنچ گیا کا پتہ لگانے۔  
ڈیجنگ کرنے کا کام اس کے کاوش میں نہیں تھا۔ بچوں کی ڈیجنگ لہذا جانور باپ نہیں اور وہاں ہوسٹل  
کری کی کرنے کا اور وہ دیکھ نہیں۔ قورے نے بھی اپنی مں سے کہا کہ وہ بھی لہذا جانور چاہا تھا ہے اور یہ  
ڈیجنگ کے ساتھ رہا ہے مگر وہ لڑا ہے کبھی جانتی ہے۔

”فرح بیٹا! ایک ایسی شہرہ نہ دیکھنے کے لیے ہو گی۔“  
 ”جس طرح دیکھنا چاہیں وہی ہو گی۔“  
 ”فرح! جس طرح تم نے اپنے چاہنے والے کی طرح فرح کے کاٹھان کی پانچ بیٹیاں کے پاس کروا دیا۔“  
 ”شہرہ جانے کا کھانا ہی نہیں چاہتا تھا۔“  
 ”اُمی! فرح کے چاہنے والے کی طرح جس کی چاہنی اس کے لیے کالج میں داخلہ لے کر دیا جانے لگا۔“  
 ”اُمی! اس کا دور نہیں جیسے میں شہرہ کے ساتھ رہتی تھی۔ فرح کی بڑی بیٹیوں کے مشورہ اور ہائی مائی کی کم  
 قابل تھیں۔“  
 ”فرح کی آپ شادی کر دیں اس کے لیے بیکار کافی ہے۔“ انہاں دس فیصد کے بھائی کا بیٹا شہرہ فرح کے  
 لیے آ گیا تھا۔

[illegible]

فرح کی یہ پوری کوشش ہوئی کہ وہ اس کے سامنے سے نظریں اٹھائے بغیر گزر جائے مگر شرف عظیمہ گھبرا کر شرف کے چھوٹا لڑکا توڑا دینی کا کام میں لگا اور پھر یہ بے دردی سے یہ بات کہ فرح جیسے ہوئے اور لڑکے کی بیوی سے چٹنی اور مامٹے ہوئے مگر میں داخل ہوئی۔

مگر یہ سب دودھ لگی ہو رہا تھا اور یہ پرانگندہ ماحول اسے پریشان ضرور کرتا تھا۔ اس کے گھر میں اشراف کا بیٹا بھی کوئی نہیں بچا تھا اور نہ ہی فرما سب اس کا ذکر کبھی بھی حوالے سے کرتی تھی۔ دودھ ان کی دوا تھا۔

تو کئی دیکھنے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کہتی تھی مگر جوابی میں یہ سب سوچ کر اس کا ذہن بھاری ضرور ہو جاتا تھا۔  
اس کے کاہر جاتے کا فیصلہ مگر والدین کے لیے خاصا مشکل تھا مگر جب تمام نکاحات کا طوفان دکھ کر سوچا تو اس کا ہر اس سے لگا ہوا جاننا سب سے کچھ بڑھ چل چلا ہوا۔

دردِ مادر و دردِ اشراف کو پایِ نہیں چلا کر فرزندِ اس کا بچ جانے لڑکیوں اور بچوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔  
 بن دیاں ہو گئے تھے کھوکھروں سے، معلومات کو پائی کی کیا سیرنگ کہاں ہے؟  
 نہیں اس کی شادی ہو گئی، اور یہ خود کو نہیں کہہ سکتے تھے۔ سرفراز کی بیویوں نے لاہور کے بجائے  
 کراچی کا کام لے لیا، کیسے وہاں بڑھنے کے لیے گئے۔  
 کراچی کا کام لے کر وہ اشراف کا رخ دیکھ گیا۔ یہ اس نے ہی اپنا بچہ کرنا چاہا، اپنی ماں کو چھوڑ کر  
 کراچی چلا گیا۔ اب فرزند کے کہنا جانے کا سنا تو ان کے چاروں نے اب یہ بات سوچنی خوب محکمہ  
 لڑائی لڑی۔

”فرغ اپنے بدلے عاشق کے ہاں کراچی چلی گئی ہے۔ شجاع میں آتی ہے تو ہمیں اسی کہ دور اچھا مسعود  
تھا وہاں میں ٹھائی کرتا اس لیے اس نے بھی حوا کے کراچیا میں ٹھنڈی کر لی کہ بچوں دور اس کے بہت دلی  
مگنی“

گو کہ اس واقعہ کی بات سننے کو اس کا کرم سے دیکھتے فرار محسوس لڑکی کی اس کے بارے میں یہ بیان بہت کم ہے، جو ہے مگر اسٹریٹ کو اس کے گھر کے لوگ خوش تھے کہ انہوں نے فرار کو راج کر بھام کر دیا ہے۔  
 "اب لگ بھگ چنانچے گو فرار کی بات کہہ کر ذات کیا ہوئی ہے؟" اسٹریٹ کی ماں گھر میں خوش ہو رہی تھی۔

”کیا جتا خراج بھی اسے چھوڑ دے..... تو قرعہ کی ماں تھارے پاس خوشامد کرنے آئے کیا شرف سے دربار بادشاہ کی کمرہ ادا رہا تو حلالہ کی سترہ بھی چوری ہو گئی ہے“ بی بی بھی خوب دھڑکی کھڑی لا گئی۔

”ہاں تو پھر وہ تھوڑی سی کیڑاں سنائی دے گی؟“ بڑی آہستہ سے مہاراجہ نے ہوائے امان سے پوچھا۔  
 ”نہیں کیا بچا؟..... ہماری دوا سے۔ کالے چور سے ہوا داری جو لیا ہے۔“ امان بھی غریب کلنگھار رہی تھی۔  
 ”مے غور..... کالہ تو لایا اُترُف بھی ہے۔“ بیٹے گھوٹا فوس کی مٹائی کو ان سے طرہ دے ہوئی تھی حجاب

ہو گی۔ "ہائی سادہ روٹی میں سیر ہو کر اسے کاخِ رومی پرانی یاد آئے گی۔  
اور جب تک مہاں کو ان کی پیامت سمجھ میں آئی، تھی کافی پرانے گمبوت کو اوجہ برے حافظے کے ساتھ نصف کا  
ہفتہ کار ہی سمجھتا رہا، وہ گمبوت کی گلی کی گلی تھی۔

کالی بنو دیا.....

لکھنؤ میں راجا  
کو روئے جنگیہ پر  
اگر میں ہوئی راجا

مگوری اداہنیہ  
حکومت اداہنیہ







۱۔ کارکنان پاکستان میں بے حد کم ہو گیا ہے اور آپ ابھی تک ٹیکس کی تقیرنی ہوتی ہیں۔ ”بیکل آؤٹری باؤر“

ہم کیا..... کہ یہ ٹائیوٹ بھی نہیں ہے بول کے۔  
 "اے بی بی! میں کچا پھلین..... ایسا اچھا شے کچھ نہیں بولی..... جیل اڈر میرے گروپ میں؟ کوئی شے تھا..... مگر  
 اس کا یہ نہیں معلوم تھا..... کہ وہ ایسا اچھا کرتے گا۔"  
 "اے! ایک کارٹون سے کچا پھل کے طور پر سامہ کر معلوم پڑے گا تو وہ جی کچھ نہیں  
 ہے کیا..... کچھ پھل ان کے منہ سے نکلتے آتے۔ مگر وہی! کچھ کا مطلب یہ ہوتا کہ ہماری زندگی کسی دوسرے  
 لوگ سے ملتی ہے۔"  
 "میں جانتی ہوں..... کہ میں کوئی تصویر (صور) نہیں کوئی..... اور اپنی ڈیٹائی آٹھوں کے ساتھ اپنے  
 ان پتہ بڑے کو بولی۔  
 "پڑا میں ان کے چھٹی..... مگر وہ رات کو ان سے کہا..... اسے اسٹاپ کرنا تھا.....!"  
 "ہی ہو..... اسے اپنی بولی اڈر کے دوران کو کھل کر دے گی میں کیا کچھ کے پھیلا کر اپنی اپنی کو..... میں  
 اپنی اپنی فرمیں کر رہی تھی۔  
 "اے! ضرورت نہیں ہوا کہ میں کر رہی۔"  
 "میں نہیں جب ہو کے کچھ..... اس بات کو کہ وہ ان جواب دہ مگر وہ اپنی فرمیں ہو گیا ان..... جو کچھ کو  
 مانا..... کہ میں نے بھانے ہوئے تھا۔  
 "اے! یہ اچھا کر رہی تھی..... آپ کچھ کھلا کر۔"  
 "مگر وہ نہ جانتی ہونے کے ساتھ ساتھ یہ جانتی ہو گئی کہ پھلے اور خاموش رہی جی..... جیل اڈر کی کیا بات کا  
 یہ پتہ نہ پا کر وہ اس کے اس روز اٹھا تھا۔  
 "اس نے اسے خوب کاڑھ دیا..... ہمارا پتہ نہ پڑا نہ اس کے پیچھے چھپنے تھا..... کہی اور وہ اس کی  
 بولی نہیں دیکھ کر وہ اپنی اسٹیل جوتے کا واحد پتہ کچھ کا کہ اس پر کوئی اور نہ تھا۔ جب کہ وہ اسے نہ  
 پتا..... کہ میں نے پتہ ڈالا۔  
 "اگر تم کچھ کے پیچھے ہو کہ میں تم سے ٹائیوٹ کر رہی..... تو وہ کے اچھے میں ہوں..... میں ہر حال میں ضرور کے  
 اٹھنا کر رہی گا ان۔"  
 "میں کچھ نہ پھاں نہیں..... ضرور کہہ..... پڑا میں کر رہا۔  
 وہ اس کے اس اٹھا کر وہ کچھ نہ پھاں نہ پھاں۔

☆☆☆

چاقی راتوں کے مارے سطلے اٹھ گئے  
 آنکھ میں جو جو گئے وہ رت چکے اٹھ گئے  
 تو نظر دھکی ہونے لگی چھ رتوں  
 وہ کی رت میں خوشبوں سے راجے اٹھ گئے  
 رنگ میں ڈالے ہوئے ہیں وہ کے منہ کی  
 بھول ہرے گھٹاں کے اٹھ کھلے اٹھ گئے  
 ان سے بری غلاموں کو ہر جہاں آہا ہے

اس اٹھا میں بول رہی تھی کہ خاخر چپ رہی ہو گئی۔  
 "کیا میں اسے کھوں کیا؟ پتہ نہیں اڈر کے بارے میں جیت چاہی رہی گی..... انہوں نے اپنے ایک سا  
 اپنے بیٹے کی تصویر چھڑک میں تھی ان کے سامنے رکھتے ہوئے پتہ تھا..... کہ میں کچھ نہ پھاں۔"  
 "آپ کا پتہ جوتے اٹھا رکھا ہے..... پتہ کیا کہوں..... میں اپنی اپنی انہوں کے کچھ نہیں ہوں..... آپ کو کچھ  
 آئے تو شاید میں کچھ نہ پھاں..... مگر آپ کو کچھ نہیں۔"  
 "کیا آپ کو کچھ اٹھا جوتے پتہ ہے؟"  
 "ہاں میں اٹھا ہوں..... بہت جوتے کرتی۔"  
 "وہ آپ کی جی کو بہت پتہ کرتے؟" ان کا لپٹا ہوا ہوا تھا۔  
 "ہاں..... میں کچھ نہیں..... کہتے ہوئے خاخر کے میں میں کچھ نہیں سا کیا..... (کاٹا اپنا ہوتا تھا۔)  
 انہوں نے سوچا۔  
 "میں میں کیا اٹھا تو آپ سے کرنا ہوا میں؟"  
 "ہی ہے..... کہ اندر یہ میں سے کچھ نہیں۔"  
 "اگر آپ کی جی کی ٹائیوٹ کسی جوتے سے آپ کے کھانچے سے وہ اپنے تو آپ جیل اڈر کا رشتہ تو تھا  
 کر رہی گی۔"  
 "ہاں..... ان کی میں تھی..... جی کی کر رہی گی میں..... مگر اس اٹھا کیوں ہو میں؟" خاخر یہ میں ہی ہو گئی  
 ان کی کچھ نہیں اٹھا کیا کچھ نہیں خاخر کو کوئی پر عمل معلوم اس سے نہ رہی جی انہوں نے ان تک اٹھا  
 ہے کہ یہ نہ کی اٹھا میں ہو گئی ہے؟  
 جب کہ ان کی اٹھا وہ انہوں نے جانے کی ہمارت میں خاخر نے یہ میں وہ کہ میں خاخر اٹھا  
 کہہ۔  
 "جب کہ اس کے اٹھا ان کے گرد ان کے دم میں ڈالی تو وہ ان کے ہاتھ سے وہ خاخر..... جس سے وہ پتہ  
 ہی نہیں۔  
 "لٹھڑا میں بیٹھی گئی..... آپ میرے کو کچھ نہیں۔"  
 "کیوں آئے میں یہ سوچا..... خاخر نے پتہ۔  
 "میرے کو کیا معلوم..... آپ ہی میں ان سے؟"  
 "ہاں میں کچھ نہیں..... اپنے جی میں کے لیے آٹھ نہیں۔"  
 "کہنے کو آتی نہیں..... رٹا میں کچھ نہ پھاں۔"  
 "رٹا..... میرے سامنے معلوم خاخر میں..... انہوں نے جی کو پتہ کر رہی ہو..... جو خاخر  
 اسے کچھ نہیں؟ ہم؟ ہمارے کے پیچھے کی تو کہ میرے کچھ سے؟" خاخر کی کڑی میں اپنی اٹھا جوتے  
 نہیں اڈر میں۔  
 "ہی میں اٹھا کر رہی..... آپ کا کہنے کو پتہ میں رہی کچھ سے..... کہ میں کچھ نہیں کر رہی..... کہہ کر  
 کہہ کر اڈر۔"  
 "میں رٹا میں کچھ نہیں..... کچھ نہ پھاں نہ پھاں..... جو پتہ میں آٹھ..... انہوں کی اٹھا





















کارا مٹھا جس نے شاپ میں ہونے والی دکنی بھی نہیں کے پہلی کمرہوں کو ہکا بکا تھا جو سطرین کارو پ  
کرکان پر ملا کر ہونے لگے۔

شکور نے فریاد اٹھارتے اصرار سے کہنے کو واس کے خلاف ایک خط بھی نہیں سن سکے تھے مگر اس  
شیخ کو ریل پر بھروسہ نہ تھا۔ شیخ کا یہ بھی تھا کہ اس کو کان کا بھی چر نہیں شکور نے۔ سابقہ چار میں  
شکور کا یہ تھا کہ وہ بھی شکور سے بڑا چوری کرنے کے لئے کسی طرح سے احتیاج کرتا ہے یہی شکور ہے جو  
ابھی وہ نکلتا ہے اور شکور کے مسلمان کا خطہ دراج کر کے خوب ہی اڑاتا ہے۔ دکنی بھی وہی ہے وہی  
یہ وہی ہے اسی سے دوسرے کو توں پکا دے احام واس کا سطرین واصل کیا تھا۔

"تمہارے کہنے سے میں اپنے دو پر ملازم کو دے رہا تھا کہ تم کو شیخ کی لین کرانی میں گرفتار  
آ گیا تھا۔

"آپ نے مجھے جب انچارج کیا ہے تو مجھے وہی مرضی سے عدالت کا حق حاصل ہونا چاہیے۔"  
"مگر تم کو کی چیز پر ملا رہا ہے۔"

"مگر وہ آپ کے چیت پر ملا ہے اور اب میں تمہارے کو چیت پر ملا رہا ہے چیت پر ملا رہا ہے۔"

بہتر ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ تم اسے مدد کی ہو گے۔" فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

شیخ نے شکور کو راجی داری شروع کر دی اور جب پرانے کھانے کو لے گئے تو معلوم ہوا کہ ان کو روکے  
کیا گیا تھا۔ فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

فریاد اٹھارتے ہاتھ پر تھم رہا تھا۔

”اسکی کوئی باپ نہیں ہے آپ!..... شہزادائی کے باہر چلنا خانے میں ہر جہز موجود ہے، مسل بٹلا کر رکھیں۔“

”اب، جی فرمت کس کے پاس ہے نکمین جو کل نے پر جی پی ہے گا۔“  
 ”عامری مشورہ کی کے پاس ہے۔ اس عمر میں لائی ان کی کو کہ کر شک آتا ہے۔“ نکمین نے خوب دلا  
 کھانے پائے تھے جسے ماموں مامی نے بھی خوب تعریف کر کے کھائے۔

ایک اپنے اجد میں نے اپنے اسی ابو کو کھانے پر بلایا۔ فرمودہ: سب کے لیے سوکڑی لائی تھیں۔ انھوں نے کہا: وہ سوکڑی کا بھی سوکڑا ہے۔

”تین میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے دوست احمدی بھی دعوت کروں، کر لیں خیر میں دو ہی ارادہ رکھتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ اب ان کی پہلی کولہاں اچھا ہے۔ میری مٹی ان کی پی سی سے لگاتار ہوا ہے۔“  
 اچھے دانا جب شواہ گھرا آیا تو اس سے بتایا کہ احمد نے دعوت کے لیے منع کر دیا ہے۔ کسانے پیٹنے کا  
 شوق مٹا نہیں ہے۔ درود آ جا۔

”تھیک ہے ان کی سرسلی..... پہلے اپنا کمر باندھ کر بیٹھا کہ دوسرے پہلے ڈے داری ہوئی ہے۔  
 کشور جاتی ہیں جس کی ذمہ داری بھی خدائی اور خاصوشیں نے سنبھال کر لیا تھا انھیں شمع کے آگے سے  
 غیبت حاصل ہوئی تھی۔ بچوں کے ساتھ ان کا دست خیر کی سے نور جاتا تھا۔ دیکھیں، یہ بچے بھی چلنا تھا کہ  
 وقت ہو گا اور گوا۔“

☆☆☆

[illegible]

”کوئی فقریب ہے تمہارا؟“ فریال نے اس کے سامنے کاجلاب دے کر بے سہارا کر پڑھا۔  
 ”اب تو ہر ذیق علی کا دن ہے۔“ اس کا بچہ دوسرا شمار تھا۔  
 ”تمہارا؟“ فریال نے اس کی طرف سے۔ ”کچھ سوچے ہو؟“ فریال نے پوچھا۔

”کیسے نہ ہو جسے ہوس بھی ہو ری کا پالی ہو ری میں ہی جاتا ہے۔“  
 ”چلو تم کو اب خوش ہو نا۔“  
 ”نہیں ابھی میں سچ کر خوش نہیں ہوئی ہوں امیری جتنی خوشی ابھی دور ہے۔“

”کیوں بھئی۔“ خیرال نے حیرت سے پوچھا۔  
”پہری خوشیاں ابھی ادا ہو رہی ہیں۔“

”میں تو بچہ پڑھی ہوں کہ میں انصوری ہیں؟“  
 ”نہیں ابھی وہ مزہ نہیں آیا ہے بوجھا، چاہیے۔“ فریاد اب حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں  
 میں نہایت کا حکم ہوا تھا۔

”اس لڑکی کا دوشہ کروں گی کہ وہ سوچ بچار نہیں کرتی۔“ وہ بات پیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔  
 ”اے چھوڑو بھئی تم کیوں جل جل کر رہے آہ کواڑت دے رہی ہو۔“ اس نے غصے سے کہہ دیا۔  
 ”خیر اب اس نے سرسری سمجھ لیا۔“

”آپ مجھے نہیں چاہتے فریال۔“ وہ ایک عجیب سی مٹی لٹھی۔ ”اس لڑکی سے مجھے اتنی نفرت ہے کہ اس کی موت ہی مجھے خوش پہنچا سکتی ہے۔“

”ایک نفرت؟“ چند لمحوں کے لیے فریال بھی لڑ کر رہ گئی۔

”اس ایسی ہی دو جب پاٹال کی مہراجیویں شہر گئے کہ سب نے جیسے سکون آئے گا۔“  
 ”تم تو فساد پکس کے زمرے میں ان گروہی ہو چکی۔ زندگی میں ایسی باتیں نہیں ہوتیں۔ لو جو اپنے لیے نہ ہو۔“  
 جہنم کی نرے لاکھ تو فرماں نے وہ ایک ایک ایسے تھمتے ہوئے کہا۔

اندریال تو پہنچیں جہاں سنگتیں کہ وہ لڑکا کیا چیز ہے اس کے اندر کسی عداوت یا حسدیت ہے میں نے اس کے دل پر جو یہ کوئی کڑا کیا تو وہ بھی اس سے بچ گیا مگر میں بھی بھلا ہوں کسی خود بھی حسدیت تو نہیں کروں گی اس واسی جھکا نہیں سکتی تو ضرور روں گی اور بھی سبھی کو تو میں اس کا مزہ آتا ہے کہ اس کا جڑنے میں بھی نہیں

جلد کیا کہہ رہی تھی اور کیا چاہتی تھی خیر! میں نے سوچا اس کی باتیں سن کر وہ جانتی ہے اس کا کوئی بات بھی اس  
میرے نہیں آتی تھی مگر یہ احساس اسے ضرور ہو گیا تھا کہ دیکھ کر اس نے میں نے کسی بات کی طرح غور

[illegible]

☆☆☆

میں نے غلطی تو اس کی ہی تھی کہ وہ رنگ و ہونے سے اٹھا۔ دوسری نعمتیں بھی کسی کو اس قدر ایسے اپنی اپنی نگاہ میں ہر دور کی ایسی جیسے اس نے اپنے رنگ و ہونے کا وہ بھی اپنے نظر آجائے۔ جس سے وہ روزگار کا اس سے ایک بڑا کسرا بن جائے۔ اچھا ہے۔ یا اچھا نہ ہو گیا تھا کس کی نگاہ میں خوب اچھی طرح اس کی جی ہے۔ گاڑی سے اتر دیا اور آج کا وہ رہتا ہے۔

”ہنسیں، علوم میں کوئی نئے سِر اور کتنا نقصان کیا ہے۔“ اس نے خاموش دشت نیچے میں کہا۔  
 ”کی سِر۔“ شہیار نے ٹھکر کیا اٹھا کر اسے دیکھا شبِ جمال اسے دیکھتا کادیکھتا دو گیا۔





بھی خاموش ہوئی اور بات آتی گئی اور کئی منبر کھڑے کے دل میں یہ بات چلنے لگی کہ اس کے بھائی کی شادی فرح سے ہوئی چاہیے۔

کاغذ میں موسم گرما کی خطبات سے جو کچھ تو لیکر کر لیا جاتا ہے اسے ساتھ فرح کی تصویریں بھی لے لیں۔

☆ ☆ ☆

فرح جب کہیں لوں گی چھینوں میں اپنے کچھ بچے لگا کر اس کی ادھی صحت اور سرخ و سفید شاداب سا چہرہ دیکھ کر میں انکس بہت خوش ہو گیا۔

"اے بھئی! آج وہ مجھے میری صحت پر کتنا اچھا لڑا ہے۔" بھئی بانی اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"یہاں سے نکل کر میں کونسی بھی چلی جاتی میری صحت نے اچھا ہی برا تھا۔" وہ جب سے آتی تھی اور شرف دروازے سے کھڑا ہو کر خواہ مخواہ گالیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی بیٹیوں نے اس کی شکل دیکھ کر یہاں تک کہا شروع کر دیا تھا کہ نہ صرف فرح کی شادی ہو چکی ہے بلکہ ان دونوں کو دو سالہ بچے کے گاؤں کی کوئٹہ شرف کی بیٹیوں کی باتیں جب اس کے گھر آ کر بتادی تھیں تو فرح کا سر سے ٹھٹھے کے براہ حال تھا۔

اس شام وہ کسی کام سے باہر گئی شرف دروازے پر بیٹھ کر آواز میں بے چارہ تھا اس کو دیکھ کر ہر ماہر ماہر اسے شرف سے بھگتے ہوئے کہتے ہوئے بندہ آواز میں بے غیرت کہتا۔

"جب فرح ٹھٹھے سے بے حال اس کے سامنے جا کر کڑی ہو گئی اور قدر سے بلند آواز میں بولی۔

"بے غیرت تو تم ہو اور شرف تو غیر عورت کو دیکھتے ہوئے آواز میں کہتے ہو اب اگر مجھے دیکھ تو تمہاری آنکھیں پھر دھڑوں کی جھپکیں اگر شرف میں اس کی توجہ نہ رہتی تو بھلا میری شادی ہر مرد و عورت سے چلی کسی نے دیکھا ہے کہ مجھے آتے جاتے آتے کتنی جھپکیاں چلا رہی آتی ہے مجھے دیکھ کر ایک لڑکائی کی توڑ پھوڑ کے کہ تمہارا سر بھی توڑوں گی۔" یہ کہہ کر وہ کئی گھنٹے سے بولی چلی گئی۔

شرف نے بے حد فرح کو کتنی ہولی دہولی دیکھ کر تھکے سے آنکھیں کالے اور شرف نے مجھے میں بولی ہوئی وہاں سے دوسری لڑکی گئی۔ اس قدر بار بار یہ شخصیت ایسا بوجھال انکس و دوسرا کیا ہے لوں گا فرح صرف کہہ ہی نہیں رہی بلکہ کبھی سنتی ہے۔ شرف جانتے سامنے کی کوکھ پر لے لیں کہ دیتا تھا کہ ہم خاموشی سا ہو گیا۔ بعض لوگوں کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ کہیں ان کی افواہ پڑا لائی جائے فرح نے کئی مرتبہ اسے آئینہ دکھا دیا وہ وہی سم گیا۔

شاداب جب فرح کوئی تو شرف بدستور اپنے موصوفے سے بیٹھا تھا اس کو دیکھ کر اس نے اپنے ہاتھ کی گڑبڑ پر ایک نظر ڈالی جیسے اسے یاد کرنا تھا جیسا کہ وہ سے حد سے لگتی ہے۔ فرح کو بوجھ رہی تھی کہ اب وہ سے حد بنا کر بکھول کر دل کے کاغذ پر کیا لکھیں وہاں سے دیکھنے کے بعد اس نے اپنی نظریں اونچے ہو کر وہیں پہنچا دیہ راجہ راجہ میں جھکے سا ہو گیا جیسے کوئی اہم آدمی کو رچ کر چل کر صوبہ سے جا رہا ہو۔

☆ ☆ ☆

"ایسا ہوئی میں لڑکیاں اور اسے کہتے ہیں خوبصورت۔" خیر نے فرح کی ہانچ پر تصویریں پر جیسی راجہ راجہ شریف کی جھپکیں انکس قبول کے سامنے پھیلا دی۔

"ایسا سن گئی تو ہنسنا سوچو ہے۔" وہ بھئی کاٹھ میں اس کی تصویر پر دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اور ہے کسی وہ؟" اقبال نے پوچھا۔

"تمہاری کوکھ کی طرح نہیں ہے جس میں اللہ صاف کرے ہر نالی سوچ رہی۔" خیر نے خیر سے کہہ دیا۔ وہ بھئی جی کر میں نے بھی یہ وسوسہ کیا کہ دفعہ میں دیا۔ وہ پھر چلی کر میں میں اس کے کچل کھڑا تھا کہ وہ انجمنی بد سہا لگتی ہے یہ رفاقت کا میرے لیے ناگوار تھا۔

"اقبال بھائی! آپ نے بغیر بھائی کو قلاق دے کر کوئی شے نہیں کی وہ اس کا بل نہیں ہی تھیں کہ انکس گھر میں رہا جاتا۔"

"یہ غیر عورت ہے بنا دیا گیا تھا ہے مگر بدسیرت عورت ہے نہیں۔" اقبال نے کہا۔

"خیر! مفسد ہے۔" فرح نے کہا کہ میں جسے اس کے ساتھ دیکھ رہا تھا وہ بچہ ہو چکا ہے کہ اسے ساتھ لے کر آئے

خیرت ہو چکی ہے۔

"خیرت ہے کہ اور شرف جیسے باغی شخص نے اپنی خوبصورت لڑکی کو قلاق دے دی۔"

"اس شرف ایک نفسانی مریض ہے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اور جب ایک بدسیرت شخص کی شادی کسی خوبصورت لڑکی سے ہوئی ہے تو اس کا احساس کتنی زیادہ ہو کر ہی اس عورت میں ابھرا کہ اپنے بیٹا کی سب کچھ اور شرف کے ساتھ ہو کر اس نے اس کا کتنی ہی کسی جھپکیں شرف کو قلاق دے دی۔"

"اس نے شاید قلاق ہی اس لیے جو اسے دے دی ہوگی کہ میری فرح کے ساتھ شادی ہو جائے۔" اقبال نے ہنس کر کہا۔

خیر کی بھائی کو قلاق دیکھ کر خوش ہو گئی۔ جب اقبال نے شرف سے ملنے کہا "مجھے سیدھی سادی ہی آگئی تھی ہے دیکھ چلاک بھی گھر کا کچھ بھی عجب تو بھائی دیکھو یہ کئی عذاب ہے۔" کہنے کہ فرح اسے سب کی شفا دے کے ملتا چلائی ہوگی۔

"تم کو ایک بات ہے بھائی؟" خیر نے کہہ دیا ہے ہوئے کہ۔

"وہ کیا؟" اقبال نے خیرت سے پوچھا کہ میں کو کہنا۔

"میں نے فرح سے یہی کہا ہے کہ اس کی بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔"

"تم نے تلا لیا کہا ہے ہمارے لیے تو وہ مریض تھی ہے۔"

"مگر اس کو قلاق دینی گئی ہے۔"

"ایک اور چیز تم کو بھی خبر دوں میں شادی کرنے کو ازم ہے تاکہ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ ہم جو کچھ بھی کہیں گے ہماری بات کی کوئی تڑپ نہ کرنے والا نہیں ہوگا۔"

"لیکن اگر اسے کہیں سے پوچھا جائے گا کہ آپ کی ماہی بچہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ اپنی سوچو ہے اور آپ کی اساتذہ کمال کی ایک چٹائی ہے تو پھر کیا کہیں سکتا ہے؟"

"پھر کیا پھر کوئی ہے کہ نہیں کہیں ہو گا۔" اقبال ہنستا ہوا کہ۔

"اب سے جب اقبال بھائی وہ لڑکی بہت سیدھی سادی ہی ہے۔ میں جس میں جاتی کہ وہ اسے تلا کہے یوں ہی وہ جو بہت بہت کرتی ہے۔ جب سے ہوئی میں ہوں ایک دن لگتی تھی کہ پڑے ہوئے اور دیکھیں میں اس بات پر کہ میں نے بغیر ہر آدمی کو اس طرح کرتی ہے جیسے میرا کام ان کی اپنی دے رہا ہے اور۔"

"خیر تو خوش ہوتا جائے ریشہ کے ہمیں ہے۔ وہ شاید۔"





















تبدیل تھیں۔ جس پر تالی ہوئے سڑے سے ہاں کا بکارا جو مردی تھیں اور اشراف کی بہنوں کا میں نہیں چل رہا تھا کہ کھانے کی ان عورتوں کو دیکھتے ہوئے کراہنے لگے کہ سب کھانے سے نکال دیں جو فخر کی بات نہیں ان کے گھر میں اگر ہاں کر رہی تھیں۔

"فرح تمہیں کیا اور جی رہے گی تم سے زیادہ کوئی اور نہیں جان سکتا تمہارے قاتل سے رہتا بھی ہے اور یہ کہا جی ہے۔ آج آپ سب جو ہمارے گھر بیٹے کے کھانے آئی ہیں تو خود سے سن لیں فرح جی کو کیا ان بڑا نہیں کرتی چیز آپ میری بات لگھیں۔" بڑی آپا نے فیسے من کہا۔ ان کے منہ سے یہ بددعا تھا۔

"اگر نہ کرے۔" بے سادہ بھائی کو خوشی کے منہ سے نکلا۔

"اچھا بھی تم پہلے ہیں۔" بھائی کو میں نے کہا۔ ان کے ہاں بڑی کی نہیں تھیں۔

"یہ ہمارے گھر کو گھر کر رہی کرے آئی تھیں۔" اشراف کی کھانا لے ایک بھاری کی گالی دے کر کہا۔

"مگر میں تو ان سب کی پہلی بند کر رہی۔" بڑی آپا نے کہا۔ ان کے لیے شادی تو تھی۔

"یہ پہلے دور ہے والی کہہ دیتی تھی کہ کسی بیوہ سے کر رہا ہے بھائی کی شادی تو ان کی پہلی تھی کا رشہ جی انہی شخصوں اپنے آپ کو نہیں کیا ہے۔" پہلی بھاری کی بھی گالی سن رہا تھا۔

"یہ ساری مصیبت کی چرائی ہیں جو ہمارے گھر کے مائے پوتے کے ہاں کر رہی شادی کر رہی ہیں آپ خودی اپنے فرائض کو سمجھو اور یہ دیکھو کہ آپ کو ہاں کے لوگ جو جتنا بھی ہو تو کس دن وہ کم ہوگا۔"

مگر بڑی آپا نے سب کی باتوں سے بے نیاز ہو کر اپنی لڑکی کو لیت لیا کہ اب وہی تھیں۔ اپنی بھاری کی خوب بات دہرا کر دیکھی اپنی سکھوں کے منگ خوب گاتے گاتے تھیں اس لیے اب بھی اپنا یہ خوشی دہرا کر لیا کرتی تھیں۔

بڑی آپا نے بھاری سے بڑی کو کہہ دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں آپا میں کیا جانتی ہوں آپ ان سے وہ بھی اور کر رہی تو میری دھڑکی کی آواز میں ہوں گی جو وہ اپنی بیٹی ہوئی آواز کے ساتھ وہ انہی بچوں کرتے ہیں۔"

"جی ہاں۔" کاٹا گنا تھیں ان دنوں ان کا شادی کا جشن منایا جاتا تھا۔ ان دنوں نے منہ سے کھنکھارے کہا۔

اور سب کی باتوں سے بے نیاز ہونے لگی تھیں۔ یہ بات دیکھتے ہوئے گلابی تھیں۔

کو	چیتا	.....	او	چیتا
نہ	چائے	.....	کیا	بیرگیا
کہاں	دل	.....	کھو	کیا
او	چیتا	.....	او	چیتا
جب	سے	.....	چھا	سامنا
دل	کر	.....	چھا	چھانا
او	میں	.....	لاری	کی
نہ	چائے	.....	کھو	کیا
کہاں	دل	.....	کھو	کیا
او	چیتا	.....	کو	چیتا

شمار اپنے ساتھ زبردستی محنت دیکھ کر آیا تھا۔ وہ کراچی آیا تھا۔ انہیں چاہی تھیں کہ اس کی منہ سے آگے بڑھیں۔

"میں اپنے بھائی کے گھر آؤں گی مگر میرے گھر نہیں۔" پہلے وقت انہوں نے کہا۔

"حیرت ہے، ہاں اپنے بھائی سے محبت ہے ان کی بیٹی تھیں۔" شمار نے نہیں نہ کہا۔

"یہ بات نہیں ہے میں بخیر فروگے پاس آئی تھی اب اس کے پاس نہیں جاؤں گی اور اسے چھوڑ دے گا۔"

"اگر پہلے کی اور بات تھی اس وقت آپ کا بیٹا کراچی میں نہیں تھا۔" بھائی کی سوجھ بوجھ میں دھمکی جگہ رہنا دہانتیں لگتے۔

"تمہارے جیسے جی رہتا تھا۔"

شمار جب اللہ ارادے سے پھر ان کے ساتھ رہا تو ان کے اپنے گھر پہنچا تو ان کی حیرت کے ساتھ بڑا راجا خوش ہو گئی۔

"مجھے آپ کو دیکھ کر کچھ بہت خوش ہو رہی ہے۔"

"میں تو نہیں آتی تھی۔" شمار نے زبردستی لے لیا ہے۔

"آج آپ کو سب سے بددعا کر رہے تھے اچھا وہ آپ آگئیں۔" ان کے منہ سے کھنکھارے لگے نہ کہ۔

جب حضرت حکیم کا خوشی ہو گیا انہیں گلابی کی خوشی اور بھائی کے جیوت ہو رہی تھی۔

راش کر رہی تھی کہ ان کی بہت خوش ہوئی ہیں دل میں مگھ اور زبان پر کچھ ہوتا ہے میرے شمار کو کا کھانے سے ان کو کراہی لے آئی اور اب اس کی بہت اور سرکاری سے مل رہی ہے جیسے میری بھاری کی بلک رہی ہو۔

"آج آپ اسی آپ پہلے کھانا کھا لیں۔" ان کے منہ سے یہ بات دیکھ رہی تھیں اس نے میرے کھانا کھا دیا تھا۔

"یہاں میں اس کا کلمہ لکھ کر رکھتی تھی اس کا کلمہ نہیں ہے۔"

"نہیں مجھ کو کہ تو آپ کو کھانا ہی ہوگا۔" انہیں انہیں زبردستی کھانے کی سیر پر لے آئی تھی جہاں شمار بچوں کو لے کر بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا۔

مگر حکیم نے کچھ سے مشکل آگئی تھی ان کی کھانا اور سرکاری کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئیں وہ بھی کچھ کھانے کے ساتھ ان کے سرور سے بے خبر تھیں۔

ان کے منہ سے کچھ نہ کہتا تھا اور ان کے ساتھ بھائی کے گھر گئیں تو فریادیں اچھا خوش ہو گئے اور آگے بڑھ کر اپنی بہن کو کچھ لگاؤ۔

"آج آپ نے کراچی آ کر میرا دل خوش کر دیا ہے۔" انہیں دیکھ کر بھائی نے کہا۔

"مگر میرا دل پہلے سے خوش تھا۔"

"نہیں آپا آپ کو کراچی میں آیا رہا ہو گا۔ آپ کے بیٹے کے ساتھ ساتھ پہنچا تو جی جی۔"

"فریادیں ہے جی میں ان کے ساتھ بھی آؤں گا۔"

"کاٹا میں میری بیٹی کا دار ہیں اس لیے ان کو بھی تو میں نہیں چھوڑ سکتی۔"

"اچھا تو میری بیٹی کو دل دے کر لیں۔" چھوڑ دینے کو نہیں اور چھوڑ دینے کو نہیں آپ کا دل بھی کاٹا نہ کرے گا۔"

"میں نے لاؤں گے۔" چھوڑ دینے کو نہیں اور چھوڑ دینے کو نہیں اور چھوڑ دینے کی بات پر کسی راجا کا انتظار نہیں کیا۔



ہوا ہے۔ ہاں وہ کسی آواز نکلتے کرتے ہیں۔

اگر کوئی اس نے خفا نگہ کر اقبال کو دے دیا۔ وہ اپنی جتنی کراہتاں نکالے بغیر جھلکے نہیں کرے گا اس نے اپنے خفا میں صرف جھلکا تھا۔

پادری اسی جان اسلام بن گیا

اب آپ کی دعاؤں کے مثل فرور عافیت سے ہوں۔ اقبال میرے جہاں خفا دل دیکھتے ہیں اور میرے جگہ بہوں اور ان سے اپنی جتنی ہے آپ کا خفا پھر کہ سب کو بے حد خوش ہوئی اور ہم سب اپنا دھڑکھڑ بٹنے آپ کے پاس آئیں گے۔ اقبال نے اس سے گل کی گاؤں نکلیں دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ وہ امارے گاؤں میں موسم پھر کر بے خوش ہوں گے اب اسکا مذاق آپ سے ملے گا ملاقات ہوگی اس لیے اب جان بوجہ نہ دیکھتے۔ والہ اسلام

آپ کی بیجا فزع فرخ کا ممانہ مفید درست تھا فزع کا خفا نہ صرف اقبال نے پڑھا بلکہ میر تک نے پڑھا۔ فزع اس وقت پہلے لانے میں بھی جب میر کا جہاں اس کے گاؤں میں پڑا جو وہ اپنے بھائی سے کہہ رہی تھی اقبال بھائی میں ملتا تھا کھانا آپ سے فزع بے فزنی کی حد تک سہی ہے آپ اسے کیسے گاؤں اور لات پر دیکھتے ہیں کہ یہ انداز میں اس نے آپ کی کوئی شکایت نہیں کی ہے۔

”اس کا تو میر خفا پڑھا کر مجھ سے ہوتی ہے کہ یہ کیسی کیسی ہے۔“

”فک آپ کی کوئی شکایت نہیں ہے؟“

”کوئی شکایت نہیں ہے۔ میر پھر جرح پایا تھا اس نے اس سے امدادی جان چو کہوں میں ڈال دی تھی۔ فزع کو

اور اسے ہی اوقات میں دیکھا پڑا۔ چھوٹی سی سہی کی جگہ پر رہی ہے۔ اقبال کا پیر بھی خیر تھا۔

تب روایتی سکھانے کے بدل میں میں مگھت کر دے گی کیوں سے ایک آغوش آواز ہو گئی۔

”فزع کا خفا پڑھا کر سب ہمیں خوش دماغ میں دھرا دیں گے کہ اس کے چہرے پر مسرت کی ایک کرن بھی اچھا لگی۔“

”جی ہاں خفا پڑھا کر بھی آپ خوش نہیں ہیں۔“ فزع کی جھانچنے لگنے سے اس نے کہا۔

”اس کا خفا پڑھا کر وہ اسے دوس فرخ کے خفا تو دیکھ لگتی تھی۔ میں نے اس کا مذاق نہ کرنا تھا۔ بات نہ کہوں گے

انہوں کو اور نہ بھائیے۔ چھوٹی کوئی بیٹا میرے پڑا تو اسکا مذاق نہ لایا۔ گداہ کہے کہ کسی نے کوئی کی ٹوک پراس نہ لایا۔“

”ایک بٹنے لے کر وہ آ رہی ہے خوشی اور بھی کیا چاہیے بھتیجی ہے۔“

”اس کے ساتھ اس کی بھانجری بھی ہے۔ جو تک میں کہ ہر وقت اس کے ساتھ ہی رہے گی اس سے بات

آئی کہیں اس میں ہوگی۔ جتنی اقبال کا حراج کیا ہے۔ ہمیں بے خوف کے بے خوف ہی رہے۔ اقبال کے

اتنے میں کہہ سلیم بھی نہیں کر دیا اور صحت ٹھاری گئی کہ اس خیم سے وہ کی طرح نکل جائے۔“

”فزع اپنا دھڑکھڑا خوشی ہو کر میرے گلے لوگوں سے نہ بڑا ہے۔ وہ اسے بھی ہی دیکھیں گے۔“ فزع کی

ادائیگی میں اس کو کوئی دے جاتا ہوئے گا۔

”اس دیکھ کر بھائی کر کے ہیں انہوں نے کہہ دیکھی کہ اس کی آنکھیں پھر اڑانے لگیں۔“

ہاں مسکرت بن جاتی ہیں۔“

جب فزع کے دل میں یہ دلی مسرت ہے معلوم کہ ساتھ میں گردش کرنے لگی۔

وہ اپنے دل کی دولت تم سے ہے

ہذا جہان

”فزع کی شادی کو چھ مہینے ہو گئے شادی کے بعد ایک مہینہ بھی وہ مگر نہیں دیتی۔“ اس نے پریشان ہو کر

بتائی ہے کہ۔

”اس بے خیال اپنے مہر میں خوش ہوئی ہیں اور نہیں کوئی بھی باتیں آتا۔“ بڑی مسکرت نے فکس کر کہا۔

”اس کے چارے آتے ہیں امانہ امانہ۔ دھنی خوش ہے اس نے اپنے خفا میں ابھی کوئی بات

نہیں۔“ دوسری مسکرت نے بھی حلق سے لے لیا ہے کہ۔

”شادی کے بعد لوگوں نے کہا کہ اس کی بیجا فزع اقبال کے ساتھ گاؤں آتا ہے۔“

”کراچی کی فزع کا تار دہنے آتا کیا کیا آسان دکھائے۔“

”کچھ بھی ہو اقبال تو بی سراں ایک مہر میں بھی لگتا ہے۔“

”اس کی دہانہ دھری سے کوئی نارغ تھوڑی ہے جو جب دل چاہے تار فزع آدھ جائے۔“

”مگر شادی کے بعد وہ اپنی سراں میں تو ضرور آتے ہیں کیا کہتا ہو گا وہ اپنے دل میں اس کی سرا

دلوں کوئی امانہ ہی نہیں ہے کہ اسے اپنے مہر میں لایا۔“

”اگر ان بات سے فزع آپ سے خفا دیکھ کر گاؤں آکر وہ میر میں کرے کہ کراچی میں آجانی فزع

میں سے پھرے کی شادی نہیں بھی ہوں۔“ بڑی مسکرت کو ان کی جگہ میں کر لگی آ رہی تھی۔

”ہو اسے میرا فزع کئی فزع اور اقبال کا خفا ضرور دیکھو۔“

”فیک ہے اس خفا میں لے کر دے ہیں گھٹے گھٹے لگا کر وہ خفا لے کر روئے جاتا ہے۔“

”تم تو اپنا فزع پورا کر دو اگر وہ نہیں آتے تو میر میں چار کر لیا آؤں گی کہ شادی کے بعد وہ میر میں دھڑک

مجھے کہہ معلوم نہیں۔“

”اسان کے کہنے پر بہوں نے ایک جرح خفا اقبال کے اڈے میں پڑا کہ میر میں اس دلوں

ساتھ میر کو بھی گاؤں میں آئے کی دھرتی دلی کا گی۔“

خفا اقبال کے ہی نہ تھا آؤ اور جب اس نے جرح خفا دیکھ کر میر فزع کا دھڑک کر دھڑک کر دھڑک

جسمیں جو کھٹے کھٹے رہے میر تو یہ کہتا تھا انہوں نے شادی شادی نہیں کی شادی نہیں دیکھا ہے۔ اس نے میر

سے بھی باتیں کرتے۔“

فزع کا فزع کی امانت میر مگھت سے دیا اور جب دیکھ کر بات کا خفا وہ آسانی سے نکال کر دیا

”شادی اس نے نہیں لایا ہے کہ میر میں ہی ہے۔“ کرات کے کھانے کے بعد میر میں اس کی بھانجری

حوالے سے ہی نہیں گئی۔“

”جب آپ نہیں میں بھی نہیں میں نے ہی دیا ہے۔“

”میں دیکھنے کی جگہ لی کر دلوں بند میں دیکھا ہے گاؤں رہ کر آتے ہیں دیکھیں تو میر کو کھانا





اور زبان کو کھڑے گاڑی کیوں نہیں۔

”ابن تائب تھا۔“ وہ کہے ہوئے انداز میں بولی۔

”خیر تھارباب مجھ سے بیچوٹ کیوں کر لیں، آپ سے کہ اسے میرے گاؤں جاسے گا چاہی نہیں چاہا اسے باہر سے بھی اسے نکال دیا، یہاں لی گئی ہیں مگر پھر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔“ اوشاپ سے کہہ کر اسیل سے باز رہا تھا۔

”میں نے ان کا قصہ سنا تھا اور میں اس میں جانیں آجائیں گے مگر جب آپ نہیں آئے اور آپ نے مجھے بتایا کہ شیپے لے آپ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں بھی میں نے ان کی عزت اور احترام پر سمجھنے کے لئے ان کا کفر میں ان کا کھٹے علوم میں جھانکا تو ان کی اپنی اپنی تھی؟“ لیکن اچھے سے سمجھنے سے بتادی گئی تھی اس کا قصہ کی صورت کہ اسے کام نہیں لے لیا تھا۔

”تمہارے گھر والے یاں ہیں۔“ یہی اور دونوں نے ایسے ہی اور دوسروں کو سمجھنے میں گھر گھر جیسے بندے سے ڈیرا ان کا بھی کیا پالا نہ پڑا اور میری یہ پیش کی عادت ہے کہ کسی دوسرے کو بھی جانیں نہیں ہوں مگر مجھے کوئی مجھ سے بڑا سمجھتا نہیں ہوں، تھارباب اب جب سے آیا ہے کہ انہیں کیا جگہ کہاں کیے جانے والے تھیں ان جانے میں باہر بھی قصور نہیں اس میں اس کی گمشدہ کردوں کا قوت سے بیان کی گئی کہ ہو جائے گی۔

”اباکی تو ایک دو تین دن وہاں بند پڑی چلی جائیں گے آپ کیوں ابی بات کرتے ہیں۔“ یہ خود خواہ وہ بات نہ سمجھا اور ان کی عادت ہی ایسی ہے کہ آج بھی اسی آئی جس آئی وہ کہہ دی جس شوق کو تم سمجھا لیکن ان کا قصہ نہ تو شاپ جو تھوڑی سے ترقی کر رہی گئی اس کو نہ جانے کسی کی تھک گئی تھی۔ ان کے ساتھ جگہ نہ کہاں یہود

تھامس سے ملی تھا ان مسئلہ جو رہا تھا۔ خیر وہ انہیں بند کی گئی ایک عیب یہ ہوا تھا کہ شاپ میں شہادت رکھ کر ہونے کی وجہ سے تھامس میں مل گیا یہ خیر امر مگر اپنی اور اسے بچانے کے لئے اس کا اسے کار سے دار تھامس کو تھوڑا بچا۔“ کھلی کے وہ دروازہ جوت کھلے گئے وہ کسی لازمی تکنیک سے کیوں کھلے جس کی وجہ سے

کلیات سرگت ہوا۔

”اب اس تکنیک کے ساتھ یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ مذکورہ کام کر رہا ہے جس نے کدے کان سے بلوا تھا مجھے یہ معلوم تھا کہ اسے کام میں نہیں آتا۔“

”شیپاں پر کام کرنا تو خیر کام چاہتے ہو، یوں ایک اس دکان میں برسوں سے کام کر رہے ہیں تم کو ان سے کیا بچا ہے تمہارے شاپ کی کثرت بچوت کو ان کو کسی ٹھیک کرتے ہیں۔“

”اب اس میں کام کرنا تو وہ وہ قلعہ ہے نور انہیں کدے ہو تو وہ بھی قلعہ ہے حالانکہ آپ قلعہ ہیں۔“ آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کدے سے کیا بات کر لی جائے یہ اس دور کو تو وہ دیگر معاملات کیے بنتا ہے ہوں گے۔ خیر اچھا کہ شاپ کی بات میں کہ ضرورت بہت یاد اور ان کا حال میں بھی چاہا کہ شاپ کو کسی وقت کان بچ کر اپنی ماپ سے باہر کر دیا کہ انہوں نے خون کے گھونٹ لینے لیے اور پیپ سے ہو گئے۔

”مادار کا ہے یہ جس میں لگا کر کدے ہوتا ہے اس کو کدے آج انہیں ہوا تھا۔ کاش میں نے یہ فیصلہ نہیں لیا ہوتا تو میں کدے سکون سے ہوتا۔“ انہوں نے اپنی اپنی فصول کو انہوں کو انہوں سے تھمتے ہوئے گردن جھرا دیا۔

نے اس کی پشت پر ایک ہاتھ رکھا جاتے ہوئے کہا۔

”اچھا یہ پرکھیں اور جان کر کھلا کر یہ کسی اسے خیرے کی ہو چیک نہیں ہے تمہاری بچہ کی ہے۔“ بال تھامس نے اسے جاؤست خاص طور پر انہیں کرانے میں ان کو جب تمہاری کسی تمہاری تھم کرانے کی ہے۔“ لیکن وہ اب مجھے عادت دے گا کہ میں یہی کرنا چاہتا ہوں کہ میں اور دوسرے کے لیے کاہنہ کرانے کے لیے چلا جائے گا۔“

”کاش تمہارے دوست اسے سوا میرے ہی ہوں جس کو کدے کرانے میں ہے تمہیں کرانے میں خوش ہو جائی ہو۔“ اس کے باوجود بھی آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں کرانے میں چلا جاؤں۔“ تھامس سرگت کھٹے کھٹے ہونے لگا۔

”اباں اس کے بارہو کرانے کی گھاسی کے دل سے بچے کو خواہ دوں۔“

☆ ☆ ☆

خیر وہ اسے بڑی کے استور پر تھے۔ کرانے کا استور شیپاں کے پاس تھا اور وہ دروازہ اس میں تھا اسے بچھا میں کرتا تھا کہ جب ان کا کدے چھوڑنے گیا تو وہاں شیپے کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے امان کا کافی پی پائی ہو گیا اس میں جب شیپے تھا ہوا تو انہیں فرحت کے پاس چھوڑ کر اپنی آگیا تھا۔

”مگر میں نے کسی ڈاکو سے بچھن لیے جب وہ ایک شیپاں کرانے جا رہا تھا انہیں کسی کی ہوا کہ

دوسری دکانوں پر چلائی ہو رہی تھیں تو گاڑی سے کھلی سے چاس کش چوری ہو گئے تو دکانیہ کو پتا چلا گاڑی کے ساتھ چلے دانے لڑکوں کو پتا چلا۔“ شیپاں نے جو دکانیں ہوا وہاں کہ جب فرح احمد کرانے لگا انہوں نے شیپاں کو بے صاحب بنایا۔

”تھیں آپا کے ساتھ کدے جانے کی کیا ضرورت تھی۔“ ہائے غیظہ و جارحی تھیں مگر جہاں کاکٹ ہوا کے بھائی کو وہ ان کے ساتھ چلا جاتا اور بہت ہوا۔ وہاں وہاں فاصلے کرانے سے یہ وہ نہ ہوتے۔“

”اباں اگر گاڑی میں بیٹا ہوں کی تو کیا اسے استور کے ساتھ رہنا ہوا اور بیٹا ہوں کا۔“ شیپاں کو کھسی اس کا ”میں صورت میں نہیں کوئی دوسرا انتظام کرنا کرتی تو مجھے اطلاع دیے بغیر ہی استور کو چھوڑ کر اپنے۔“ خیر وہ اس کی صورت نہیں نہیں ہو رہی تھی۔

”شیپاں اس میں کدے کرانے لگا تو جب اس کا خیال نہیں کہ اسے کدے کرانے کا کیا ہی تھا۔“

”تمہارے آپ کیا اپنے آپ کو بھلے یا بے کار نہیں ہیں، میں نے اسے استور میں فائدہ ہوتا کوئی بات نہیں ہوئی تھامس ہو جائے تو انہیں کان کال کر لیں یہ چاہتی کرتے ہیں، میں نے ان کو کوئی اور ڈر نہ لازم ہوا اسے اپنے اپنے کدے سے بات کرتے ہوئے اپنی مادار کی بھی نہ کیا کہ جس سے میری ہوا شدت کی حد میں ہوا تھا لیکن عاری اس کم کر دیا اس میں میں اور کوئی بات بھی اپنے آپ سے نہیں کر سکتی تھی اور یہی عادی تھا کہ شیپے کی کدے کی بات شیپاں کی بھوتہ جاتی تھی تو رانی سے سب قرائد کی کدے میں اور کدے میں تھیں۔“ اسے اچھے تر کے میں اس کا زیادہ غصہ کھٹے کو بھی دیا ہوا ہے۔ وہ ماپ میں اس کی بے ایمان تھا اسے کسی دوسرے کے استور پر یہ لازم ہوا تو وہ ماپ کا اسے ظاہر کر چکا ہوتا مگر وہ اس میں بھی اور اسے اسے یہ بداشت کی کہ یہ ہیں۔

”تھیں تم سے جو بھلے سے چارہ چہ لڑائی میں اور میں سے بات کرتی ہو کیا تم نے اپنی ماں کو یہ سمجھا











کوئی دہائی کی جاہل حد تک جب جا کر رہا ہے  
کھٹے پیراں کی ہو  
کھٹے پیراں کی ہو

(علاء شریف)

جہاں آنکھیں بند کیے لیٹا تو اور سے رشتہ میں نہائی ہوئی تھیں اپنے سامنے نظر آ رہی تھی۔ اسے تریب  
نزدیک تھا تو ہمارے چہرے گھر آ کر اس نے آنکھیں کھولیں اور میں وہی کھٹے پیراں کی آئی اور اس نے  
جا کر حد تک آتے تھے اس کی روشنی اس سے روشن تھی۔ وہ لڑکھٹا تے قندیل سے اور یہ شکل انھما میر پر کھا  
ہائی کا کلاں اپنے سر پہن کر اس نے لگا کر انھما ٹٹ کی گیا اور پھر اس کے پیراں لال ہو گئے وہ زحک سے  
بک لائے لائے اور حائل مامو گیا۔

بہنو بہنو

تھیں اپنا جھڑ ساکت کوڑی تھی۔ اس نے پہلی سرخ شمع کو اس انداز میں دیکھا تو کہ وہ مجھے میں اس پر  
بڑی طرح برس رہا تھا۔ اس وقت شمع کی مسافت اس کی موت کی کسی نظر آ رہی تھی۔ اس نے کھاس دیار پر  
دعا تھی سے مردہ تھا۔ دل کی آواز اس نے دہائی اس کے پیراں کی آواز تھی۔ وہ ایک سا ہو کر دور  
تک گھر میں توڑے مجھے سے اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔  
"تو گھر میں رہا رہا ہے یہ تو بھلا اور کب تک ذہن کا ہے۔"  
تھیں سے ایک کھلائی ہوئی تھیں کیا۔ وہ اس بات پر دل میں شکر کر رہی تھی کہ اس وقت شمع کی بجائے نظر  
کے پاس کی ہوئی تھیں۔

شمع کی طرح چار ہاتھ اس کا ہر کسی صورت کم ہونے کا نہیں سمجھتا تھا۔

"تمہارے باپ کی اس طرح کی آواز کہنے کا جھنڈ بھی ہے کہ وہ تھکا ہوا بیٹا گھر توڑا جاتا  
ہے۔ اسے پتہ ہے کہ تین باپ تھے اپنے دفاتر کی عزت تک کہ کسی آئی اور جب لوٹے پڑتے تو بے ہوش تھاتا  
ہے۔ یہ سب کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہ ہم کی ہوشیں کم کر کر نظر آ رہی ہیں؟ انھیں انھن پانی کی جگہ پانی تھا  
خود چوں کچ کر کھہہ ہمارا تھا۔" باپ پر وہ سب کوئی طرح سے اپنا ہوا تھا ہے۔  
"تمہیں شمع کی کوڑی تھی ہے۔" گھبراہٹ سے اس نے اسے اس کا ہاتھ ہوا۔  
"مجھے تو گناہ ہے کہ تم بھی اپنے باپ کو کوئی طرح نہیں پا سکتا۔"

"میں نہیں جانتی۔" اس نے جرات سے کہا۔

"ہاں نہیں جانتی جب عاقر تھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے باپ نے نہ تو کسی کی عزت کی ہے اور نہ ہی  
کسی سے عزت کی ہے۔"

"تم بہتان دیکھ رہے ہو میرے ابا کی؟" تمہارا ہنسنے کی حد قسم ہو رہی تھی اور اس کا سر مارے دھڑکتے  
پہلا جا رہا تھا۔ شمع کی کوڑی تھی کہ عزت اور ہاتھ اور اس کی آنکھوں سے گویا چکاریاں ہی پھوٹتی  
تھیں۔ وہ دیکھتے تھیں۔ اس نے کہنے سے اس کے منہ سے کلمہ اڑا تھا۔  
"تو کچھ لینا تمہارا باپ ایک دن تیار کر دے گا۔"

"تم یہ کہنا ہے کہ کراچی میرے دشمن ہیں۔"

اسا نہ ہو۔

اس کا رنگ سب سے خوشگوار ہی ہوتی ہے ہر چیز کھا جاتی ہے۔ اپنا کب ہی اسے چاند ہوا کرتے لگا اس کا  
چاند کہ ہمارے سب سے گہرے دور بھاگ جائے۔ اپنے اس خیال پر اسے خود ہی آئی۔ اس وقت مسلمان کا  
بہنہ کھانا ہوا؟ کہیں بھی نہیں۔ مگر جس جزیرہ پر وہ جا کر اس وقت اس میں وہی ہوتے تھے کہ وہ اس  
سنگ کی آواز سے موسم میں ہندو سے گری؟ گلی گلی تھوڑی دیر بعد ہی وہ اپنے میں نہا چکا تھا۔ اس کے کمر سے  
باہر کا پانیہ وہ کوڑی تھی جس کا رنگ دیکھیں کہ اس وقت اس میں بھی اسے کھٹے پیراں کی دہائی سے  
کر کوڑا ہوا تھا۔ ایک انھما کی جھلکی اس میں آ رہی تھی۔ وہ اپنے تئیں پھٹی کوشش کر رہا تھا کہ مارا  
تھوڑے توڑے اور جرات قدم قدم اس کے دل پر قدم کر رہا تھا۔ وہ اپنی جلی جاکے۔ اپنے کھٹے پیراں  
اور ہر طرح پر گھر کی کھٹائی تھیں۔

"جہاں تم کیسے ہو؟"

"میں....."

"جہاں تم مجھے پہل گئے وہاں....." اسے یاد آ رہا ہے اور اسے ہر وقت ہوتی تھیں وہی تھی۔

"نہیں....."

"مگر کھٹے پیراں کیلے؟"

"جانتی ہیں۔"

"سنو..... میں اتنی مصروف رہی ہوں کہ مجھیں یاد بھی نہیں کر پاتی۔"

"اچھا کرتی ہو۔"

"اور تم بھی ناں....." وہ اسے کر رہی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"کیا بات ہے آج نہیں نہ کوئی بات ہے اور نہ معلوم..... طریت تو ٹھیک ہے ہاں تمہاری؟"

"ہوں....."

"تو بھلا..... شمع پھٹی....." اور وہ گئی۔

"سنو....." اس نے پھٹی کی شمع سے ہوا۔

ایک آواز جو اس کے سوا کسی کو نہ تھی۔ اس نے اس کے تمام تر دکھ کی آواز میں پورا ہے ہوا۔

تھیں وہ دیکھ کر اور۔

کھٹے پیراں کی ہو۔

میر کی جھلکی جب کوئی نہیں رہا رہا ہے

میر کی آنکھوں سے جب کوئی دوسرے سے چاند نہ تھا ہے

میر سے دھڑکتے ہیں جب کوئی دوسرے پہلے ہے

کسی جانب سے جب کوئی خوشگوار کی ہے

کسی کی دہائی میں جب خوشگوار کی پہل کھاتا ہے

کسی دے سے جب بچ بن کر رہتا ہے









ساتھ تھیں نہ تھیں۔

☆ ☆ ☆

گھٹی کی بجائی کی سادہ جوتی وہ اور فہرہ بطور خاص پہنتے تھے۔

”ابھی میں خبروں کی کمر میز پر کرا کر صبر کھٹک گیا چلتے پھرتے میں سخت تکلیف ہو رہی ہے ڈاکٹر ازل نے

بیڑہ لے لیتے تھے۔“

”اگر سے تمہاری طبیعت اتنی خراب ہے اور تم نے نہ دیکھے تھو تو ابھی اور سی ڈاکٹر ازل کو پتا چلنا تو وہ کیوں

رہا لپٹنے کی جائیں تمہارے پاس خیر کرکے جاؤ۔“

”بھئی کیا ہم لوگ ساری ساری زندگی اپنے والدین کو پریشان کیا اور دکھی دیتے رہیں گے ہمارے پیشہ دفین کی

خیر ہو تو انہیں کام کی طرف لے جائیں اور دکھی دکھائیں گے ہیں۔“ اور وہ دبا ہوئی۔

”تم اتنی پڑھو کیوں ہو رہی ہو ڈاکٹر ازل کو اپنے تم سے بہتر اور بھی کہا ہے۔“ جیسی اسے اپنے لگے لگے

پوچھ رہی تھی۔

اور اس وقت گھبراہٹ ہو کر ڈاکٹر اور معلوم ہو رہا تھا۔

گھٹی نے اس کا ہر وقت اور اس کی ماضی و حال پر سوچا رہے ہوئے چار پھر سے بچہ شہا پر چھانچا۔ ہماری

چانچ کا بچا نکلتا ہے اور وہ کیا ہے اب یہ پتہ چھوڑ دینا کیوں اور اب یہ تیری کھینک بھڑکی کی انکی بھڑکی کیوں

کی ہیں۔ تو جو مجھے رسول کی بھڑک معلوم ہو رہی ہے کیا ہوا ہے؟ کیا ایسا ہیں انکی بھڑکی کیوں بتائے گی۔“

”بھئی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ وہ کمر میز پر کر کے تکلیف دینے ہو رہی تو میں ساری زندگی کے لیے لہجہ بول سکتی

ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ اپنی دھماں رھاہاروں کی گونجی کو اس کو چپ کرنا مکمل ہو گیا۔

”اگرچہ میں تمہارا دل بہاؤں گا تو مجھے تمہا جسے اب سو رہا ہے سو تم تو مجھے اور وہی کو کھولنے دیا کرتی تھو اور

آج تو جو رحمت لائی تھی وہی وہاں میں خفاں بھائی میں ان سے کہیں ہوں کہ کی انھیں سے ڈاکٹر کو دکھائیں۔“

”وہی کہنے لگے تھے۔ ہوئے ہیں اور میں کی ڈاکٹر کو دکھا بھی چکی ہوں مگر سب نے ہی اضافہ کر کے کہا

ہے۔“

”گھر میں کیا بات ہے تم واقعی سو رہے؟“ جیسی اس کے آسمان پر اقصوں سے صاف کرتے ہوئے ارنی۔

”تمہارا ایک اور ساگر دکھا دکھا میں شام کو بھی بھڑکوں گی۔“ جیسی نے سطر کر رکھا۔

”اور میں نے گڑا کھانا کھینکے چپ کر دکھا ہے کہ مجھے اس کی سادہ کاروں یا وقتاً وہ کھانا نے المانی پر

رکھے ہوئے پکڑنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جائی جائیز یہ آپ خود دیکھ لیں شام کھانے کو کوئی جھکا نہ ٹک جائے۔“ لیکن ازل بھاب

سے ہر دم توجہ رکھ رہی تھی کہ اس سے کئی کچھ نہیں آجائے کہ وہ وہی چار ہے۔

”کھانا تو کیا چاہتا ہے؟ میں اس کی جانچ کر رہی میں گھر میں کالوں میں سے لیے کھانا رکھا ہوا تھا۔

رات کے کچے چٹاں سونے کے لیے باہر کے کمرے میں آتا تو مشورہ دیتی ہے اسے فہرہ اور جی کے آنے کے

ذمے میں بتاتا اور پھر آتا کہ کھانا نہ سادہ میں نہ جانے کے لیے کہ تکلیف کا ہاں نہ آیا ہے۔“ جیسی نے

☆ ☆ ☆

بھینچ گیا ہے وہ اپنے آپ کو..... پھر وہاں کا دل میں پھونک رہا ہے عزت کو ان کر باہر سے ایسا کی انکس

چھو لیا تو یہ مادی مریائی کی کہ اس کے کمرے کا چارے تھے۔“ بڑی آواز بڑھ رہی تھی۔

”شریف کی امان وہاں سے ہے عزت نے انکی جسم پر مکمل گھراواں کو گھڑی کی سیل بند کر دیا جس کی وجہ سے

فرق کے گھر گھر بند رہی ہے عزت نے کمرے کر لیا۔

”اب اس وقت کی است تو دیکھو کہ پچھلے شہر میں کوئی پرسانے سے روزہ ہے اب ہم آپ سے نہ

کارا بھی نہیں بھگتا چاہے۔“

”کہ کیا خون ٹھوک کر مرے گی اور کوئی پانی ڈالنے والا نہیں ہوگا رہی جل جلی مگر اب بھی تک لڑاں

فلے۔“ امان پوتا چاہے کہ بدستور ہی کو طوطا میں سدا رہی جس۔

”دوبل کر میں لالہ میں کمرے کے..... اگر قسمت دانی ہوئی تو وہ ہمارے گھر سے ہی کیوں نہ جاتی۔ کوئی سادہ

تھا جو اس نے ہمارے گھر نہ کیا..... گاؤں میں رہ کر کافی ڈاکٹر ایسا ہی مائل کر لیں کہ وہی اور خاواں تک نہ

آئی اور ہمیں بچا رہا اور داری رہی کہ شرف کے گھر والوں نے نہ ہے علم کیسے ساری زندگی اس کی خواہش

”بڑی آواز سے ہے کہ بدستور تھا۔

”زندگی تو غرور و تکبر ابھی اس کی جب روزہ ارقب اسے خوش دینی پر نہیں پوچھیں گے سہا نہیں اس

سے اور ہمیں کی کہ اس کا سادہ انا پر نہ رہا۔“

”اس بات ہی اور کچھ نہ ہی میرے دل پر غصہ ہے گی۔ اس ٹھوس کی وہی جسے کہ مجھ سے نہ کھلا نہ پتہ

اور روزہ نہ کھایا۔“ امان کو بھی بھوکہ دینے پر نہیں بھول رہا تھا۔

”امان اب میرے لیے جلا کر کھجور نہ کھاؤ سے غصہ سے اچھی بوٹھل میں بھی تعلیم میں بھی اور

لائے میں بھی۔“ شرف لڑا کر بولا۔

”مگر پھر سے تھکاواں کو نہ پات پاتے کہ تو فکڑا ہے ایک جبری معنی ہے۔“ نانی نے شب کو کہا یہ

مارتے ہوئے نہ تھا۔

”دانی تم پھر حالے میں کچھ نہیں ہو میں بات سے تمہارا کوئی تعلق نہ ہو تم چاہتی نہ ہو اس معاملے میں کہ اس

کوہا کرتی ہو۔“ شرف نے صبر سے کہا۔

”ایل کو..... ہمارے سامنے کوئی پتہ ہوئی تو پوچھیں گے بھی نہیں۔“

”میں اس وقت آپ سے قوت نہیں کر رہا تھا۔“

”اگرے پائل بات تیری شادی کی ہوئی تو کیا میں چپہ ہوں گی۔“ اور میں چپہ ہوں گی تو میری شادی

کے گیت کو نہ گائے۔“

”امان چپہ اور غصہ یہ وقت کی لڑائی بھی نہیں ہوئی۔“ شرف کی اس سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”پاں مال۔“ میں کہہ رہا تھا کہ اب کوئی بھی میری ڈاکٹر کو فکڑا کر کے مارے میں تو اس لیے سوچتا رہ

تھے کہ ہر کسی کی لڑکی ہے اور وہ سبوں کے ساتھ چھوٹا ملک کر کے گھر سے کہیں اور وہ وہ سبوں کے حق کی

پے بہرہ ہے تو ہمیں بھی خبر نہیں کہ میں نے کونوں کو نہ کر لیں کہ شرف کے لگے میں نہ

سمندر تھا میں اور پوتا۔

”جیسے میرا بھائی اگلی گلی پر جاتی۔“ بڑی آواز سے مشر کے ساتھ میں کراہا تو جانی میں اپنے پوٹے نہ











"تمہارے ساتھ تو وہ بیٹھا اچھا رہا، محنت کر کے یہ مل گیا، اب کاشیاجان دن سیر ہے، گھنٹے کے اندر،  
"نہیں، پوچھنا چاہتا تھا، یہ ہے۔"

"مجھے یہ حال کچھ نہیں، میں اس نے بھی کوئی کر نہیں دیکھی تھی، یہ صرف میری رتی بھری ماں اور باپ کا خیال  
نے ہے، سہرا مل گیا تھا، انہیں اور میں ان کے سے ٹھوٹھ چٹتی، ہنسی اور اسے کاندھ لگیں اور جب میری ہوا اُٹھ  
باہر جانت ہوئی اور میں نے اسے دیکھا تو وہ ملاقاتی کے تھکن دار ہجرہ دار بھی معلوم ہوتا تھا ہے۔"  
"مخلی تو اس سے ہوئی ہے، وہ اس کا احترام بھی کر رہا ہے۔" مکتوب کی مسلسل کاشیاجان کی طرف داری  
کر رہی تھیں۔

"مخلی ہوئی ہے، تیرا اب وہاں کا خیال نہ بھی بھٹکتے، یہ بھنگوں کی طرح تو اسے کھلے تار رہا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے، چنانچہ اس وقت بہت پریشان ہوا، اس لیے درست فیصلہ نہیں کر پا رہی۔"

"خانی کا یہ سب بھری یہ اوقات روکھی ہے، کہ اپنے باپ کی دکان کے کسی نوکر سے نکاح کر لیں اور بعد میں  
میں تیرا اس کا بچہ نہ کرے، یہ سب کی جی جی میری ہو رہی ہے۔" یہ نوکر گھبراہٹ سے اُٹھ اُٹھ کر لپکتے گئے۔  
"بچا ہر گز نہیں ہوگا۔" خانی اس کے سر پر ہاتھ پھیرے ہوئے اسے الامامہ سے دیکھ کر اس کے آنسو کی  
ظہر سے دیکھ کر کانٹھیں بھر رہے تھے۔

"کیا میں کاشیاجان کو اس کا ساتھ دے دوں؟" سے واقف نہیں ہوں، میں اس کو اور اس کے دوستوں کا  
ابھی طرح جاننا اور پہچاننا ہوں اور میں نے یہ بھی پتا ہے کہ وہ کب کتنے ہی میں ہیں۔"  
"نہیں، تم نہیں، یہ بھی جانتی ہو کہ تمہارے والد کی گھر کی ملاقات کی خبر پتا نہ چلے اور کاشیاجان سے شادی بھی نہیں کرنا  
چاہیے۔"

"میں بہت افسوس مند ہوں، حقیقت سے سب کو مطلع کر دوں گی کہ یہ جیسے وہاں بات بھی نہیں ہے، میں نہیں کہوں  
اسے، لہذا یہ کچھ بھی نہیں، اس کو ذمہ دہر نہیں اُٹھنا، ایک دو چکا ہے میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ  
میرے ساتھ اس کی خبریں کرے، آپ کو بھی دور اور غم آجائے، اور یہ داشت نہ کر سکیں۔"  
"اگر کاشیاجان سے کہہ دوں گی، تو کھنڈر کار کے لئے چلے جائیں گے۔" خانی اس کا اتنی فیصلہ شدہ  
خوابی منظر تھیں۔

"نہیں کہہ دیں۔"

"مجھے خیال ہے اس فیصلے پر اس سے تو نہیں ہوگا۔"

"میرا کہہ دوں گی۔"

"زندگی کے کسی کام پر جس میں کاشیاجان کی محسوس تو نہیں ہوگی؟"

"اب کاشیاجان کو اس نے پتا ہے، چہرے سے کاشیاجان اور اس میں ہونے لگی۔" میرا ہاتھ ان لوگوں میں  
ہوتا ہے، جہز زندگی کے سہرا مل گیا، اس کے کاغذ دیکھتے ہیں، بیچے، جڑ کر دیکھتے کے مادی نہیں ہوتے۔"  
"اگر یہ بات تو بڑی دیر ہو، جس جہز میں جہز مل گیا، اس کا کیا ہے؟"

"کیا تم کو خبردار کاشیاجان کو ایک دوسرے کے ساتھ لکڑیا کر رہی ہے؟" اس نے انہیں اس سے سوال کر دیا تھا۔  
"میری زندگی میں آئے دن وہ اپنے یہ دونوں ہی سسٹن جہز میں تھے، یہ جہز بڑا بڑا اور وقت پر خود فیصلہ  
کر دے، وہ ان تھا اور کاشیاجان فیصلہ دے ملائی اور میری بیٹا اب اس کو کچھ سمجھے والا تھا، میں اب کچھ ہو جاتا تھا، میں نے

میری زندگی کو کسی خانگ کردار۔

☆ ☆ ☆

کیا کر رہا اب تھا، یہ ہم رنگ تعلق کا کد  
تیر جب چٹا ہی تھا، والدہ جیسا بھی ہو  
انہی قسمت کی لکڑیوں پر نہیں جب اعتبار  
فیصلہ تقدیر کا اہم یا جیسا بھی ہو۔

"کیا کہی ہی تھی، خانی آپ؟" کاشیاجان پریشان سا ہوا ان کے قدموں میں بیٹھا۔

"ہاں، بیٹا..... وہ کیا ہے، کسی نکاح کرنے پر چاہا نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے اس نے مجھے بدل سے معاف نہیں کیا۔"

"ان دنوں وہ بہت اچھی ہوئی ہے، میرا خیال ہے، کچھ مہرے کے لیے اسے ان کے حال پر جھڑو۔"

"نہیں، خانی مجھ پر تو ایک ایک کو گراں کر رہا ہے، اس نے دہری مجھ سے عقلی برداشت نہیں ہو رہی ہے، وہ  
صرف ایک ماہ کے لیے بہت دوست سے نکاح کر لے، پھر وہ اسے ملا کر دے دے گا۔"

"وہ ملاقات اور دوست سے پھر اس سے باہر ہو جائی ہے۔" خانی اسے سمجھا رہی تھیں۔

"خانی، میری اقدار میری زندگی کا اعزاز ہے، یہ نہیں اور اس بات میں بہت پریشان ہوں، آج بھی  
میں وہ دوستوں کے پیچھے آئے، تھے تو انہوں۔" میرا مستقبل محو رہا ہے، مجھے نہ کچھ کچھ بھلا دے رہا ہے، اور میں  
مجھے کچھ دکھائی دے رہا ہے۔" گھبراہٹ سے کاشیاجان نے دہری کو دیکھا، اس نے سکون اور شائستگی کے ساتھ اسے سمجھا دیا تھا، یہ وہ

گئی ہے، پھر یہ پانچ بیٹے ہو گئے، اور میں ہر سکون تینوں کے لیے ترس گیا ہوں۔"

"میں کاشیاجان کو اس لیے تو پانچ بیٹے، کاشیاجان نے کہا، یہ مگر ہمارے ان نوکر ہوں، میں شوہر حضرات خانگی بھگڑوں  
میں اس کا سہارا پار دیتے ہیں، اور اپنی خوشیوں کو خود اس کے لئے دیتے ہیں۔"

"بائیں، خانی آپ نے مجھے تو کسی اور نہ سنا، یہ موت اور مہاں کا ہے۔"

"گھبراہٹ سے یہ جانا کتنے اچھے، باپ کی دکان کے کسی بھی بیٹے میں سے نکاح کی خواہش نہ نہیں ہے۔"

"میں نے کب کہا ہے کہ وہ اس کی دکان پر ملازم تھا ہے۔"

"تم نے یہ کیا تھا، ان کو وہ چھارہ دوست ہے۔"

"انہ میرا دوست ضرور ہے، مگر وہ میرا ماںوں کا کاروبار ہے، کسی شلک نہیں رہا ہے۔"

"وہ چھارہ دوستوں کو تو جانتی ہی ہے، میری دکان پر نہیں ہوگا تو کہیں اور رہا ہوگا۔" خانی اسے بتا رہی  
تھیں۔

"بیٹا، خانی آپ اسے سمجھا دیں کہ وہ صاحب بہت اچھے ہیں، انہیں اچھے ہیں، کچھ بھی ان پر دھن کی  
عریف بھی نہیں کر سکتا، وہ تو خوش مال ہے، مجھے کب جب میں نے ان کی سے حد خوشامد کی ان سے جو کچھ کے  
دہلیز تو وہ مان گئے۔"

"میں نے کبھی اسے کبھی میں کاشیاجان کی ایک ایک بات سن رہی تھی اور اس کو غلط یا کچھ بڑے جارے تھے  
اس کے بھی کچھ نہیں آتا تھا۔"

"اے خانی..... میں کہوں تو کیا کر دوں؟ میری کچھ بھی کچھ نہیں آتا۔" اس نے اپنا سر جھکے کی صورت







ہر جگہ کہاں کہاں کی برساتیں ملنی ہوتی ہیں  
خدا ہی دہا دہا بھیگتا ہے اب تو  
زندگی میں کچھ خاموشی ملتی ہیں  
بھگتی تو وہ بیت کر خوش ہو گئے  
سچی سچی تو ہر کی جگہ باتیں ملتی ہیں

نیوی ہو کوئی چوگردم مل رہا تھا اور فرح کا دل جھول جھول سا رہا تھا اس کے ذہن میں خزل کا ہر شعر  
ملنے پر کمر نہ تھا۔ آج دوسرے گاؤں سے اس کے چند رفیقہ آئے ہوئے تھے اور فرح نے اپنے آپ کو  
اسے کرتے تک دھڑکھاتا تھا وہ چپ چاپ بھیگی گئی اور اپنے آنسو اپنے اندر خفیہ کر رہی تھی جب ایک  
رفیقہ زارہ خاتون اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔

"اے فرح تو سب کی لڑی، بیکار کی ہے؟"

"نہیں..... بھئی، بیگناہ چاہیے کیا۔"

"ابن لڑا کی کیلن ٹیپ رینگے سب سے پرہیز کرنا چاہیے مطلقہ ہونے کو۔"

"کیوں اتنا پرہیز کیا ہے؟" اس نے حاسف سے پوچھا۔

"اچھا نہیں نکسا اس سے اور جو کچھ ہیں تان شاید اسے لے پھرتی ہوگی اب پر۔" طاہر نے اپنے حساب  
سے کہا ہے ہوئے کیا۔

"چاہتا بھی مطلقہ یا نہ عورت اس معاشرے کا حصہ ہیں وہ کوئی جھوٹ نہیں ہیں جن پر لوگ پھرتی  
لگا رہی ہیں کچھ آپ بھی کہیں گی کہ مطلقہ اور عورتوں کو کتنا کیا بدشگونی نہیں آتا چاہیے۔"

"اسے پائل میں کیا سب علی الاطلاق لکھی عورتوں پر پابندی لگاتے ہیں؟"

"میں نے تو نہیں نہیں دیکھی۔"

"اگر نہیں تو کبھی تو آپ انھیں کھول کر دیکھ کر خوشیوں کی تھار سب میں سہاگوں کو آگے آئے  
کیا کیا ہے سہنے کی زبوں میں سہاگوں سے دم کرائی جاتی ہے اور وہ مطلقہ کو دم کی پوچی سے بھی دور  
رکھتا ہے اتنی کڑوا پھرتی کیسے ہیں۔"

"میں نے جانتے سے یہ زبانی ہے یہ دل آزاری ہے۔ تو کون کوایا نہیں کرنا چاہیے۔" فرح نے کہا اور پھر  
دوئی اٹھوں میں سے پھا کر چھوٹ چھوٹ کر نہ لگی۔

☆☆☆

مجھے خدا دیم بحر میں کھر مٹی صحن

"درد دیداد تھا اور اپنے اختیار میں تھا

بے شک وہ اپنے آپ کو خود کوئی اور تھا کہ وہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا وہاں ہی ہوں گے اور وہی  
راتیں گھٹنا سے وقت کھوں پر گزرتا ہے اس کے دل کا کیا بیرونی کرے گی۔ چننے والے باپ وہوں کی  
موجودگی میں جفا پر ضرر رہے کہ گروں میں کہیں ایک کا لانا ضرر چھوڑ دیا کہ جو اس نے کیا ہے وہ کج  
نہیں کیا وہ قصہ اور جلال کا پیش کا یا تھا اور ایسے میں اسے بھی ضرر نہ تھا اور اس سے بڑھتی کی سزا سے  
کتنی بھیڑ بھی اپنی صراحت حیات کو بھی دوسرے سے خائے نہ کرنا ہو تو ان آسان بات نہیں تھیں۔ کئی کو وہ بار بار سمجھا

دہا تھا اور وہ اس کی بات پر کسی صورت کمال نہیں ہو رہی تھی۔

"شعراں ختم سے ساری زندگی کی دوری شاید برداشت نہ کروں گی مگر میں کسی دوسرے شخص کی قربت چاہے

پہلوں کی ہی کہیں نہ ہو کسی صورت۔ ہوشیار نہیں کروں گی۔"

"تم پر تو سوچ کر لڑائی دوائی کر رہی تم جھجک پکٹی ہو۔"

"خبر کیا ہے بھئی، انہیں ہے جو اسے تیرا ب ہے جو میرے حق میں سب کو کھاتے کر دے گا۔"

جب شعراں اس کا جواب نہیں کرے تھیں تو اس کا کیا تھا سارے نطفہ کو لے کر اس کے حق میں اکٹھے گئے

تھے۔ ان دونوں کی بات چیت چلنے سے بچنے سے ان کی کٹی تھی مگر اسے نہیں تک رہا تھا جیسے اس سب تک

کہیں نہ ہو مگر اس نے کوئی ایسا بدو ان دونوں کے اٹھانے دیا کہ اس نے سب کچھ دیکھا یا اسے اور وہی دامن

بہر کر ہے۔ وہ اپنے آپ کو خود کوئی سمجھتا کہ جو وہ سنا رہا ہے ایسا ایسا اور کیا ہو سکتا ہے اس کی زندگی سے بہت جلد

کل جائیں گے مگر وہ اپنے آپ کو نہ صرف کاغذوں میں مگر اس کاغذوں کی جھین سے بھی وہ خود بخود

ہر بات پر سری پڑتی تھی مگر اس کی نگاہیں کبھی اور خود اپنے تجویز کر رہا تھا۔

"شعراں تو نے کی کاروں کو کیا ہے یہ اس کی سزا ہے ٹھیک ہے۔" ایک اور آواز سے ٹانوا دی۔

میں نے کس کو دل نہ کیا ہے وہ تجھ ان سامنا۔" یہ اپنے آپ سے خود پوچھو۔

"کون ہے وہ؟" "لڑنے لوں اور پر تو نہیں اسے وہ ہے خود سنا سوچ رہا تھا۔

"ابھی اس سے تیرا یہ ہوگا، پھر اس کا بیٹا ہے۔" اس نے گھبراہٹ سے کہا اس نے اس کے پاس سے اس کے پاس سے

انہیں تو نہیں چھوڑ کر چلا آیا ہے۔

"میں نے تو بہت بات اٹھا کر دیکھ کر سنا ہے اور وہی مگر وہاں ہی نہیں۔"

"ابھی اس سے تیرا یہ ہوگا، پھر اس کا بیٹا ہے۔" اس نے گھبراہٹ سے کہا اس نے اس کے پاس سے اس کے پاس سے

"میری اس کچھ سے بہت محبت کرتی ہے اس نے مجھے بھی نہیں کوسا دیا۔"

"کوسا تو کچھ فرح نے بھی نہیں جس کی زندگی تو نے اڑا کر دی ہے۔"

"فرح کی پریشانیاں سے میرا کیا ملے؟"

"تیرا واسطہ ہے تو؟" کہہ کر وہ گاؤں میں اب بھی تیرے نام کے ساتھ بدنام ہو رہی ہے۔"

"میں اس سے مدافعت کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر اور اس سے مدافعت کیا؟" اس نے دل سے ملتا رہی۔

"ابھی نہیں مگر میں مدافعت کرنا ضرور۔"

کل بدلتی فرح نے تو فوج پر جہازوں کی پابندی کا اطلاع دی تھی وہ ان فرح پر گئے دانیے اور ہوں

کی روداد بھی نہ تھی جس میں اس کا نام نہ آیا تھا بلکہ فرح کے برادر ہونے کی دلیل دیا جس کی ذات بھی چاندھی

تھی۔ کچھ دیر بھی کہ اس کا کس کس مختلف پریشانیاں کو کہیں بیٹھا تھا۔ کس کی ہر بات وہ چپ چاپ سنتا اور اس سے

فدے آوازوں کی طوائف۔

"شعراں ختم گاؤں تو اس شرف کا مال ضرور رکھ کر گا۔" فرح سے اس سے کہہ رہی تھی۔

"ختم ہر حد سے بگڑنے لگا ہے کچھ فائدہ نہیں ہوگا مگر کالہ لکھنا انھیں ہو چکا ہے۔"

"اس نے مجھے پورے گاؤں میں جو بدنام کر دیا ہے۔"



"مغلطی شاید میری ہی تھی مگر حق بجانب میں نے یہ قدم بڑھایا شاید مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"شوخی مجھے کیا ہو گیا ہے؟ سب کا خیر کیا ہے؟"

"جانتی نہیں فرحت مجھے کیا ہو گیا ہے مجھے خود کچھ نہیں لگتا آ رہا۔"

"نیکو کسی ہے۔"

"نیک۔" اس سے مختصر جواب دیا وہی نہیں لگتا تھا۔

"اچھا تم کو کس کا ہے؟"

"بہت جلد۔" مجھ کو رستے سے غریبوں کا دل دیا اور اسے چوں لگا مجھے شیار اپنے آپ میں نہ  
اور جو بیٹھ سب کی آوازوں میں رکھ لیا تھا آج وہ اس کی باتوں کے جواب بھی دے چکے تھے انداز میں دے  
کہ تھا نہ اس نے پہنچنے کی ضرورت دریافت کی اور یہی سچوں کو چھوڑ دیا۔ کبھی کبھی کی یاد کی کہ اس کو  
خاموش ہو گیا اس نے اپنی سب سے بڑی نیک ظاہر کی۔ شہر جا کر مریضوں کی ہاکیوں پر کیا فرحت اپنے گھر  
میں بیٹھ کر سوچے چلی جا رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں آئے آنسو کی رگڑا کی طرح جس کے انھوں پر گردہ  
تھے۔

\*\*\*

اس سے ایک بار بھی بیٹا ہے نہ بیچے کا کوئی

و تو ہم چلنے کے کھیلنے ہیں ابھی انکو

اور نہ پوچھو بھی چہرے بھی پڑے ہیں تم نے

سب کو کہاں کی کیا کرتے ہیں ابھی انکو

دل میں بہت میں موسم بہار کے کلیں سات کا ایک میں رہ کر بات چیت سے توجہ لگا اس میں اپنا اظہار لگا  
ہوئے تھے۔ فریال کا بھی اسل تھا جس میں ہر وقت سے ہر دہائی تھا فریال سے ہر مصروف تھا مگر جس دن شیلے  
کا آفری تھا اس نے دیگر اساتذہ کا رد و فکری کیا تاکہ دیکھے دیگر اساتذہ میں شیلے کی دیکھا نہ لگتا کہ  
ہے۔ لیکن بے ہوا لگتا ہے تو مصروف سے ہر بات کی آواز سن رہی تھی اور یہی تھی۔

فریال نے اپنا ہنسنے کے چند سوئے تھے کہ اس کے دل میں یہ خیال آیا کہیں نہ کوئی ساز و باقی اور ان  
کے بچوں کے لیے بھی کچھ نہ ہو کہ مکمل نہیں خریدیں۔ شیلے سے اسے یہ مطمئن ہوئی چکا تھا کہ وہ کامیابی جاتے دل  
ہیں کہیں کے کلیں سات کی جانب وہ ابھی دیکھی تھی مگر پشیمانی سے وہ ان کے دل میں شیلے کی تھی۔

"تو تم کو کچھ کیوں پتہ نہ ہے؟ ہاں کاش کے جو کرتا ہے وہ کرتا ہو۔"

"وہ دیکھ رہی ہے کہ تو اس کی جانی ہے یا نہیں؟"

"نہیں؟ آئے گی وہ۔"

"جیسا کہ ابھی ہو گیا تھا مجھے وہ تو بہت سے تھے۔"

"تمہارا کیا پتا ہے کہ تمہارا جیسا ہے؟ اس کی کہ وہ دیکھ رہی ہے کہ نہیں دیکھے گی۔"

"میرا میں کیا کہوں؟"

"یہی کہی کہ تم فرحت کو داتے۔" مگر وہی میں کیا کیا۔

فریال نے توجہ فریالوں سے دیکھ کر اپنا ہاتھ ہلا کر اس سے کچھ گفتگو ہے اور جب ڈر کر دیکھا تو وہ مشتعل رہی

رو گئی۔ جیلاؤ مارا کہ منہ دے سب دیر بھر نظر آ رہا تھا۔

"یہ بڑا جس لوگ کو تو اور یاد کرنے کے منصوبے بنائی تھی کیا وہ لڑکی ٹا ہے۔" فریال کے دماغ میں اس  
وقت آگے میں اس کی جگہ رہی تھی وہ ان کی پشیمانی پر کھڑے ایک دیک کے چپے کھڑی ہو گئی اور اپنے دوپٹے سے  
انہیں دھو اس طرح چھپا لیا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔

"اگر تمہارے پاس وقت زیادہ لگتا ہے تو اسے جیلاؤ میں اپنے دوست کے قید پر لے جاؤ اور

میں....." وہ دیکھ رہی تھی۔

"اور پھر....." سب دروازے کی بات انہوں نے کرنا تھا۔

"پھر وہ تمہاری خشتہ دہی خود کرے گی کہ اس سے ہر حال میں شادی کرو اور جلد کر وہ تمہاری آبی چکی

تمہاری راد میں رہے نہیں اور کاش کی۔"

فریال کے اچھے سے چپکے دہی کر گئے اور اسے اپنے پکارے کہ وہ ہیں چھٹی چلی گئی۔

جیلاؤ کی اور دوا کر گیا اور اسے ہوا سے کچھ پکڑ لیا تھا کہ اسے تو جس کی پتا تھا کہ شادی خشتہ میں مگر

ہوئی ہے اور اسے اس کو پہچانتا ہے۔

سبز جس کے مگر فریال کی تو فریال ان کے شوہر سے اٹھا تھا "مجھے شیلے سے بات کرتی ہے۔" فریال نے اپنے

لکھے کو دیکھا اور کہنے کو کہتا تھا۔

"یہ تو تمہاری آبی کے ساتھ باہر رہی ہوئی ہیں۔" سب صاحب اسے اس کی کلاں ٹھوڈا کرنا عاید بھینے

ہوئے ہوئے۔

"جیلاؤ بھالی مگر میں ہیں؟" اس نے بے چارہ۔

"ابھی کسی کام کے مسئلے میں باہر ہیں۔" جیلاؤ بھالی مگر اس نے فریال کا دل۔

آدھے سے پھر فریال نے شیلے کے کل فریال کا تو وہ تھا۔

"مجھے تو دلالت کر۔" لکھا اس کا کہ اسے وہ پتہ تھا اسے سب سے میں اسل تھی۔

ایک بھلے بھلے کوئی آقا تو وہ مادی کی بہت اور چاہت کے لیے اس کا بھی کسی گھر فریال اس کی اس میں اس کا

پتہ تھا اس کی ہو گئی اس وقت اس میں لکھا اور جس طرح اس بات کو اس سے وہ میری بات کسی صورت تسلیم نہیں

کر سکتی۔

"کیا کیا تم مجھے دس دھڑ دے سکتی؟"

"مجھ پر سونے کی تو میری لکھی ہے پھر لکھی اور نہ سہا لیا ہے۔"

"تم تو کہہ دیتی ہیں کہ میں لکھی ہے پتہ ہادی سبیلوں کے میں لکھا ہے۔"

"وہ تو آئی سے ہاتھ نہ لکھی ہے۔" وہ سب شیلے سے لکھا۔

"تم تار کے پاس ہاتھ سے پہلے کچھ سے لکھی ہے۔" لکھی کچھ کچھ دے۔

"مجھ پر سونے کی تو میری لکھی ہے پتہ ہادی سبیلوں کے میں لکھا ہے۔" لکھی کچھ کچھ دے۔

ہے۔

"کیا کیا تم مجھے دس دھڑ دے سکتی؟"

"مجھ پر سونے کی تو میری لکھی ہے پتہ ہادی سبیلوں کے میں لکھا ہے۔" لکھی کچھ کچھ دے۔

"اسی طرح تو جیسے شام ہو جائے گی۔"

"اشکم کو بٹا بھائی مجھ کو ملے جانے کو کہہ رہی تھی کہ ان کے ساتھ جانے سے ملنے پاپ سے ملنے لگی ہوں۔"

"تو میں تباہی کی تو ذرا کی موت کا سنا ہے۔"

"کیا وہ بچہ؟"

"جیسے مردش میں ہوں گا۔" فریال جیسے دہری۔

"کیا ہوا بچہ؟ آپ کو؟" "ٹا جیسے بچہ نہ لگی۔"

"تم مجھ ڈار کے ساتھ جاتے ہے پہلے میرے ساتھ؟ دیکھو کہ اس کی پٹی چلی چلی گئیے جانے کی میری اسے نہیں دہری۔"

"اگر آپ رہنا تیار ہو تو میں مار دوں گا ساتھ لے لوں؟"

"میں نہیں ہرگز جان میں اپنی پیاری کی کہاں کی کسی کے ساتھ شہر نہیں کرنا چاہتی۔"

"تو آپ مجھے کیسے تک فارغ کر دیں گی؟"

"میں جیسے اس کیے لوں گی کہ وہ اس سے بچے چھوڑ دوں گی پھر تم اپنی فریڈ کے ساتھ وہاں آؤ پاپ۔"

"میں جانا۔" فریال نے قصداً درکار نہ لینے سے کر دیا۔

"بچہ میں آؤ مجھے ملے فارغ ہو جاؤں گی میں....." اس کے لیے میں بے مری کی تھی۔

"میں جانا نہیں ڈار سے کیا کہنے لے چکی ہوں پہلا بھر ہری ہے۔"

"فیکہ....." بچہ میں تیار ہو کر اس کی آپ سے گزرے۔"

☆ ☆ ☆

سما سما ڈرا سا رہتا ہے

چائے کیوں مٹی بھرا سا رہتا ہے

عشق میں اور کچھ نہیں رہتا

آدھی پائو سا رہتا ہے

دوسرے جھگڑے جھگڑے پھر دھت سے چپ چپ سا پہلی تھا اس کی عاشقی سے حال وہ دھت کی ہری تھی۔

"آج دھت کی ہری قسمت ہے تو میں کیا کروں۔" وہ اپنی ڈیڈی انظر سے دے دیکھتا ہوا ہوا۔

"اب کیا کروں؟" وہ دھت سے کہا۔

"نیکوئی نہ کرنا اور ہی ہے۔"

"میں کیا بات پر اختلاف ہے اسے؟"

"نہیں اس کا کیا ہے کہ وہ شادی نہیں کرے گی۔"

"کیونکہ اس کے سامنے میرا اہل تھا۔" حال لپکا لپکا سے لکھ میں ہوا۔

"اسم ڈارو آپ کو کہاں جاتی ہے اسے کہنا آپ کو کہیں ہی جیسے آپ کو کیا کچھ نہیں کہن ہے؟"

"ہوں....." ہال سرائے نظر لیا ہے اسے پتہ تھا کہ کچھ کہنے سے اس نے انتہا بے کیا وہ اس کی بول نہ تھی

چارہ دھت کا شیار کو گل کرنا دے کہ کہیں کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہے۔

وہ بھول جیسی ہے نہ وہ ختم نہیں ہے نہ کیا تھا بچہ لکھا پاپ ڈار سے سب اس کے لیے ہیں مگر وہ نہ سوسنی

یہ۔

"میں نے تجھ سے کہا تھا میرے کسی دوست سے نکاح کرلو۔ ایک ماہ کے اندر میں گاؤں سے واپس

آ جاؤں گا تو وہ جیسے طلاق دے کر چلا جائے گا جب تم عدت سے فٹ کر کچھ سے نکاح کر لیتا۔" فریال اسے

تھرا تھا۔ "مگر سارا وہ پہلی اپنی ہی نہیں ہے وہ کہتی ہے میں اپنی زندگی کو کتنا شامیں سے کہتی۔"

"مگر وہ کہاں زندگی میں کیا کر رہی ہیں کہنے کی؟" ہال نے اس سے پوچھا۔

"وہ کہتی ہے کہ اب مجھے تم سے بھی شادی نہیں کرنی۔"

"مگر تم تو اس سے محبت کرتے ہو؟"

"ہاں کی میں تو اس سے ملنی محبت کرتا ہوں اتنی محبت کہلی اس سے کر رہی نہیں سکتا۔" وہ جوتی ہال میں

بلا۔

ہال کا کال چلا کہ اسے نوک دے اور کہے میں تم محبت ہو مجھے تو جیسے تو مطلب ہی نہیں ہے کہ محبت کتنی

دوست کرتا ہے؟ میں اس کی تمہاری کا پتا نہ دے کی اور نہ ہی اس کا اور نہ ہی تم مجھ سے زیادہ میں سے بہت کر سکتے

ہو۔

"تم نے سمجھا نہیں اسے۔"

"بہت بڑا کردہ ہے میں اس کی دشمنی کا نہیں ہے اور کہتی ہے کہ میں اب اسی طرح ساری زندگی کو اوروں

کی اور کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی۔"

"فریال تم نے اس پر کچھ بھی بہت بڑا کیا ہے۔"

"میں کیا کہوں جو اسے وہ اب میں رت کو چھوڑ دوں گا لے جا سکتا ہوں۔ اب جو ہو گا وہی رہتا ہو گا مگر

وہ گھر کی کچھ بڑی ضد ہو گا کام ہے۔"

"وہ بیک نہیں ہے تم مگر کہنا۔" ہال نے اس سے کہا۔ وہ کہیں کی اپنی انظر کو جیسے کر سکتا تھا۔

"اور وہ میرا دل چاہو رہا ہے اس میں کسی ماسر مجھ کو نہ دے مجھ سے ساتھ ساتھ میری زندگی میں بھی کاٹنے

میری ہے مگر کیا کہوں مجھ کو نہ دے نہ دوست پر دے کہ وہ کھا ہے حال ہے کہ میں اس کی عقل بھی دیکھ

سکتا۔" ایک بات میں دے دے وہ اسے بھی افراتاہد اور دوسرے کو کہہ کر دیکھ لیتے ہوں گے اور ہم ایک گھر میں رہے

"اے میں کیا کہہ دوسرے کو کہہ نہیں سکتے۔"

"فریال کا کہنے تو تم نے اپنی بیٹی کی زندگی میں کر رہے ہیں اس بیٹی کو کہنا۔" مورد نام محمد رائے

ہو۔ "نہیں لے جانے بھائے ہو گئے کہا۔"

"جب وہ میری بات نہیں مانتے گی تو عدت آئے گا ہی نہ۔"

"اس کی میری بیٹی کا خیال رکھنا تھا افراسی ہے۔"

"اس کی خیال رکھ کر اس کی بات مانا کہ میں اس حالوں کو پہنچا ہوں۔" وہ قصے میں ہوا۔

"کیا مطلب؟" "ہال کا کہہ ریت سے کھانا کھا رہا تھا۔"

"میں نے اس کے آپ کو باتیں سنائی تھیں اسے لگا ہے اب آپ کی طرف شادی کی کو ضرورت تھی یا اس

کی نظر تھی یا تو؟"





”کیوں براہی ہے؟“

”وہ اس لیے کہ اس نے ہمارے کام آ رہا ہے۔“

”نہیں! ایسی نہیں۔“ وہ خوف زدہ سے لپکے میں بولتا۔

”میرے بیان سے جو یہ شکل وقت نکلی ہے اسے میں گھر جانے کا نسخہ کو چاہی نہیں بیٹے گا۔“

”ایسی آکر آیا ہوا تو اس کا سایہ اسے سب سے گھبرائے اور اسے گھبراہٹ سے بھر دیا۔ وہ بھری خوشی کے ہر موقع پر اپنا سر نکال کر کھڑا ہو جاتا ہے۔“

”نہد کے ایک دوست کا نام واکس ہے۔ شاید حیدر آباد کے قریب ہے ایک بار میں بھی جا چکی ہوں۔ وہ دروازے میں آکر صوفے پر گرے۔ وہ خود بخود اسی صورت اور انداز میں بولنے لگا۔ ”میرے دوست! میں نے یہ سنا ہے کہ وہاں کئی کئی برس کی ایک دوست اپنی بیٹی کے ساتھ وہاں رہنا چاہتی ہے۔ آپ اسے ایک ماہ کے لیے بک کر وادی اور تھارے بارے میں یہ کہیں کہ وہیں کی کٹم لوگ کا دل لے گئے ہوں۔“

”کیسی باتیں کر رہی ہو، اپنی تم میں اپنے بچوں کے ساتھ کسی غیر شخص کو لے کر تمام باتیں میں ہوں گی۔“

”نہیں! وہ اپنی سو کر رہی ہو گی۔“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

اس کی چوٹی کھانسی لگن کی طرح تھیں

اس خفت جان پہلے تو یوں کھینکے تھے

جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے جانے تھا

اسے رہے بھی کب تنے اگر ہم بھلے نہ تھے

☆ ☆ ☆

”گھبراہٹ میں خاموشی ہوئی تھی جیسے میرے چپ کی لنگ کی ہو۔ میں اس سے کوئی بات کرنی تو وہ ہواں ہواں میں اسے لے کر نکلتا گیا۔“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“

”میرے دوست! یہ کونسا گھر ہے؟“













تنگین کے چرے پر غمازیت سکڑا کر چلا ہے۔ جتنے جتنے کے ساتھ بچہ پر گھس گیا تھا اور سامنے کمری پر ہاتھ بٹھا ہوا تھا۔ جب دور کی آواز کی آواز کی حالت خود سے بچہ ہوئی شروع ہوئی آپ اور آٹھیں گول کر اس اور حلال کا کھو دیکھنا ہوا۔

تنگین نے آدمی کو پر کر کے اپنے سینے سے لگا ہوا۔ چودہم دستہ بعد و غافل سو رہی تھی۔ حال اس کے چہرے پر ہستی کی چمک اور تنگین کو کچھ باغیاں اس کے اٹنے پر بال آواز کر رہے تھے حال کا دل چاہا کہ اپنے ہاتھوں سے انہیں صواب دے۔

”تنگین غافل تھی نہ تھی مدد میں ہو۔“  
”یہ صورت جو سامنے ہنسنے پر تھی ہے میری بیوی ہے اور میں اس پر اپنا پورا اعتماد رکھتا ہوں۔“ اس نے بدلنے کہا۔

”اب ضرور کہتے ہو کہ غفلت تھی یا نہیں اور کبھی اور نہ تھی؟“  
”مگر تنگین کی چیز تھی ہے۔ یعنی جانی ایک صورت ہے۔“

”یہ سب غفلت ہے مگر ایک بعد سے کہ باوجود اس کے پتہ نہ ہو کہ وہ سب ہے کہ کچھ اس سے پیشہ دور رہی ہو کہ نہ جائے کو ان کا ساتھ قریب دوسو پنے سچے سو گیا۔“ ایک فریڈ کی دھڑکی اس پر صریحان ہوئی تھی۔  
”جسے جب تنگین کی آنکھ مل گئی تو اس نے اُنہیں ہاتھوں کی پر جھپٹے ہو گیا تھا۔ تنگین نے اپنی رائی نکلیا۔  
”یہ سادہ رہی ہوئی کوئی جملہ نہ جانے کیجئے۔ پتہ نہ لگتا اور میں کسی اس کی باتوں سے سب گئے۔ تنگین نے پایا کہ ہنسنے سے تنگین کا ہاتھ لگایا۔ تنگین نے اس کے شہوت کی باس سے اس کا مٹھنہ کھینچ کر اسے اپنے پیٹ کا کھنڈی اور سہ آرام ہو کر اٹھ جا کر اسے تنگین کی ہاتھوں کی کہ تنگین کو اپنی ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ تنگین نے ہنسنے کو دیکھا۔  
”میری ہنسنے کو سب سے پہلے حیرت اور پھر ہنسنے کی آواز تھی۔“

”سوئی تنگین جتنے تنگین کی ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ تنگین نے اس کے شہوت کی باس سے اس کا مٹھنہ کھینچ کر اسے اپنے پیٹ کا کھنڈی اور سہ آرام ہو کر اٹھ جا کر اسے تنگین کی ہاتھوں کی کہ تنگین کو اپنی ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ تنگین نے ہنسنے کو دیکھا۔  
”میری ہنسنے کو سب سے پہلے حیرت اور پھر ہنسنے کی آواز تھی۔“

”جانتے آؤں میں تنگین سے لے کر دوسرے کی کوڑی سے باہر بھاگتا ہوا ہلا۔“  
”اس میں بہت درد ہے جانے تو ضرور ہوں گی۔“

”اس پچھل میں نیچے چھا آئیں۔ تنگین نے اسے اپنے اندر دھار لے جانے کا کھیرا کر دیا۔ اور دم کے لیے میرے خیال سے درد کا گھانا ہنسنے سے گا۔“ تنگین نے اس کو ہاتھ پر لگاتے ہوئے وضاحتی میں سر ہار دیا۔  
”خود ہی دیکھیں تنگین کا اور کمر اس کا اٹھنے کا اور اس کے لیے کسی کی ہنسنے کی طرح حاضر تھا۔

”دونوں ایک نسل پر آتے مانتے ہوئے اسے اشتہ کر رہے تھے۔ تنگین آپ کہاں تھے تنگین نے۔“  
”وہ اپنی قریب سے تنگین کی ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ تنگین نے اس کے شہوت کی باس سے اس کا مٹھنہ کھینچ کر اسے اپنے پیٹ کا کھنڈی اور سہ آرام ہو کر اٹھ جا کر اسے تنگین کی ہاتھوں کی کہ تنگین کو اپنی ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ تنگین نے ہنسنے کو دیکھا۔  
”میری ہنسنے کو سب سے پہلے حیرت اور پھر ہنسنے کی آواز تھی۔“

”جانتے آؤں میں تنگین سے لے کر دوسرے کی کوڑی سے باہر بھاگتا ہوا ہلا۔“  
”اس میں بہت درد ہے جانے تو ضرور ہوں گی۔“

”اب ہم تنگین کو دیکھا ہے۔“ غرضی اس کی تمام غرضتوں سے بے بد تھی۔

”آپ نے دیکھا ہے کہ تنگین کو کب چھٹی نے لی اور کب کمر پر چھٹی نے؟“

”میں نے چھٹا دیا تھا۔ آپ انہیں نام تک نہیں سمجھ سکتے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”میں نے شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“

”آپ نے نہیں دیکھا کہ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔ تنگین کو کبھی شہوت میں تھی ہے۔“



”اماں! اس کی کمر کا سہرا کھٹک گیا ہے اور خود اپنی بہن کے پاس ہے ڈانڈ کر کے اسے بھی چلے پھرے کو بیٹے کوڑھ لگاتے۔“

”مٹھہ دیم کرنے غم زدوں پر ایک ساتھ علی وقتہ آئی ہوئی ہے ایک کی سرکڑا ہوئی ہے تو دوسرے کی تانکڑا۔“  
 ”مٹھہ بچنے سے دلوں گرم ہیں۔“ فرحت نے جتانے ہوئے بھائی سے کہا۔

”اماں کو میں جھوڑ کر شوہر دیا کرتا تھا، اپنی کسی بیٹھی پہلی ہے۔“ وہاں کے ہاتھ چمکا رہا ہوں۔  
”خوبصورتی بہت سوچا، میں نے تجھے دیکھا کہ کبھی بدعاش نہیں دی۔“









”سری نہیں ہے، صرف ہوش ہوئی ہوگی۔“ ہونک زبان سے نکلا۔

”تو آپ بھی مجھے یہاں لاکر بے ہوش کرنا چاہتے تھے۔ بالے داد! آپ نے ایسا سچا بھی کیا آپ تو مجھے موت کرتے تھے۔“

”جولو کیاں؟“ چن اور سمجھدا ہوئے جوئے لائی ونگھوں پر محبت کی پٹیاں باندھ کر گئی ہیں وہ تو پہلے ہی بے ہوش ہوئی تھی اور انداز بھی۔ ”سسر خن کا بچہ رگلاک تھا۔“

مارے شرم کے وہ بے سوچ رہی تھی گڈن میں پئے اور وہ اس میں جا جائے۔ لائی کی کوئی بات بھی غلط نہیں، اس کا بار بھر رہا تھا کیا ملا لایا دیتا اور تھا۔

”..... سسر تم نے اس کی شادی کرنا چاہا تھا کہ یہاں اعلیٰ جسے نہ بھائی تھی۔“ وہ اٹھ کھڑے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”جلا کو کتا سے اور دشمنی کی۔“ سسر خن کی بے رحمی کی صورت مل نہیں پوری تھی۔

”ظاہر ہر دھت شادی خریف کرتے رہے ہیں اور اس کا بے دخل بھی رکھتے ہیں اور یہ بات جلا کو کی صورت تیار نہیں۔“

”جلا کو مزاج تو میں جیسے درست کروں گی کہ وہ سوچ نہیں سکتی مگر دو مجھے اب تھرا ہی مثل نظر نہیں آتی چاہیے۔“

”جلا کو کا احسان ہے کہ تم اور جلا کو کی شادی کرنا کوئی گڈن نہیں سکتے۔“

”جلا کو کی کہہ رہا ہوں میں شادی سے واقعی محبت کرے گا۔“ وہ آواز بھر کر بولا۔

”تو بھئی محبت کرنے والے قس کے باتوں سے نہیں مانگتے ہیں تم بھی جلدی جاسکتے ہو پہلے جلا کو سے۔“

”جیہو پہلے۔“ مجھے شرمساری سے قدم اٹھے وہ جاتے ہوئے کہا۔ آٹھویں کسی پر کھا کی طرح لپک رہے تھے۔ جب تیرا لڑائی سے اس کا ہاتھ لینے پکڑا لیکن اس کی حیات کو تھا ملایا ہو۔

\*\*\*

قوڑے برآں آس کی ادوی۔ آسوں میں لڑا کیا دیکھا ہے

حقیق و محبت سب بائیں ہیں۔ باتوں میں لڑا کیا دیکھا ہے

قسمت میں بڑ کھما ہے وہ دھڑلہ بھر رہا ہے

چند ٹکڑیوں اور بھی کیا ہیں۔ باتوں میں لڑا کیا دیکھا ہے

اباں بھی آج بہت خوش تھیں۔ بیٹوں کے سرت میں بڑا چراگڑا تھا۔

محنت سے تھکے رہ سڑوے وقتے واضح طور پر کہہ دیا کہ گڈن کی بیوی کرانی ہی میں رہے گی اور فرح ان کے پاس گاؤں میں رہے گی۔ یہ آواز نہ صرف شیار کی ہے بلکہ ان کی اور فرح کی بھی ہے۔ (شیار کا نام انہوں نے لال سے لڑکھارہ لیا تھا)

اللہ اور بار بار گویا تھا باہر تھی۔ پھر فرح انار سے سڑوے کرتی رہی کہ اسے شیار سے لڑائی نہیں کرنی ہے اور جب بی بی آئے اسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ شیار سے لڑائی کرنے کے بعد تو کبھی کبھی کھڑی ادوی نکل آئے گی۔

قوڑے سے احتیاط چھپی ہوئی تھی۔ ”..... سی کرنی مجھے یہ شادی۔ وہ نہ ہوئے بلکہ دلی جی میں کہوں گی شادی۔“ سسر خن کی کات کی گویا ہوں کہ لڑائی چاہے میرے ساتھ سلوک کر۔ ہر گز نہیں۔“

”جیہو آپ نے 10 بچے آئے کو لیا تھا۔“ لفظ چھپوں کر مار چھٹکا سا ہو گیا۔

”میں ان کا بانی نہیں کے بنائے شروع سے ہی چھپوں میں۔“ شانیہ کہا۔

”ابن چھپو میں تو آپ کا نکلا کر کر کے 10 بچے کے بعد گھر سے نکلی۔“

”یہاں اس خلیفہ میں کیوں آگئے۔“

”تو یہ لایف فرما جاتے تھے یہاں کا کوئی دوست نہ رہا ہے۔ مارے کہ کوئی شرم نے رہنا ہے پہلے اسے پتہ نہ کر دوں۔“ اس کے بچے کی خوشی پر مگر نہیں تھی۔

”محبت دیکھنے کے بعد بھی یہاں نہیں ہو۔“

”مارے کہ کوئی کرانی ہو رہی ہے، کوئلہ رگس کی بی بی بھی گاؤں میں وہی ڈالنے تو جن گئے تھے کہ آپ آگئے۔“

”جیہو راج کر ہی بہت ہے، اب اور راج ہی ہمارا شام تک کھوئے گا پر دیکھا ہے۔“

”جلا کو تم بھی یہ لفظ غار، جو بنیاد پر لائی چھپوں کی گاڑ۔“ نادر نے سسر ان کا گلے لے لیا۔

”آپ نہیں جانتے کہ کیا؟“ لڑائی لے پڑا۔

”میرا کھانا خراب ہے اور خوب فضا جادہ پنے کا شوق شاکو ہے۔“ دو گلاہ سے شاکو دیکھتے ہوئے

بولا۔ ”جو کھوئی موت میں خوب کھڑی تھری ہی گئی۔“ اور اسے پھر بھی سسر خن اسے بھائی کی کام

باتیں کر رہی تھیں۔ دو اندر داخل ہوتے ہوئے ہو گئے۔

”نادر، مجھے معلوم ہے کہ تھرا دیکھی ہو کھلے ہو۔“ اور راج جس سے کہیں نہیں لایا اور شوقین ہو تو آج تم کو پہلے جوتا

چڑھانے گا۔“

”تو کیا بات کہیں ہے۔“ لیکن کوئی کچھ نہ رو بہت زور سے بولا۔

”بات کیا ہے، مجھے معلوم ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسے کہیں آس کی آسوں میں لڑا کیا دیکھا ہے۔“

”آپ باہر تو نہیں ہو گئی ہیں، کیا میں شاکو کو لڑا کیا دیکھا ہے۔“ اب اور احتیاط بھرے لہجے میں بولا۔

”میں تو تھرا ہی بائیں میں گھر میں ہو رہی ہوں کہ اس کے پاس دھڑلہ ہو، وہ دیکھا کوئی۔“ لیت کا قلیف

کے فریڈ سے ملتا ہے۔ فرح اپنی اعتبار سے کہہ رہی تھی۔ ”میں نے لڑا کیا دیکھا ہے۔“

”میں نے لڑا کیا دیکھا ہے۔“ فرح اپنی اعتبار سے کہہ رہی تھی۔ ”میں نے لڑا کیا دیکھا ہے۔“



”خود وہاں گیا ہے کہلائے گی تو میری بڑی ہی“

”اگر کوئی ہے کہ اب میں بھیج کر اپنی بی بی اور بھائی کی بھرتی کروں گا چاہے وہ جہاں جہاں“

”یہ بات تو پہلے ہی بتائی جا چکی، یہ بات تو نہیں ہے نہ“

”پھر آپ فرم کر کہیں کہیں سمجھا دیں کہ میں گاؤں میں ہی رہوں گا۔ بس خود سے خودوں کے لیے ہال

بچوں کی تربیت معلوم کرنے سے مراد کیا کر دوں گا“

”میں پھر وہاں ہی رہوں گا، میں نے یہاں ہی ٹھہرنا چاہا تھا۔“

”اُمی میں سمجھاؤں گی کہ آپ کو“

اور جب حضرت عظیم مہر فرحت نے فرار کے دوران سے پراگتی چرائیں، میں نے ادھر سے اُٹھ کر خود ان کا پناہ

دارخ آصار دیا، تب تک جا کر فرار سے ہائی ابھری۔

خیرات سدا کی سے نکال کر کے روٹ کر گھر لے آئے، حضرت عظیم مہر فرحت میں ایک آواز آئی، میں نے جواب دیا

مہر فرحت میں تھا، جا کے مہر فرحت خیرات میں، اس کے بھائی کا گھر جوں میں بھی آتا، وہاں ہر گھر خیرات سوچ رہا تھا

کہ اپنے چھوٹے بھائی کو روٹ کر لے آئے، فرار کے آئے کے بعد میں وہاں رہا، آدھی گئی، ڈنگی میں

کھینچے ہوئے سوڑا جاتے ہیں جو کہ اس سے کئی دن پہلے ہوئے ہیں۔ کئی کو اپنا گھر اپنا چھوڑ کر جا رہے ہیں، وہاں کی کالاف

پیارا کی خوبیاں ہے۔

جب کہ اس کے پاس بھی تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ وہاں کی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں کی کوئی ایسی بات

فرحت کے چھوٹے کی آواز میں آدھی نہیں، وہاں، اور حکیم جی کی بیوی کے ساتھ یہ فرار فرار کر سونے کی

مجموعی چھوٹی چیزیں تھیں، فرار سے وہی نہیں، فرار سے وہی نہیں، فرار سے وہی نہیں، فرار سے وہی نہیں، فرار سے وہی نہیں

تھا، اس کی آنکھوں میں تھیں، کچھ دیر بعد وہاں دیکر رہا تھا۔

تھیں میں باکرہ ہوں

بہال آ کر رہا ہوں

نہاں رہا، جب آپ میں سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نئی ایک بھائی باکرہ فرحت خیرات میں ہے

تھیں خیرات میں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں سے فرار کر رہے ہیں، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے

نہاں رہا، کچھ پہلے سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہے











## ”انجم انصار“ کی دیگر کتب

☆ چاندنی	(اول دورہ ایچ بی سی)
☆ رنگ چاہت کے	(انسانوں کا مجموعہ)
☆ کوئی یکتو	(انسانوں کا مجموعہ)
☆ پردے میں رہتے	(مختصر حواج)
☆ پانچ گنا	(مختصر حواج)
☆ شوقی مکتبہ	(مختصر حواج)
☆ پانچ گنا	(مختصر حواج)
☆ چلنے چلنے	(مختصر حواج)
☆ شوشا	(مختصر حواج)
☆ حسیں کے خطوط	(مختصر حواج)
☆ دل کے آس پاس	(مختصر حواج)
☆ کراچی سے تھیں ایک	(سفر نامہ ترکی)
☆ بیک	(سفر نامہ ترکی)
☆ زبا دل	(انسانوں کا مجموعہ، نثر و شاعری)
☆ شوشا	(مختصر حواج، دورہ ایچ بی سی، نثر و شاعری)

\*\*\*